

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيٰةٍ لِّاُولِيْ الْاَبْصَارِ

الحمد لله الذي جمع هذه النافعة از تاليف مولوي عبد الجبار غزنوي  
و مولوي غلام رسول صاحب قلم مولوي محمد

# بستونج عمری

مولوي عبد اللہ الغزنوي المرحوم و

## مجموعہ مکتوبات

ایمان باہتمام عبد الحمید  
کے پسران مولانا صاحب

مہارکت مسجد چنایاوالی لاہور

محصولہ طاک  
غلامہ

نہایت

۱۲

رفاہ عام ثم پرپس لاہور باہتمام مولوي نور الحق صاحب چنای





وَكَانَ يَأْتِيهِمْ فِيهَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذِكْرًا  
سند صحیح ابن حجر ساتھ نماز کے اور زکوٰۃ کے ساتھ مذکور ہے اور اس کا

ترجمہ سالہ مولوی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عبد الجبار رضا غزنوی

اَحْمَدُ اللّٰهُ وَاسْتَعِيْنْ وَاسْتَوْفِعْهُ  
السَّادَةُ وَالْبُعْدَى وَأَصْلَى وَأَسَلَمُ  
عَلَى نَبِيِّهِمْ خَيْرِ الْوَرَى  
میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں۔ اور اس سے مدد  
مانتا ہوں راستی اور ہدایت کی توفیق کا اس سے طلبگار  
ہوں اور درود اور سلام بھیجتا ہوں اس کے پیروں پر جو ساری  
خلق سے بہتر ہے۔

محمد اعظم بن محمد بن محمد بن محمد شریف غزنوی شیخ عبد اللہ غزنوی کے نام کے ساتھ  
مشہور تھے۔ آپ کا اصلی نام مبارک محمد اعظم ہے۔ مگر آپ نے اپنا عبد اللہ نام رکھ لیا اس لئے  
کہ اس نام میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور نبی کے عبودیت کا اظہار اور فروتنی کا اقرار ہے۔ آپ  
شیخ تھے اللہ کی معرفت والے اس کے دین کے بواج دینے میں کوشش کرنے والے۔

عَايِدْ كَثِيْرًا الَّذِيْ كَرِهَ رَجَاعُ إِلَى اللّٰهِ  
الْمُنْدَلِكُ لَمْ يَخْشَعْهُمُ الْخَاضِعُ الْوَرِثُ  
الْمُتَضَرِّعُ الْمُنْتَبِغُ السُّتُوْاجُ الْمُنْبِغُ  
الْمُخْبِغُ الْمُنْبِغُ إِلَى اللّٰهِ الْكَامِلُ  
الْبَارِعُ الْمَلِكُ الْحَدِيْثُ الْخَاطِبُ  
الْمُتَكَلِّمُ الْهَيْدِيْ الْكَرِيْمُ الْخَوَادُ  
الْكَوَادُ الْخَلِيْمُ السُّتُوْاجُ الْمُنْبِغُ  
الْعَصَابُ الْفَارِيْثُ لَمْ يَخْذَلْهُ فِي اللّٰهِ  
كَرِيْمًا وَنَبِيًّا

تھے عبادت کرنے والے اللہ کو بہت یاد کرنے والے اللہ کی طرف رجوع  
کرنے والے اس کے لئے عاجزی کرنے والے شریعت کے نیکو خضوع کرنے والے پرہیزگار  
تضرع کرنے والے فرمانبردار تواضع کرنے والے کرگزاروں ایک اللہ کی جانب  
کو اختیار کرنے والے اسوائی اللہ کو چھوڑ کر اللہ کی طرف پھرنے والے  
کمال نشاندہ الہام کئے گئے بات کئے گئے خطاب کئے گئے اپنے زمانہ کے  
لوگوں سے جن نے گئے بہت پتے بزرگ بہت سخی رجوع کرنے والے بردار  
پرہیزگار خیر الخ اور اسی کی طرف رجوع کرنے والے۔ اللہ کے راہ میں تکفیر کو پسند  
نہیں رکھتی تھی آپ کو اللہ کے لئے بات کہنے سے کسی ہمت کرنیوالے کی ہمت  
کریمہ و نبی

لَقَدْ اَلْمُوْثِقُ لِرِضْوَانِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ  
عَلَى نَفْسِهِمْ وَآهْلِهِ وَمَالِهِمْ اَوْ طَاوُفٍ  
صَاحِبِ الْمَقَامَاتِ الشَّهِيدَةِ  
وَالْمَعَارِكِ الْعَظِيْمَةِ الْكَبِيْرَةِ  
قَدْ قَامَ رَفِيْعًا لِّصُورَةِ اللّٰهِ  
اِغْلَاوْ كَلِمَةٍ صَاحِبِ الْمَحْسَبَاتِ  
عَارِشِ بَنِي سَكَاةِ السُّكَاةِ  
وَالْمُحَرِّجِ فَاكِهَةِ الْمَجْدِ  
الْمُخْلَاةِ وَالْمُجَرِّدِ عِلْمِهِ  
الْمُخْلَاةِ وَالْمُخْلَاةِ  
اِمَامِ الْكُرْمَانِ وَلِيٍّ الرَّحْمٰنِ  
عَمَادِ الْقُرْآنِ مُتَقَرِّبًا إِلَى اللّٰهِ  
عَزَّ وَجَلَّ وَكَانَ فِيْ جَمِيْعِ  
اَسْوَالِهِمْ مُسْتَكْفِرًا فَخَرَّ ذِكْرُ اللّٰهِ  
عَزَّ وَجَلَّ كَحَقِّ اَنْ لِّحَقْمَةٍ  
عِظَامَةٍ اَوْ اَعْصَابَةٍ وَاَشْعَارَةٍ  
وَجَمِيْعَةٍ بَكَرٍ كَانَ مُتَوَجِّهًا  
إِلَى اللّٰهِ قَائِمًا فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

کبھی ترجیح دینے والے اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے نفس  
پر اور اہل پر اور مال پر اور وطن پر صاحب مقامات  
مشہورہ کے اور بڑے بڑے معرکوں کے جن میں  
آپ کھڑے ہوئے اللہ کے دین کی مدد کے  
لئے اور اس کے کلمہ بلند کرنے کے لئے۔  
حالا کہ آپ نے صبر کیا۔ اور ثواب کے طلب کیے  
شدت اور توحید کے بلند کرنے والے غلام  
اور تجرید کے میدان میں شاہ سوار۔ زاہدوں کے  
نشان اور عبادت کرنے والوں سے یکگانہ۔  
دامنہ کے امام۔ اور رحمن کے دوست اور قرآن  
کی خدمت کرنے والے۔ اللہ کے نزدیک ہونے  
والے۔ اور آپ ہر وقت اللہ عزوجل کے  
ذکر میں غرق رہتے۔ یہاں تک کہ آپ کا مبارک  
گوشت۔ اور ٹہیاں اور پٹھے اور بال  
اور سارا بدن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ  
تھا۔ اور اس بلند و برتر کی یاد میں بالود  
تھا

آپ سالہ ہجری میں بہادر خیل کے قلعہ میں جو شہر غزنوی کے ضلع میں واقع ہے۔  
پیدا ہوئے۔ آپ کے پر وادار بڑے کامل ولی تھے۔ اور آپ کے باپ اور دادا بھی ان  
لوگوں میں سے تھے۔ جو صلاحیت کے ساتھ مشہور ہیں۔ اور آپ کا خاندان سیادت  
کے ساتھ مشہور ہے۔ لیکن جب کوئی پوچھتا۔ کہ آپ سید ہیں۔ تو آپ فرماتے۔ کہ  
لوگ ہم کو سید بتلاتے ہیں۔ لیکن عجم میں سیادت کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ نسبیں



زلزل گئی ہیں۔ لیکن میں آپ اپنے زمانے کے عالموں سے علم حاصل کرتے رہے  
اور تحصیل میں مصروف رہے۔ اور فرماتے تھے کہ جب میں الہام کو نہ سمجھتا تھا۔  
اور توحید سے بخوبی واقف نہ تھا۔ ایک بار میں اپنے دادا محمد شریف کی قبر کے پاس  
جو اس دیار میں مرجع اور مقبول نام ہے گیا تو القا ہوا **اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ** لیکن اس وقت  
میں نے غلطی کی اور میں نے خیال کیا کہ یہ ورد مجھ کو وظیفہ کرنے کے لئے سکھایا گیا ہے۔  
اب میں نے جان لیا کہ وہ اللہ کی طرف سے الہام تھا۔ کہ میرے سوا دوسرے کی طرف رجوع  
کرنا عبادت اور استعانت میں شرک ہے اکیلے اللہ کی طرف پوری توجہ چاہئے۔ قبروں پر  
اس نیت سے جانا کہ میرا ملاں مطلب حاصل ہو جائے توحید میں رخنہ ڈالتا ہے۔ اور ظلم  
شہادت یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنی کے مخالف ہے۔ اور فرماتے تھے کہ اگر کوئی  
گمان کرے کہ میں کسی نیک آدمی کی قبر کے پاس اس لئے نہیں جاؤں گا کہ ان سے کچھ سوال  
کروں۔ بلکہ اس لئے جاؤں گا کہ وہ قبر مبارک مکان ہے۔ وہاں میری دعا جلد قبول ہوگی۔  
یہ بھی دین میں غلطی ہے عبادت کے لئے شایع ہے مسجد مقرر کی ہے۔ اور مقبرہ عبادت  
کی جگہ نہیں ہے چنانچہ شیخ ابن قیم نے اغاثۃ اللہ فان میں اس کی تصریح کی ہے۔  
اور فرماتے تھے کہ چھوٹی عمر میں مجھ کو یہ شوق از حد تھا کہ جنگل اور تنہائی میں جا کر دعا کروں  
اور اس کی طرف کمال توجہ تھی۔ اور مجھ کو خیال تھا کہ ہر ایک شخص کو دعا کا شوق اور ذوق ایسا ہی  
ہوگا۔ ان دنوں میں بعض باب ذوق و باطن آپ کو فرماتے کہ تمہاری پیشانی چمکتی ہے خبردار  
ایسا نہ ہو کہ بڑے عالموں کی صحبت میں رہ کر اپنے دل کو خراب کر لو۔ اور تمام خاص و عام آپ  
کی صلاحیت اور تقویٰ پر جو طفولیت میں تھی حیران تھے۔ اور علوم متداولہ کی تحصیل میں آپ  
تھوڑی مدت مشغول رہے۔ آپ کی زیر کی اور فہم کی تیزی اور فکر کی سلامتی پر لوگ حسرت کی  
انگلیاں جباتے اور تعجب کرتے تھے۔ آخر الامرجب آپ قوت کی شدت اور جوانی کی حد کو  
پہنچ گئے۔ تو آپ کو جذبہ غیبی اور عنایت ربانی نے ہالیا۔ اور آپ تمام ان چیزوں سے جو  
اللہ تعالیٰ کے سوا ہیں۔ بیزار ہو کر اپنے مالک کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور تنہائی اور لوگوں سے  
کنارہ کشی آپ نے اختیار کی۔ دفعۃً حضور و انہی اور پاس انفس یعنی احسان کا مرتبہ

آپ کو دیا گیا۔ اور مرجع خلایق ہو گئے۔ اور فرماتے تھے۔ ایک مبادی میں دوسرے مقاصد  
مبادی سے وسیلے اور واسطے مراد ہیں لوگ وسیلوں اور واسطوں کے ساتھ مقصودوں  
کو حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً صوفیوں کے اشغال یعنی ان کے لطیفے مصنوعہ اخلاق حمیدہ  
یعنی تواضع اور توکل اور قضاعت اور صبر اور رضا اور زہد اور تقویٰ اور رتبہ  
یا درجات اور حضور و انہی کے تحصیل کے لئے وسیلے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل  
عمیم سے اس حقیر کی تربیت کی ہے۔ پہلے اس فقیر کے دل میں اللہ تعالیٰ نے مقاصد  
(مذکورہ) کو بغیر استعمال مبادی کے دفعۃً ڈال دیا جس کی وجہ سے اس نے تمام بے خلق مجھ سے  
یکبار گریختی بے غایت رحمت کے ساتھ کھینچ لئے۔ اور احسان کا مرتبہ مجھ کو عطا فرمایا۔ اور ماسوی اللہ  
کا خیال بالکل میرے دل سے اٹھ گیا۔ اور مالک کا ایک ہونا نظر آ گیا اور نیت اور اخلاص ہر کام میں مجھ کو  
عنایت فرمائی۔

الحمد لله على (تيسير السابغ) سب تعریف واسطے اللہ تعالیٰ کے لوہے میں اس کی پوری کے۔  
آپ پہلے پہل لوگوں کی صحبت سے اس قدر بھاگتے تھے کہ تمام ملتے واروں اور  
دوستوں سے ہجرت کر کے خواجہ ہلال کے پہاڑ میں جہاں کہ کوئی باشندہ نہ تھا جا کر رہنا اختیار  
کیا پس اس حدیث کے مضمون کے مطابق جس میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے  
کو دوست بناتا ہے۔ تو اس کے لئے قبولیت زمین میں رکھ دی جاتی ہے۔ لوگ اس جگہ  
بھی آپ کے پیچھے پہنچتے تھے۔ زمانے کے عالم و فاضل آپ کے کام میں حیران تھے یہاں تک  
کہ بعض لوگ صرف دیکھنے کے ساتھ اور بعض صحبت اور مجلس کے ساتھ صاحب حالات اور  
داروات ہو گئے۔ اور آپ کے لباس سے شاگردوں کو فائدہ حاصل ہونے لگا چنانچہ ایک طالب علم کو  
آپ کی پستین اٹھانے سے وجد آ گیا۔ اور اسی سبب سے طالب علم مذکور پستین کے مرید کے  
ساتھ مشہور ہو گیا۔ علاوہ اس کے بہت لوگ صاحب حالات عجیبہ ہو گئے۔ اور ماسوی اللہ سے فارغ  
ہو کر اللہ کی طرف راجع ہو گئے۔ اور آپ لوگوں کے ملنے جلنے سے بہت ایذا پاتے یہاں تک کہ فرماتے۔ اگر  
کوئی شخص ہندوستان سے میرے پاس آئے گا راہہ کرتا تو میرے دل میں ایسا درد پہنچا کہ گویا مجھ کو  
کسی سنگین رگڑی اور بہت ایذا پہنچے۔ اور لوگوں سے نفرت کرتے۔ اور دور دور کے شہروں کے



عالم اور مشائخ فائزہ حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے۔ اور آپ کے تسبیح اور تہلیل کے وقت جمادات  
بندہ آواز کے ساتھ آپ کے ہمراہ سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کہتے اور حرکت کرنے لگتے امیروں  
اور دنیا داروں سے تا وقت وفات اس قدر گریزاں رہے۔ کہ کسی کی باوجود ان کے بہت درپے  
ہونے کے ملاقات نہیں کی۔ اور اپنی اولاد اور دوستوں کو ہمیشہ یہ وصیت کرتے رہے۔ کہ دنیا داروں  
کی صحبت نہ رہنا قابل ہے۔ اپنے مالک کی طرف متوجہ رہو۔ وہ تم کو ضائع نہ کریگا۔ اور فرماتے تھے  
الحمد لله الحمد لله کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دنیا داروں اور امیروں سے ابتدا اور انتہا میں محفوظ  
رکھا ہے ابتدا میں تو یہ حالت تھی۔ کہ امیر لوگ سیکڑے روپیہ خرچ کرتے۔ کہ ایک بار میرا منہ دیکھیں  
لیکن میں ہرگز ہرگز ان کو اجازت نہ دیتا تھا۔ کہ میرے مکان کے پاس سے گزریں۔ دور دور سے  
چلے جلتے اس کے پیچھے سنت کی تابعداری کے شوق کی آگ نے میرے سینے میں شعلہ بارا پس  
پھر تو تمام لوگ دشمن بن گئے۔ اور انہوں نے مخالفت کا جھنڈا اٹھایا۔ الحمد لله بھی اللہ عز  
وجل کی تربیت تھی۔ کہ آخر عمر میں اسی طرح اس نے مجھ کو دنیا داروں سے بچالیا۔ ورنہ میری اولاد  
تو بسبب توجہ امیروں اور حاکموں کے ان کی صحبت اور محالست اختیار کر لیتے۔ اور دین سے ہاتھ  
دھو بیٹھتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ اور اس کی نعمت اور عہدہ تربیت ہے آپ کے ملک میں  
سب لوگ کیا خاص اور کیا عام شرکاء و برکتوں اور رسوں میں مبتلا تھے۔ اور عالم اور مشائخ اسی کو  
دین سمجھتے تھے۔ پھر بچائے عامیوں کا کیا ذکر ہے۔ آپ کو غیب سے کبھی الہام کے ساتھ  
اور کبھی خواب میں ان کاموں سے سخت روکا جاتا۔ اور کتاب و سنت کی ترغیب دی جاتی  
آپ حیران ہوتے کہ اس ولایت میں کتاب و سنت کے علم کا نام نشان تک نہیں ہے۔ اور  
کتاب و سنت کا اسباب موجود ہے کس طرح مجھ سے یہ امر انجام پذیر ہوگا۔ جب یہ خیال کرتے  
تو غیب سے تاکید آیت سَمِعْتُمْ لَكَ الْبَشَرَىٰ کا مضمون الہام ہوتا ناچار سنت کی تابعداری  
اور شرکاء اور رسوں اور برکتوں کا روکنا اختیار کیا۔ اور کتاب و سنت کے علم کی طرف توجہ کی۔  
چونکہ اللہ عز وجل آپ کی تربیت کرنے والا تھا۔ عرب اور عجم سے حدیث اور تفسیر کی کتابیں بہم  
پہنچ گئیں۔ اور آپ نے غیبی تعلیم اور تیزی فہم اور اپنے فکر سلیم کے ساتھ محدثین کا عہدہ طریقہ  
اختیار کیا۔ جو سب طریقوں سے بہتر طریق ہے اور جن مسئلوں اور حکموں میں شبہ پڑا۔ فاضل اجل

عالم بے بدل جامع انواع نفی حامی شریعت غراو حید عصر فرید و ہر شیخ حبیب اللہ  
قد ہاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جو بلاد و فنانشان میں ہر علم میں بے نظیر اور علوم دینیہ  
وغیرہ میں مجتہد وقت اور امام زمان اور زہاد و تقویٰ میں بے مثل تھے۔ اور ان کے زہد  
اور تقویٰ کے بیان کے لئے ایک بڑا دفتر درکار ہے سفر فرمایا کچھ مدت ان سے فائدہ اٹھا کر  
اپنے وطن کی طرف لوٹ آئے۔ اور آپ کی یہی حالت رہی۔ کہ جو مسئلہ مشکل پیش آتا۔ ان سے  
جا کر استفسار کر لیتے اور شیخ مذکور محققین کی طرز پر جواب دیتے۔ اس ولایت میں شیخ مذکور کے  
سوا کوئی یہ طریقہ نہ رکھتا تھا۔ اور وہ بھی ہر سے عالموں اور وقت کے حاکموں کے خوف سے غلامی  
اور ساکت رہتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس سیدھے راستے کی طرف دعوت نہ کر سکتے دوسری  
بار آپ نے پھر قندھار کا سفر کیا۔ اور اپنے شیخ کے پاس بعض مشکلات کے حل کرنے کے لئے حاضر  
ہو گئے۔ شیخ مذکور کو آپ کے حال پر تعجب کرتے اور عام مجلس میں جس میں شہر کے عالم موجود ہوتے  
فراتے دین کے مسئلوں کو جیسے یہ شخص سمجھتا ہے میں بھی نہیں سمجھتا۔ بعض سوالوں کے  
جواب میں انہوں نے نکلے۔

یَقُولُ الْفَقِيرُ الرَّاجِي وَالْمُتَعَلِّقُ إِلَى  
رَحْمَةِ اللَّهِ الْبَادِي حَبِيبُ اللَّهِ الْقَدْ هَلَا  
قَدْ نَدَيْتُنِي مَنْ يَحْيَىٰ لِي مَطَاوَعُهُ  
بَلَّ لَعَلَّ مِنَ الطَّرِيقَاتِ وَكَلا  
لَيْسَ عَيْنِي مَدَا فَعَلْتُ بَلَّ عَسَلِي أَنْ  
يَكُونُ مِنَ الْمَطُورَاتِ أَنْ أُمْلِي  
رِسَالَةً تَحْتَوِي عَلَى حَلِّ اشْكَالَاتِ  
عَرَضَتْ لَدَقَعَرَضَهَا عَلَيَّ وَأَجُوبُ  
سُؤَالَاتِ أَهْلِكَ وَأَرْسَلُ بِهَا  
إِلَيْكَ وَقَدْ عَمَلْتُ بِمِثْلِ ذَٰلِكَ  
قَبْلَ فَكُنْتُ كَمَنْ كَلَفَ أَنْ يَحْتَلَّ

کتاب ہے معلق امید دار اور انہما کرنے والا اللہ تعالیٰ  
کی رحمت کی طرف یعنی حبیب اللہ قد ہاری مجھ کو  
بلا یا اس شخص نے جس کی تابعداری مجھ کو لائق ہے  
بلکہ واجب ہے۔ اور نہیں جائز مجھ کو اس کا رد کرنا بلکہ رو  
کنا حرام ہے اس امر کی طرف کہ میں ایک رسالہ  
لکھوں۔ جو شامل ہو ان اشکالوں کے حل کو  
جو پیش کئے گئے اس کے لئے پس پیش کئے  
اس نے وہ سوال مجھ پر اور شامل ہو وہ رسالہ  
ان سوالوں کے جوابوں پر جنہوں نے اس کو  
غم میں ڈالا۔ پھر بھیجے اس نے وہ سوال میری طرف اور  
اس سے پہلے بھی اس نے ایسے سوال مجھ سے دریافت کئے



مَا لَا يَكُونُ طَبِيعًا لَهُ خَلْقًا إِلَّا ذُلَّ لَيْسَ إِلَّا ذُلًّا  
 آمَنَّا هَيْمًا وَعَدَلًا سَهْلًا وَكَثُتْ  
 آدَى تَقْضِي بِلَا نِيَصَابٍ فِي هَذَا  
 الْمَقَامِ أَهْلًا عَلَى آتِي بَدِيلٍ عَلَى  
 خَلْقِي أَنَّا الْمَسْئُولُ عَنْهُ مَلَكَيْنِ بِأَعْلَى  
 مِنَ التَّكَاثُلِ فِيهِمَا سَهْلٌ عَنْهُ  
 مِنَ الْمَسْأَلَةِ بَلْ آدَى أَنَّا التَّائِي  
 أَفْقًا فِي أَحْكَامِ الدِّينِ فَأَعْدَابُ  
 التَّوَصُّلِ إِلَى مَرْبِّهِ عَيْنِ الْيَقِينِ  
 قَسَمًا بَالٍ جَاهِلٍ سَيِّدُ كَرَمٍ  
 يَنْدُؤُا خَيْرًا وَمَا شَأْنُ أَغْلَى أَن  
 نَقُودُ وَبَصِيرًا وَكَثُتْ لَنَا كَرَرُ  
 الْإِلْحَاحِ وَبَالِغٌ فِي الْإِرْفَادِ رَاجِعُ  
 وَحَرِّ حَقِيقَةٍ عَلَى النَّصِيحَةِ فِي الْبَيَانِ  
 وَحَدَّثَ لِي بِالْوَعْدِ الْوَارِدِ فِي  
 الْكُفَّارِ عَيْتُ فِي الْعَيْتِ وَصَافِي  
 الْخَيْلِ وَكَثُتْ أَجْدُ سَبِيلًا إِلَى الْفَعْلِ  
 يَسْلُو وَكَثُتْ قَاضِيَةً مَرَّتْ إِلَى  
 أَنَّا كُتِبَ قَدَرُ مَا يَحْدُثُ إِلَيْكَ  
 قَسَمِي وَبَنِي حَجَّ لَهُ حَسَدٌ وَعِ  
 مَنَعْنِيَا عَنْ عَمَلِكَ وَغَيْرِهِ يَقُولُ  
 لَكَ آدَى وَاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَشْأَلُ  
 حَاشَا مَنْعُفَرِي مَا أَن تَكْثُرَ مِنِّي

میں میری مثال اس شخص کی سی مثال ہے جس  
 چیز کے اٹھانے کی تکلیف دیا جائے جس کو وہ اٹھا  
 سکے۔ کیونکہ فتویٰ دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔  
 اور میں اپنے آپ کو اس مقام میں کھڑا کرنے کے  
 لائق خیال کرتا ہوں۔ علاوہ ہر غالب گمان ہے۔  
 کہ میں ان مسائل کو ان سے اچھا نہیں سمجھتا۔ جو مجھ  
 سے پوچھتے ہیں۔ بلکہ یقین کرتا ہوں۔ کہ مسائل احکام  
 دین میں مجھ سے زیادہ سمجھدار ہے۔ اور وہ ہیں یقین  
 کے مرتبے کو پہنچا ہوا ہے۔ پھر کیا حال اس  
 جاہل کا جو خبردار کو خبر دینا چاہے۔ اور کیا حال  
 ہے اس اندھے کا جو دیکھنے والے کو لیکر چلے  
 لیکن جب اس نے بہت بار إلحاح کی۔ اور  
 مسائل کے جواب طلب کرنے میں بہادری کیا۔ اور مجھ  
 کو بیان کرنے کی ترغیب دی۔ اور مجھ کو اس  
 وعید سے ڈرایا جو کتمان میں وارد ہے۔ تو میرے  
 بہانے مست پر گئے۔ اور دائرہ تنگ پڑ گئے  
 اور میں بیت و محل کے ساتھ بیاد ذکر مسکا۔ پس  
 میں بے قرار ہوا اس امر کی طرف کہ میں اپنی  
 سمجھ کے مطابق ایک رسالہ لکھوں۔ اور جس مسئلہ  
 میں سیراذہن رسائی نہ دے۔ اس میں  
 لا ادری کہہ کر چھوٹ جاؤں۔ اور اللہ  
 عزوجل سے یہ سوال کرتا ہوں عاجزی اور  
 زاری کر کہ مجھ کو پھسلنے کی جگہوں سے بچا کر

تَوَافِجِ التَّرَكُّبِ وَبَيِّنَاتٍ قَدَّحًا فِي مَطَارِ  
 الْخَطِّ وَتَحْلِيلِ لَنَّا خَيْرٌ مُتَوَفِّقٍ لِلصَّوَابِ  
 وَتَوْفِيقِي لِحَقِّ فِي كُلِّ بَابٍ  
 اور خطا اور غلط کی جگہوں میں میرے پاؤں  
 کو ثابت رکھے وہ بہت اچھی توفیق دینے والا ہے  
 ثواب کے لئے اور بھانے والا ہے حق بات ہر مسئلہ میں۔  
 اور ان سوالوں کے جواب کے آخر میں لکھا۔  
 هَذَا إِخْرُ مَا تَقَرَّرَ لِي فِي تَحْقِيقِ سِرِّهِ مِنْ  
 أَجْوِبَةٍ سَمَوَاتِي أَلْهِىَ ائْتَمَنَ عَلَى بَارِسَالِهَا  
 أَلْهِىَ صَاحِبِي وَتَحَدَّثَ لِي الْمَكْرَمُ الْبَيَانِ مُحَمَّدٌ  
 آعَظَمَ مَدَامَ اللَّهُ ظِلَالُ الْإِشَادَةِ عَظَمَ  
 مَفَادِي الْمُسْتَشِيرِينَ وَآمَدَ انْكَارَ اخْتِلَافِهِ  
 وَافَاقَ انْثَوَارَ عِرْقَانِهِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَذَاتِي  
 يَا صَاحِبِي بِالتَّقْصِيرِ لِعَمَلِيَّتِكَ وَمِنْ عَمَلِيَّتِي  
 أَلَا عِنْدَ أَيْرَاطِ عَمَلِيَّتِكَ وَالْمُنَافَسَةِ مِنْ خَدَائِكَ  
 ذِيكَ انْجَابَ أَن لَا يَسْئَلُونِي مِنْ دَعَائِي  
 الْمُسْتَعْجَلِ بِإِشَاءَةِ اللَّهِ تَعَالَى دَعَا أَنَا لَطِيبُ  
 الْمَرْغَاةِ مَا ذُكِرَ لِأَنَّهُ لِيَا لِي كَثُتْ  
 وَآقُولُ الشَّلَامَ عَلَيْكَ وَتَعَالَى مَنْ لَكَ يَكُتْ  
 اور اس کا یہ دستبردار مجھ کو اس کی تحریر  
 میں ان سوالوں کے جواب سے جو ممنون کیا مجھ کو  
 وہ سوال بھیجو میری طرف میرے صاحب اور میرے  
 مخدوم و کرم میاں محمد اعظم نے اللہ تعالیٰ سے  
 اس کے حکم کا سایہ اس کے مہربانوں کے مہربانوں پر  
 زیادہ کرے اس کے حسان کی علامتوں کو اور اگر لکھے  
 اس کی معرفت کے انوار کو قیامت تک اور میں نے مجھے  
 ملے اپنے قصور کا انوار کرتا ہوں اور اعتقاد کے چمکے سے  
 چلو بھڑا ہوں مجھ غافل کہ اس جناب کا یہ انعام ہے۔  
 کہ مجھ کو اپنی دعا مستجاب فرماؤں نہ فرماؤں اور یاد رکھو  
 کہ میں دعا کی طلب کے واسطے بھلا ہوا ہوں نہ تمہارا جس  
 تمہاری طرف اور کہتا ہوں السلام علیکم وعلیٰٰ علیکم۔  
 اور اس سوالوں اور جوابوں میں یوں لکھا۔ انا بعد من مرض آراستے ثاقبہ و افکار  
 صاحبہ اصحاب فطنت قارہ و تکررت لقارہ مہیار و کہ چون در ریقت از جناب فیض انصاف  
 مخدوم کرم معارف آگاہ میان صاحب ملامحمد اعظم سلمہ ربہ و شرف و کرم سوال سے  
 چند وار و گردید فقیر قلیل البضاعت عذیم الاستطاعت ہر چند خود را در آن مقام غریب  
 کہ معرض حل اشکالات عارضہ ہر گواران زبان کشاید دور مقابلہ صاحب لان دوم مقام  
 جواب در آید حد فقیر حقیر آنست کہ از انفس متہم کہ حق شناسان بہرہ فیضے گیرد و از  
 انوار فائزہ حقیقت آگاہان پر تو صفای پذیرد اما بحکم الماسور مذکور واجب المقدور و



تحریر آنچہ گنجائش وقت بود تقیید و زید داشتغال نمود متعس از نظر آن اکسیر نظر مستبصران  
عیب پوش ہنر پرور آنکہ مس ہو خطای فقیر را بنظر اصلاح منظور داشتہ جلوہ عین جواب  
دہند و سماجت و عیب و نقصان حقیر را در پس پردہ اغماض داشتہ منزلت ہنر و کمال ہند۔

غلام ہست آن عارفان باکریم کہ یک صواب پند و صد خطا پوشند

دوسری بار جو آپ شیخ صاحب سے رخصت ہونے لگے۔ تو رخصت کرتے وقت شیخ صاحب  
نے فرمایا کہ یہ شہر (قندہار) تمہارے ملک سے بہت دور ہے۔ اور تم کو یہاں تک آنے میں  
سخت تکلیف اور سفر کی مشقت ہوتی ہے۔ اب آنے کی تکلیف نہ اٹھانا جواب میں فرمایا  
میرا آنا دین کی ضرورت کے واسطے ہے اور تکلیفوں اور مشقتوں کو جو میں اپنے پرگوار کرتا ہوں۔  
تو آخرت کے کام کے لئے۔ شیخ نے کہا۔ مجھ کو معلوم ہے کہ تمہارا تربیت کرنا والا خود اللہ عزوجل  
ہے۔ تم کو میری حاجت نہیں ہے اللہ عزوجل کبھی تم کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور اگر کبھی کوئی  
مشکل اور عقدہ پیش آکرے گا۔ تو مجھ کو یقین ہے کہ اللہ عزوجل کسی دیوار یا درخت کو آپ کے  
لئے گویا کرے گا۔ جس سے آپ کا عقدہ حل ہو جاوے گا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے مالک  
نے جس کی ذات بزرگ ہے۔ موافق شیخ کے کہنے کے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ قندہار  
کے قاضی اور عالم آپ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا کرتے۔ مگر ملاکڑہ کے عداوت اور مخالفت  
کے مدھے تھے۔ قندہار کے قاضی غلام نے ملاکڑہ کی شکایت ملا سعد الدین مقری کی  
طرف کی۔ کہ ملاکڑہ حقائق و معارف آگاہ و موافق من عند اللہ قائد الخلق الی صراط اللہ  
محمی السنۃ و قاصد البدعہ میاں محمد اعظم صاحبزادہ کی نسبت جس کے حق میں یہ کہنا بجا اور  
درست ہے۔ رجل مملو من السنۃ من الفرق الی القدم اور اس نے سیر و سلوک کا طعن  
میں نسبت ایسی کے حاصل کرنے کے بعد محض اللہ پاک کی عنایت سے طریقہ نقشبندیہ میں  
قدم ٹکایا ہے۔ اور اس طریق کے سیر و سلوک کو پورے طور پر حاصل کیا ہے۔ اور اس طریقہ  
میں مجاز ہو گیا۔ اور اس کے بعد سید آدم بنوری قدس اللہ سرہ کے طریق کو بھی حاصل  
کیا ہے۔ اور اس طریق میں بھی مجاز ہو گئے ہیں۔ القصد میاں محمد اعظم صاحب کا طاب القبر

کے زیور اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی موافقت کے ساتھ آرامتہ ہے۔ اس کا  
باطن اہل صفا کے احوالات اور مقامات کے ساتھ پراسنہ لیکن صرف اسی قدر نقصان ہے  
کہ یہ صاحبزادہ اپنے آپ کو ان کے مخلصوں اور دوستوں سے شمار نہیں کرتا ملاکڑہ اس بزرگ  
صاحبزادہ کو کبھی دہلی لکھتا ہے۔ اور کبھی متوجہ کر لکھتا ہے۔ بلکہ معتبر لوگوں سے منا گیا ہے۔  
کہ ملاکڑہ نے غلجانی کے اطراف و اکناف میں اس مضمون کے نام سے بھی ارسال کئے ہیں۔ کہ  
فلاں و فلاں (میاں محمد اعظم) کے ساتھ ایسا ایسا معاملہ کرو و نحوہ باللہ اس میں شک نہیں ہے  
کہ اہل اللہ کی عداوت نے اس کے دل کی آنکھ کو نابینا کر دیا ہے۔ کہ دن کو رات اور رات کو  
دن سمجھتا ہے۔ انتہی۔ ملا عبدالحق کہ اپنے زمانہ کے فاضل تھے۔ اس خط کے آخر میں جس کو  
انہوں نے آپ کے نام نامی پر بھیجا ہے۔ اور اس میں بعض مسائل کی تحقیق کی ہے۔ لکھتے  
ہیں۔ مخدوم مطاعا از امثال ما گم گشتگان بادی جہالت و گونہ سازان مخاک غفلت  
این مسائل را بدان جناب مقدس قلمی نمودن در رنگ آنست کہ کنا سے طرق غالیہ سازی را در  
تزو عطا د بیان نماید تا این جرأت و گستاخی و ہرزہ سرائی محض بنا بر الطاف و اشفاق آن  
مخدوم معظم است کہ در بارہ این احقر وار و آنچہ بقدر قاصر می رسد بدان گستاخی کردہ می آید انتہی۔  
مولوی عبد الرحمن بن شیخ محمد بن بارک اللہ کہ وقت کے عالموں سے مشہور عالم ہیں۔ اور زہد  
اور تقویٰ اور صلاحیت میں اپنے زمانے کے امام آپ کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کرنے  
کے لئے ملک پنجاب سے سفر کر کے ملک غزنی تک جو دو ماہ کی مسافت ہے گئے راستے میں  
جو انہوں نے مخالفوں سے کچھ کلمات ان جناب کی نسبت سنے تو حیران ہوئے۔ اسی رات  
ان کو یہ الہام ہوا۔

قوت رب السموات والارض انہ لخلق  
مثل ما آتاکم من خلق قوت  
سو قسم ہے رب آسمان اور زمین کے کہ یہ بات تحقیق  
ہے جیسے کہ تم کہتے ہو۔

دوسری بار یہ الہام ہوا۔

وَلَا تَدْعُ عِندَکَ الْکَیْمَ الْمَضْطَّقِیْنِ الْاَخِیَارَ

تیسری بار یہ الہام ہوا۔

تحقیق یہ ہمارے پاس ہے پتے نیک لوگوں میں۔



إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ

وہ کیا ہے ایک بندہ ہے جس پر ہم نے فضل کیا۔  
 القصہ حب دو سری بار چندار سے مراجعت کر کے اپنے ملک میں پہنچے۔ تو لوگوں  
 کو توحید اور اتباع سنت کی طرف بلانا اور شرک اور بدعت اور مزج رسوم کا روکنا شروع  
 کیا۔ زمانے کے لوگ خاص و عام اور عالم اور حاکم جو سب کے سب آپ کے فرمانبردار تھے  
 آپ کی اس کارروائی پر آپ کے مخالف ہو گئے۔ اور ایذا رسانی کے درپے۔ اس نواح  
 کے عالم اس مسئلہ میں کہ مذہب کے غلات حدیث پر عمل کرنا چاہئے۔ بحث کرنے کے لئے  
 جمع ہو گئے۔ اور انہوں نے اقرار کیا کہ حق آپ کی طرف ہے۔ اور یہ بھی آپ کی ایک کرامت تھی  
 کہ سب نے اپنا خطا پر ہونا مان لیا۔ اور پھر آنجناب کا حق پر ہونا قبول کر لیا حالانکہ مقابلہ کے وقت  
 ایسا قرار کرنا نہایت مشکل معلوم تھا اور دور دور کے عاملوں نے یہ ماجرا سنا تو وہ بھی گفتگو و مباحثہ  
 سے ڈر گئے۔ اور لشکر دل کو جمع کیا۔ اور لڑائی کا ارادہ کیا۔ مگر چونکہ آپ کے تابعدار اور دوست  
 اور معتقد بھی بہت تھے۔ مخالفوں سے کچھ نہ بن سکا۔ ناچار وقت کے حاکموں کے پاس انہوں  
 نے شکایت کی۔ اور قسم قسم کے بہتان اور جھوٹ آپ پر باندھے۔ اور بعض رئیسوں کی وساطت  
 سے امیر کے گوشہ گوشہ میں یہ بات ڈلوادی۔ کہ اس شخص کو اگر ایک سال تک ایسا ہی  
 چھوڑ دو گے۔ تو تمہارے ملک اور بادشاہی کو خراب کر دیگا۔ اور سلطنت میں ایک خلل عظیم  
 ڈال دیگا۔ دولت کے تمام امیر و وزیر اور عہدہ دار اس شخص کے معتقد اور مرید ہیں۔ پس  
 اس وقت بعض آپ کے دوستوں نے یہی مصلحت دی۔ کہ امیر وقت کے طلب کرنے سے  
 پہلے ہم کابل میں جاویں۔ اور امیر کے سامنے مخالفین کے ساتھ بحث کریں آنجناب کی ہر منی  
 تو نہ تھی۔ مگر دوستوں کی رعایت کے لئے شہر کابل میں امیر دوست محمد خان کے پاس جو اس  
 وقت کابل کا امیر تھا۔ چلے گئے۔ اور علما و مخالفین بھی حاضر ہوئے۔ ان کے سرپرست خان ملا  
 درانی و ملا مشکی انڈری اور ملا نصر اللہ لولائی تھے۔ اور ان کے سوا سینکڑوں ملا جمع تھے سب نے  
 پوشیدہ ہی اتفاق کیا۔ کہ مباحثہ میں کبھی ہم اس شخص پر غالب نہ ہونگے۔ چھوٹی گواہی اس پر  
 دینی چاہئے۔ ورنہ اگر بحث تک نہ ہو پھینکی۔ تو ہم سب شرمندہ اور رسوا ہونگے۔

اور کیا عہدہ کیا ہے حافظ ابن قیم نے اپنے نو میں۔

مَا عَزَمَ خُذْ عَلَيَّ سِوَى التَّائِيْدِ الْقَبِيْلَةِ وَالْقَبِيْلَةِ الْفَتَانِ  
 وَإِذَا آمَنَ أَنَّهُ الْمَعْلُوبُ عِنْدَ تَقَابُلِ الْفَرَسَانِ فِي الْمِيْدَانِ  
 قَالُوا شَتُّوكُمْ إِلَى الْقُصَاةِ فَإِنْ هُمْ  
 حَكَمُوا وَإِلَّا شَكُّوا إِلَى السُّلْطَانِ  
 قَالُوا كَذَلِكَ هَذَا يَجْعَلُ الْكُلَّ بَدَلِ  
 هَذَا أَمِيرٌ بَيْنَ الْكُلِّ مِثْلَ ضَلَالِ  
 قَاغُورٍ مِنْ قَبْلِ أَشَدِّادِ الْأَمْرِ مِنْهُ  
 بِقُوَّةِ الْأَنْبَاءِ وَالْأَعْوَابِ  
 وَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ السُّوْلِ وَحُصْنِهِ  
 فَادْعُوهُ كَذَلِكَ لِرَأْيِ ضَلَالِ  
 وَإِذَا اجْتَمَعْتُمْ فِي الْمَجَالِسِ قَالُوا  
 وَالْعَوَالِي إِذَا مَا خَجَّ بِالْقُدْرَانِ  
 وَاسْتَصْبِرُوا بِصَحَابَةِ شَهَادَةِ  
 قَدْ أَضْلَعْتَ بِالزَّفَقِ وَالْأَلْفَانِ  
 لَا تَسْكُنُوا الشَّهَادَةَ كَيْفَ تَحْتَلُّوا  
 وَبِأَيِّ وَثْقٍ بَلَّ بِأَيِّ كَمَالِ  
 اور یہ روایت ذکر کر گزشتہ بات اس سے سنی ہے اور کس گمان میں۔

دہان تک کہ بیان کیا حافظ ابن قیم نے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے۔ بڑے اور شریر عاملوں  
 کا حال ایک دن نوئیہ کا یہ مقام جو آپ کے پاس پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ بعینہ ہی واقعہ اس  
 عاجز کے ساتھ پیش ہو چکا ہے جس کو حافظ ابن قیم نے بیان کیا ہے۔ الغرض دونوں فریق امیر  
 کی مجلس میں حاضر ہوئے مخالفین بولے اس شخص کے ساتھ چل دی کچھ گفتگو اور مناظرہ نہیں ہے۔  
 کیونکہ پختہ گواہوں کے ساتھ ہم ثابت کر دیتے ہیں۔ کہ یہ شخص ایسے کلمات بولتا ہے۔ جن سے اس



کا کافراؤ۔ سزا ہونا لازم آتا ہے۔ جھوٹے گواہ مانگے گئے۔ سبحان اللہ تعصب اور نفسانیت اور مرتبہ اور عزت کی محبت کیسی بُری بلا ہے۔ کہ اچھے اچھے لوگوں کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے اور وہ ایمان اور آخرت کو اُس کے مقابلہ میں نسیا نسیا کر دیتے ہیں۔ جھوٹے گواہوں نے گواہی دی۔ کہ شخص حضرت کا منکر ہے۔ اور شفاعت کا منکر اور نبوت کا دعوے کرنے والا اسی طرح اور بہت سی باتیں سنائیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سب باتوں سے پناہ دیوے امیرِ مکتب نے سمجھ لیا۔ کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ مگر اس دور کے مائے کہ سلطنت میں ان لوگوں کے شور و شب سے تزلزل چڑھا دیا گیا۔ بولا منسلحت یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ تم اس ملک سے چلے جاؤ۔ اور شہر کا بل سے آپ کو نکال دیا۔ سب تابعدار اور دوست آپ کی جدائی پر نالاں و گریاں تھے لیکن آپ کو کچھ تردد اور اضطراب نہیں ہوا۔ اور فرمایا جب یہ جلا وطنی اور اہل احباب کی جدائی مالک کے راہ اور رب الارباب کی رضا ڈھونڈھنے میں ہے۔ تو پھر کیا پرواہ۔ زبان پشتوں میں آپ نے ایک عجیب قصیدہ کہا ہے از انجملہ یہ چار شعر ہیں

عزت آبرو سے مولے نہ تا قربان دی آغا کہ پاس راشی مرصے پر لب نہ از زبیرے  
کہ سے صد جانئی مولے نہ تا قربان شدہ آغا طالب یکم ستا و مرصے غومی مری غوثی شے  
یعنی میری عزت اور آبرو اسے مالک تنجہ پر سے قربان ہے۔ اگر تیری رضا مندی ہاتھ آجائے  
تو عزت اور آبرو کو میں ایک جو کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔ اور اگر میری سو جانیں ہوں تو کبھی تجھ  
پر خدا ہیں۔ میں تو تیری خوشی کا طالب ہوں۔ یہاں تک کہ میرا سر بدن سے جدا کیا جائے  
جب وہ علما کا بل سے غزنی میں واپس آئے۔ تو لوگوں نے پوچھا کیا فیصلہ کر آئے۔ بعض  
انصاف پسند عالموں نے صاف کہہ دیا کہ ایمان کو کابل چھوڑ آئے ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ کیوں  
انہوں نے جواب دیا۔ کہ جبکہ ہم جھوٹی گواہی نہ دیتے۔ تو خان ملا خان ہماری سالیانہ خواہ مخواہ  
کو تیار اُن عالموں میں سے بعض عالموں نے نزع کے وقت اس جھوٹی گواہی کا اقرار بھی کیا اور اپنے  
مالک سے بخشش طلب کی۔ اُن میں سے ہیں ملا عبدالحق اندری شاگرد کے کہنے والے اور قاضی میر  
افضل ازہبی مقرر کے کہنے والے حاصل کلام آپ امیر دوست محمد خان کے حکم سے سواو تیر میں پہنچے۔  
اور وہاں سے کوٹلہ میں اور وہاں سے ہزارہ میں ولایت کے عالموں کے ساتھ آپ کا شاہدہ عظیم

مشہور و معروف ہے۔ ایک جہان اس سفر میں آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوا۔ آپ کسی ہاتھ میں  
منعوب نہیں ہوئے۔ اور فتح اور مدد آپ ہی کی طرف ہوتی۔ حدیث کی کتابوں کی سند حاصل کرنے  
کے لئے آپ ملک ہزارہ سے دہلی میں بقیۃ المؤمنین فخر المتأخرین زمانے کے اُستاد اور وقت  
کے امام سید محمد نذیر حسین صاحب کی خدمت میں گئے۔ اور حدیث کی کتابوں کی وہاں سند  
حاصل کر کے واپس آئے۔ اور آپ کے واپس آنے کے وقت دہلی کا قدر جو مشہور ہے ظہور میں  
آیا۔ تمام عالم کے مال اور اسباب لوٹے گئے۔ اَلَا ماشاء اللہ۔ حافظ حقیقی نے آپ کا اسباب بمعہ  
کتابوں کے بچا لیا۔ لوٹیروں نے راستے میں آپ پر چھلک دیا۔ اور کابل چھوڑ کر آپ کے بدن پر تھا۔  
آپ کے بدن سے آنا کر بھاگ گئے۔ ایک دن کے بعد وہی شوخ بے کر کے لے آئے۔ اور آپ  
کے آگے رکھ کر چپ چاپ چلے گئے۔ جب آپ پنجاب میں پہنچے تو اللہ کے راستے کی طرف  
لوگوں کو بلانا شروع کیا۔ اور کتاب و سنت کی تابعداری کی رغبت دینے لگے۔ اس کے بعد  
کہ پنجاب میں توحید کا نام و نشان نہ تھا۔ ہزاروں آدمی آپ کی صحبت بابرکت سے توحید کا دم  
بھرنے لگے۔ یہ سب سجدوں کی آبادی اور نماز روزے کا لحاظ اور حدیث پر عمل کرنا اور کتاب و  
سنت کا پڑھنا یا جاننا اور سلف کے عقیدے کو اختیار کرنا جو پنجاب کے شہروں میں تو دیکھ رہا ہے آپ  
ہی کی سعی اور کوشش کا نتیجہ ہے ورنہ آپ پہلے کسی شخص کو ان باتوں کے ساتھ سروکار نہ تھا اس  
مضمون کو مولوی عبد اللہ صاحب جو غلام رسول ساکن قلعہ کے نام سے مشہور ہیں شہرت نظم میں لائے ہیں

تعالیٰ اللہ چہ باوصی بگاہی	رسید از مہبط الفضل الہی	ہزاراں نغمہ عشقش گوش	کہ در دما سوا از مہ فرائض
روایع جانفرازی سنت از مہ	شہید عاشقان حق پایے	ز غزنی آمد اول بر ہزارہ	فتاد آخر ہلا ہوش گزارہ
شگفت از مہ چہ گہا گو نگونہ	بساطین ارمہ شد نمونہ	سموم بدعت از باغ پنجاب	نمودہ بود پس بے آب بیتاب
کہ بیکون باغ و زغن بود	خزان را دست بر دیر چمن بود	کنول از فیض این دیوہاری	بہر جاسنہ و سہنہ جوہاری
ز منت گشتند ادا لاو گل	بہر گل نغمہ پروازست بلبل	صبا از من سحر گاہے گندکن	ازین معسم بجانم خمر کن
کہ باز از بلبلان بنی گاندار	کہے تو لا اذغ گل شدہ خار	بیاد بیدلاں را باش دلدار	ز ہجرت بلبلان ناثر دار
اگر دینے ایام دوری	کہ گرد سنگ قرا چوبوی	جدائی رائے کرم گوارا	ترحم کن بجال من خدا را
دریں ایام در ہر شہر خانہ	ز عبد اللہ کند ہر کس فسانہ	روایع ترجمہ قرآن بہر جا	ز آنا رنہوت گفتگو ہا



سبحان اللہ کہ آفتاب خراسان کی بلندی پر چمکا۔ اور ہندوستان کے میدان نے اس سے روشنی حاصل کی اٹھتے۔ پھر آپ پنجاب کے ملک سے ڈیرہ اسماعیلیخان میں گئے۔ پھر اس جگہ سے بدین امید کو اب امیر دوست محمد خان کا خیال بدل گیا ہو گا۔ اپنے وطن مالوٹ میں پہنچے۔ ایک ماہ اپنے وطن میں اقامت کئے کو ہو گیا ہو گا۔ کہ یکا یک امیر دوست محمد خان کے سوار آپ کے اخراج کا پروانہ لیکر پہنچے۔ آپ وہاں سے نکل کر ملک ناوہ میں گئے۔ اور وہاں اقامت فرمائی۔ اس شہر کے عالم جمع ہوئے۔ اور لشکر کو فراہم کیا۔ تاکہ آپ کو وہاں سے بھی نکال دیں۔ اور آپ کا اسباب لکنا میں لوٹ لیں اس سببی کے لوگ جس میں آپ اقامت رکھتے تھے۔ ان عالموں کے جمع میں گئے اور بولے اگر تمہارا ارادہ مباحثہ کرنے کا ہے۔ تو ہمارے سامنے ان کے ساتھ مباحثہ کرو۔ اور اگر فتنے و فساد کا ارادہ ہے تو ہم بھی تمہارے ساتھ مقابلہ کریں گے۔ اتفاقاً اسی وقت آپ کے خادموں میں سے ایک شخص ملازم انام اس مجلس میں پہنچا۔ اور بولا۔ اگر مناظرہ کی خواہش ہے تو میرے ساتھ مناظرہ کرو جب مباحثہ شروع ہوا تو اس نے ایسی گفتگو کی کہ سب کو چپ چاپ کر دیا۔ آپس میں کہنے لگے یہ شخص اس کے ادنیٰ خادموں میں سے ہے۔ اور ہم کو اس کے ساتھ مباحثہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ تو اس کے ساتھ ہم کیونکر مباحثہ کر سکتے ہیں اور مباحثہ سے انکار کیا۔ چونکہ سستی والے زور آور تھے۔ اس لئے وہ عالم فتنہ برپا نہ کر سکے۔ اور لاچار ہو کر بھاگ گئے۔ آخر الامیر دوست محمد خان نے وہاں سے بھی نکلنے کا حکم بھیج دیا۔ بچا رہے سستی والے اگرچہ زبردست تھے لیکن وقت کے بادشاہ کا مقابلہ تو نہ کر سکتے تھے۔ ناچار ہو کر آپ کو سمیت آپ کے اہل عیال کے یافغانستان کے پہاڑوں میں پہنچا گئے۔ آپ نے اس پہاڑ کے دروں میں سے ایک درے میں آبادی کی اس قدر امتحانوں اور مقدمات میں آپ کو کسی قسم کی استقامت اور ضعف اور سستی رب العالمین کے دین میں نہیں پہنچی۔ اور برابر توحید اور اتباع سنت کے رواج دینے اور صفات رب العالمین کے ظاہر پر جاری کرنے اور شرک اور بدعتوں اور رسول کے رد کرنے میں مصروف رہے۔ ملک ناوہ کے عالموں نے اس وقت کو غنیمت سمجھا کہ اس وقت پہاڑوں میں تو ان کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ سینکڑوں لوگوں کو جمع کر کے آپ پر چڑھ آئے۔ اور آپ کے گھروں کو جلا دیا۔ اور چند لوگوں کو آپ کے تابعداروں میں سے زخمی کر گئے۔ مگر آپ کے اہل عیال کی رب العالمین نے ایسی نگہبانی کی کہ کسی کو ان میں سے

سخت چوٹ نہ لگی۔ سب دشمنوں کے درمیان سے سلامت نکل آئے۔ اور آپ کا اسباب اور کتا میں سب دشمنوں کے ہاتھ میں آئیں بعض عالم اور آپ کے تابعدار مصلحتاً ان کے ساتھ مل گئے اور جب دیکھا کہ یہ ظالم ظلم کرتے ہیں تو جدا جدا ہو گئے۔ اور آپ کے اسباب اور منتشر کتا بول کو ایک جگہ جمع کیا اور دشمنوں سے ان کو بچا لیا۔ اور آپ کی خدمت بابرکت میں پہنچا دیا۔ یہ سب رب العالمین کی حفاظت اور حمایت اور تربیت تھی۔ ورنہ ایسے دشمنوں سے مال اور جان کا سلامت رہنا عقل کے خلاف ہے۔ حاصل کلام آپ برے عالموں اور ظالم حاکموں کے ہاتھ سے جوڑا اٹھاتے دیکھو یہ اور کوہ بکوہ پھرتے رہے۔ اور جس جگہ پہنچتے وہاں کے لوگ آپ کے مخالف ہو جاتے۔ اور وہاں سے نکال دیتے سبحان اللہ ان امتحانوں اور جلا وطنی اور تمام جہان کی دشمنی میں آپ ایسے مرفہ الحال اور خوش عیش رہتے۔ کہ کوئی امیر آپ سے بڑھ کر لطیف عیش میں نے نہیں دیکھا۔ گویا ایک قسم کی نعمتیں آپ کے سر پر برستی تھیں۔ وہ کون نعمت تھی۔ جو آپ کے پاس ان پہاڑوں میں نہیں پہنچتی تھی ان دنوں میں امیر دوست محمد خان نے شہر ہرات میں وفات پائی۔ چونکہ ان پہاڑوں میں آپ کوئی سکونت کی جگہ نہیں پاتے تھے۔ پھر اپنے وطن کی طرف کہ وہاں کے باشندے آپ کے عقیدت مند تھے مراجعت کی امیر شیر علیخان ملک کا امیر ہوا۔ انہیں برے عالموں نے امیر شیر علی خان کو آپ کی ایذا دینے پر رغبت دی۔ آپ اسبوں کی ملاقات سے نہایت نفرت رکھتے تھے۔ اس قدر امتحانوں میں کبھی آپ کسی امیر کے پاس نہ گئے۔ امیر وقت کے نام ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ میں مظلوم ہوں اور حاسدوں کے افتراء اور تہمت کے ساتھ تمہارے باپ نے مجھ کو اپنے ملک سے بدر کر دیا تھا تم اس کام میں اپنے باپ کی تابعداری نہ کرو۔ امیر نے جواب میں لکھا کہ میں ایک شخص کی تمام رعایا کے خلاف رعایت نہیں کر سکتا۔ تم کو لازم ہے۔ کہ ہماری ولایت سے باہر ہو جاؤ۔ آپ حیران ہوئے۔ کہ اب کس طرف جاؤں۔ اور کوئی جگہ بھاگنے کی نہ دیکھی جنگل کی کسی غار میں اکیلے جا کر چھپ گئے۔ اور کچھ مدت پوشیدہ رہے۔ ان دنوں میں یہ الہام ہوا۔

فَقَطِّعْ دَارَ الْقَدِيمِ الَّذِي خَلَقُوا اَوَّلَهُمْ

خشیہ سربیت النعاس کیما

پھر کٹ گئی جڑ ان ظالموں کی اور تعزین ہے

واسطے اللہ کے جو رب سارے جہان کا۔

اور یہ شعر بھی الہام ہوا۔ سے



ای مدعی بیچ کر سترچ میثوی من سبز و میدہ زبستان کی ستم  
انہیں دلوں میں اس کی سلطنت الٹ پلٹ ہو گئی۔ اور اس کا اقبال دوبار کے  
ساتھ بدل گیا۔ اور وہ اپنی سلطنت سے جدا ہو کر ہرات چلا گیا۔ پھر محمد افضل خاں اور محمد اعظم خاں  
کی سلطنت کی نوبت پہنچی۔ بڑے مولویوں دین فروش جاہ عزت کے طالبوں اور دین آخرت  
کے تارکوں نے پھر وہی جہتیں اور جھوٹ محمد افضل خاں اور محمد اعظم خاں کے کانوں تک پہنچائی  
اور طرح طرح کے وسوسے اور دھمکان کے دلوں میں ڈال دیئے۔ اور آپ تو کسی حاکم کے پاس جاتے  
بی نہ تھے۔ وقت کے امیر محمد افضل خاں نے مقرر کے حاکم کے نام پر روانہ لکھا کہ فلاں شخص کو بے خبر  
پکڑو۔ خبردار ہاتھ سے نہ جانے۔ سزا محمد عمر نے اسی وقت ایک سلعدار سواروں کا رسالہ رات رات  
بھیجا دیا۔ جنہوں نے آدھی رات کے قریب مکان کا اگر احاطہ کر لیا۔ انہوں نے آپ کو پکڑ لیا۔ اور  
آپ کو اور آپ کے تمام اسباب اور کتابوں کو ملک کے صوبہ سردار محمد عمر خان سپریمیر دست محمد خان  
کے پاس لے کر حاضر کیا۔ اور آپ کے فرزندوں میں سے مولوی محمد صاحب مرحوم اور مولوی عبد اللہ  
صاحب مرحوم اور مولوی عبد الجبار صاحب مرحوم اس وقت آپ کے ہمراہ تھے۔ سب لوگوں کو  
یہی یقین تھا کہ وہاں پہنچتے ہی سخت سزا دیئے جاویں گے۔ جب آپ وہاں پہنچے۔ تو صوبہ دار  
صرف آپ کا مبارک چہرہ دیکھ کر نرم ہو گیا۔ ادب کے ساتھ بولا کہ آپ کیوں اس اپنے راستہ کو چھڑ  
نہیں دیتے۔ جو کچھ وقت کے مولوی کرتے ہیں۔ آپ بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں اور محمد عمر  
کے جزیں نہ لگنا۔ کہ اس شخص کو میرے ہاتھ میں دو۔ میں اس کو توپ سے اڑا دوں آپ نے جواب  
میں فرمایا مجھ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں خطاب و سنت کو جاری کروں۔ بار محمد کو الہام ہوا ہے  
یا عبدیٰ ہذا اکیلا ی و ہذا عیباوی یعنی اسے میرے بندے یہ میری کتاب ہے اور میرے  
خاکسار کیا ہیں علی عیباوی۔ بندے میں ہیں پڑھ میری کتاب میرے بندوں پر۔  
اور یہ بھی الہام ہوتا ہے۔

وَلَا تَتَّبِعُوا آهَاتِ هَٰؤُلَاءِ بَعْدَ الَّذِیْ  
جَاءَکُمْ مِنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّکُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْهُ  
مِنْ حُکْمِ قَاصِدٍ اور مصمم ارادہ رکھتا ہوں۔ کہ جب تک جان بدن میں ہے اور سرتن پر کتاب

و سنت کی خدمت میں سرگرمی سے کوشش کروں یہ مصیبتیں کیا ہیں جو مجھ پر آتی ہیں۔ میں تو  
اپنے مالک سے یہی چاہتا ہوں کہ اس راہ میں پارہ پارہ کیا جانوں۔ اور میری اختیاریاں اور  
رو دے جنگل کے درختوں اور کانٹوں پر ڈالی جاویں۔ اور پھر ان کو کوٹے اپنی چونچیں ماریں  
اور دل کے جوش کے ساتھ اور بھی ایسی باتیں کہیں کہ اس مجلس کے لوگ کیا صوبہ دار اور کیا دوسرے  
سب رو رہے تھے۔ سردار کے جرنیل نے کہا۔ ظاہر میں تو یہ شخص خوب ہے ملک کے صوبہ دار  
محمد عمر نے کہا کہ بخدا اس شخص کا باطن بھی خوب ہے۔ تو نہیں دیکھتا کہ ولایت کا دم بھرتا  
ہے۔ اسی وقت حکم دیا۔ کہ اسی وقت ان کا تمام اسباب اور کتابیں ان کے گھر پہنچا دو۔  
اور اس ملک کے قاضیوں اور عاملوں کو مباحثہ کے واسطے طلب کیا۔ سب علی جمع ہوئے  
ان مولویوں کے سرگروہ ابن موت مقرر تھے۔ اس نے صوبہ کے سامنے گفتگو شروع کی۔  
آپ نے اپنے چھوٹے لڑکے کو کہ اس وقت اس کی عمر بیس سال کی تھی پیش کیا مجلس کے  
تمام لوگ حیران تھے۔ کہ یہ چھوٹا سا لڑکا ان اعلام کا کیونکر مقابلہ کر سکیگا۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ  
حق والوں کے ساتھ ہے۔ وہ لڑکا ایسا غالب آیا کہ صوبہ دار مجلس کے اعیان آفرین آفرین  
کہنے لگے۔ اور باہر اندر شور و غل مچ گیا۔ کہ ایک چھوٹے سے لڑکے نے تمام عاملوں اور قاضیوں  
کو ساکت اور طرزم کر دیا۔ اسی وقت ملک کے صوبہ دار نے امیر افضل خاں اور محمد اعظم خاں کے  
نام خط لکھا کہ حسب حکم آپ کے میں نے اس شخص کو گرفتار کیا۔ اور اس کو ازاج کے علماء  
اس کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ لیکن ان سے کچھ نہ بنا۔ بلکہ طرزم اور ساکت  
ہو کر چلے گئے۔ یہ شخص صالح اور فقیر ہے۔ اور دنیا کے اسباب سے بالکل غاری ہے جو کچھ حکم ہو۔  
ار قاصم فرما دیں انہوں نے جواب میں لکھا کہ تمام احتیاط کے ساتھ بلاؤرنگ شہر کابل میں ہمارے  
پاس ان کو پہنچا دو۔ ملک کے صوبہ دار نے اسی وقت سوار آپ کے ساتھ مقرر کئے۔ اور کابل میں  
پہنچا دیا۔ ملا مشکی اور ملا نصر اللہ وغیرہ امیر افضل خاں اور محمد اعظم خاں کے پاس گئے۔ اور کہا  
کہ امیر دست محمد خان کے عہد میں ہم اس کا کثرت ثبات کر چکے ہیں۔ اب دوبارہ تحقیق کی حاجت  
نہیں سب نے متفق ہو کر قتل کا فتویٰ لکھا۔ مگر ملا مشکی کہ وہ ان میں سے فیض انصاف رکھتا  
تھا اس سے مراد مولوی عبد الجبار صاحب ہیں۔ جنہوں نے اس رسالہ کو بنایا ہے۔



تھا۔ اس فتویٰ میں ان کا شریک نہ ہوا بہت گفتگو کے بعد قتل کے فتویٰ کو چھوڑ گیا۔ اور یہ فتویٰ دیا کہ دوزے مارے جاویں۔ اور سر اور ڈاڑھی مونڈی جائے اور نہ کالا کیا جائے اور کہ جسے ہوسار کر کے مشہور کیا جاوے۔ اور جب انہوں نے یہ فتویٰ لکھا۔ تو اس وقت سے لیکر اجرام تک آپ اور آپ کے مینوں بیٹے حکم امیر نظر بند رہے۔ ایمر محمد فضل خان نے مجھے عالموں اور محمد عظیم خان کی رعایت کے واسطے مجبوراً ان کی مرضی کے مطابق حکم کر دیا۔ اور اسی طرح کا فتویٰ برے عالموں نے امام مالک کے حق میں جعفر بن سلیمان مدینہ کے حاکم کو دیا تھا۔ جب امام مالک نے فتویٰ دیا۔ کہ کہو کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں مہب بن منبہ سے نقل کیا ہے۔

اَنْ مَالِكًا لَمَّا عَثِرَتْ وَخَلِقٌ وَحَمْدٌ عَلٰی  
لَعْنَةُ قَتِيلٍ لَدُنَا عَلٰی قَتِيلٍ قَتَا  
فَقَالَ لَعْنَةُ خَرَقَتْنِيْ فَقَدْ سَعَدْتُ ذِيْ وَهْنٍ لَّوْ  
لَعْنَةُ خَرَقَتْنِيْ قَاتَا مَالِكًا ابْنُ اَنَسٍ عَامِرٍ  
اَلَا خَبَرْتَنِيْ قَاتَا مَالِكًا قَتَلَتْ اَلْمُخَضَّرَ  
لَيْسَ بِشَيْءٍ قَالَتْ فَبَلَّغْتُمْ جَعْفَرًا ابْنَ سُلَيْمَانَ اَنَّهُ  
يَتَوَدَّى عَلٰی تَقْسِيمِ بَيْنِ اَبْنَيْهِ فَقَالَ اَدْرَا كُوْنَا خَائِرُ لَوْ  
یعنی امام مالک کو جب دوزے مارے گئے۔ اور ان کا سر اور ڈاڑھی مونڈی گئی۔ اور اونٹ پر سوار کئے گئے۔ تو کسی نے کہا۔ کہ آپ خود ساری کر کریں نے یہ کام کیا ہے اور مجھ کو یہ سزا کی کیا سزا ہے بن منبہ نے پس فرمایا امام مالک نے سزا لے لوگو۔ جو شخص مجھ کو جانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے اور مجھ کو نہیں پہچانتا تو میں اس مالک بنی اس کو بیٹھا تھا عامر بنی کا دیرینا ہوں کہ مجھ کی طلاق واقع نہیں ہوتی کیا وہ بن منبہ سے جعفر بن سلیمان کو بھیج رہے ہیں۔ وہ بولے کہ ہاں اس کو اور اونٹ سے اُتار دو۔ انہی۔

اور اس کی غرض اس توہین سے بچنے کی کہ اس فتویٰ دینے سے امام مالک بازاویں اور امام مالک کو اس مسئلہ کے اشتہار کا موقع مل گیا۔ اس لئے حاکم نے کہہ دیا کہ جلد پہنچو۔ اور اتار دو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ یک نشہ و دوشد کا مصداق ہو جاوے۔ اللہ اکبر کہنی شخص ان حاکموں اور عالموں سے ایسا نہ نکلا۔ جو اس قدر گستاخ فتوے کا کیا ثبوت ہے۔ اور اس کی کیا دلیل ہے۔ فقط مدعیوں کی باتوں کو مسترد کرنا اور مدعا علیہ سے کسی نے نہ چھپا۔ کہ آیا یہ باتیں فی الواقع ہیں یا آپ پر بہتان افیتے ہیں آپ کو سمیت بیٹوں بیٹوں کے تمام شہر میں مشہور کیا۔ خاص آپ کو سو دروں سے زیادہ رگائے ہوئے۔ عین آدمی نوبت نوبت آپ کو مارتے تھے۔ جب ایک تھک جاتا تو دوسرا اس کے ہاتھ سے درہ پڑا لیتا سب لوگوں کو یہی یقین تھا کہ آج آپ فوت ہو جاویں گے کیونکہ آپ مہتر

اور ضعیف تھے۔ اسی اثنا میں ایک ظالم بڑا زبردست آیا۔ اور بڑے غصے سے اس نے مختصم کے ہاتھ سے درہ چھین لیا۔ اور بولا کہ تو آہستہ آہستہ لڑنا پھر اس نے اور زور زور سے مارنا شروع کیا جب اس نے کئی بار درہ مارا تو دوسرے لوگ بولے کہ اسے ظالم تو نے ان کو مار ڈالا اور وہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ ایک دن امام نووی کی کتاب ریاض الصالحین آپ کے سامنے پڑھی جا رہی تھی۔ جب یہ حدیث آئی۔

مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا  
كَمَا يَجِدُ اَخُوهُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ  
یعنی شہد کو قتل ہونے کے وقت اتنی درد بھی نہیں ہوتی جتنی ایک تمہارے کو چھوٹے کے کاٹنے سے درد ہوتی ہے

تو فرمایا۔ میں باوجودیکہ شہید بھی نہیں ہوا تھا۔ شہر کابل میں وہ پہلوان جو مجھے نہایت زور سے مارتا تھا۔ مجھے خبر بھی نہ تھی کہ مجھے مار رہا ہے یا کسی اور کو۔ مولوی عبداللہ خاں پوری نے ایک دن غرض کی۔ کہ میرے حق میں کیا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ ایمان میں استقامت دیوے۔ فرمایا کہ میں اس شخص کے حق میں بھی دعا کرتا ہوں۔ جو کابل میں مجھ کو نہایت سختی سے مارتا تھا۔ کہ یا اللہ اس کو معاف کر اور اس کو بہشت میں داخل کر کیونکہ وہ جاہل تھا۔ جانتا نہ تھا۔ تمہارے واسطے کیوں عذاب کروں۔ بلکہ میرے دل سے بے اختیار تمام مسلمانوں کے لئے دعا نکلتی ہے جو آدم سے اس دم تک پیدا ہوئے ہیں۔ اور اس وقت کے کافروں کے واسطے بھی ہدایت کی دعائیں کرتا ہوں۔ جو زندہ ہیں۔ کئی دفعہ آپ کی زبان مبارک سے میں نے سنا کہ فرمایا کرتے تھے جن لوگوں سے میں نے قسم کھائی تھی کہ ان کو ناگوں ضرور اٹھائے ہیں میں نے سب کو معاف کر دیا قیامت میں اللہ تعالیٰ میرے لئے کسی کو نہ پکڑے۔ جب وہ ظالم اس زود کو اب اور شہر سے قلعہ پہنچے اور آپ کو سمیت بیٹوں کے قید خانہ میں لے گئے۔ تو بعض دوستوں نے کہا کہ اس زود کو آپ کا کچھ علاج کرنا چاہئے۔ ورنہ آپ ہلاک ہو جاویں گے۔ جب دیکھا تو آپ کی پشت مبارک پر حضورؐ کی سی شرمیلی بھی نمودار نہیں تھی۔ گویا آپ کو کوئی چوڑی نہیں لگی تھی۔ کابل کے امیروں میں سے ایک عالم گل خان نام کہتا تھا کہ مجھ کو بسبب اس واقعہ کے آپ کے ولی ہونے پر یقین کامل ہو گیا۔ کیونکہ اس قدر سخت اگر میرے اس ہاتھ کو مارتے تو مجھ پر بھی ہلاک ہو جاتا لیکن اس شخص کو باوجود اس قدر ضعف اور کھلاں سال کے کچھ نہیں ہوا۔ اس واقعہ عظیم کے بعد



آپ کو یہ الہام ہوا۔

وَسَجَرًا أَهْبَاجًا صَبْرًا فَاجْتَنِبْ وَاجْتَنِبْ  
اور بدادیاں ان کو اس پر کہ انہوں نے صبر کیا بہشت پہنچے گی  
آپ کے دوستوں میں سے ایک شخص آپ کے پاس قید خانہ میں آکر اس واقعہ پر رونے لگا  
فرمایا تو کیوں روتا ہے۔ عزت اور ڈاڑھی کیا چیز ہے۔ جو مولیٰ کی راہ و رضا میں جلی گئی شکر کرو کہ  
دین اچھے سے نہیں گیا۔ رونا تو مخالفین کو چاہئے کہ دین سے وہ ہاتھ دھو بیٹھے۔

فَقَسَدُوا عَلَىٰ ذُنُوبِهِمْ وَأَفْسَدُوا عَلَىٰ عِبَادِهِمْ  
یعنی انہوں نے میری دنیا کو خراب کر دیا اور میں نے ان  
کو نیندھنے کے دین کو خراب کر دیا۔

دو سال اپنے میٹوں کے ساتھ قید رہے۔ ان سنگدل حاکموں کی طرف سے ایک جہت  
بھی آپ کے ترحم کے لئے مقرر نہ تھا۔ بس قید خانہ میں ڈال گئے اور پھر غریبی، شہر کے لوگوں  
کے دلوں میں سنگدل کی طرف سے القا ہو گیا۔ وہ ہر وقت قسم قسم کے کھانے اور پھل آپ کے  
سامنے لاتے۔ اور اس قدر فراخی تھی کہ اپنے گھروں میں کبھی اس قدر فراخی نہیں دیکھی تھی۔ امیر  
افضل خان بجا روضہ بامر گیا۔ اس کے بعد امیر اعظم خان تخت پر بیٹھا اس کعبت ظالم نے خان  
طافان عبدالرحمن نام کے بہکانے سے عین گرمی کے موسم میں پیادہ پا آپ کو بغیر زاد راہ  
پشاور کی طرف نکال دیا۔ اور تخت دل سپاہیوں کو آپ کے ساتھ مقرر کیا کہ بت  
جلد آپ کو پشاور پہنچا دیں۔ اور پھر گرمی کی آگ بستی تھی۔ اور نیچے سے زمین کی مٹی کے ساتھ  
پاؤں جھٹکتے تھے۔ اور سنگدل سپاہیوں کی وجہ سے جو آپ کے پیچھے تھے آرام کی نوبت نہ  
ملتی تھی۔ اس سفر میں آپ کے دو خادم آپ کے ساتھ تھے۔ ایک ماسفر نام اور ایک ملازم نام۔ جب  
آپ چل رہے تھے تو ماسفر اللہ تعالیٰ اس کو دارین میں عزیز کرے آپ کو اپنی چھیڑ پائیٹھا لیتا الخیر  
نہایت تکلیف کے ساتھ پشاور پہنچے۔ اسی سبب سے ماسفر احمد عبداللہ کے نام سے مشہور ہو گیا  
اس نام میں آپ کو کئی بار یہ الہام ہوا۔

فَقَطَّعَ وَأَمَرَ الْقَوْمَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَنجَزَ  
پھر کٹ گئی چوڑی اور ان ظالموں کی اور تریف ہے واسطے  
یٰٰذَا سِيتَ الْعَاكِسِينَ  
اللہ کے جو جیسے سارے جہان کا۔  
اور اسی طرح یہ القا ہوا۔

لَا تَأْمِنُ الْخَبْرَ مَوْتٌ مُّسْتَقَرٌّ مَوْتٌ  
تخفیں ہم گنہگاروں سے بدل لینے والے ہیں۔

ایک ماہ پورا نہ گذرا جو گا۔ کہ اس کی سلطنت نہ رہی۔ اور نہ ہی کھا کر نکل گیا۔ اور کوہ کوہ  
سرگردان و حیران پھر کیا۔ اور اس کے اہل خیال جو عمر بھر کبھی گھر سے باہر نہیں نکلے تھے۔ اس کے  
پہنچان کو بھی نکال دیا گیا۔ کریم

فَلَمَّا اسْتَفْؤْنَا انْتَقَدْنَا مَشْجَمًا  
پھر جب فہمے میں لائے ہم کو بد لیا ہم نے ان سے۔

کے مصغون کے مطابق امیر دوست محمد خان کے خاندان کو اللہ عزوجل نے اپنی قدرت کاملہ  
کے ساتھ ایسا پر اگندہ اور منتشر کیا۔ کہ گویا کریم

فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَرَفَاتِهِمْ كَلًّا  
پھر کر ڈالا ہم نے ان کو کہانیاں اور چہر کر ڈالا  
مستدنی

کے مصداق یہ ہیں۔ کہ ملک پشاور اور پنجاب اور ہندوستان میں نصاریٰ کے ہاتھ  
میں مجوس مقید ہیں۔ اور بعض ان میں سے جنگوں اور پہاڑوں میں پریشان و سرگردان  
ہیں ایسا کیوں نہ ہو ہمارے مالک کا فرمان

مَنْ عَادَىٰ لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَىٰ لِّي  
جو دشمن کرے مجھ کے کسی دوست سے تو وہ تیار ہوا  
بالخبر سب

بالکل سچا ہے وَمَنْ آذَىٰ لِّي وَلِيًّا  
یعنی اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہے۔

ان مصیبتوں اور تکلیفوں کی مدت پندرہ سال کاں تھی۔ جب پشاور پہنچے تو تھوڑی مدت یہاں  
توقف فرمایا۔ اور اس جگہ سے بعض دوستوں کے استدعا سے ملک پنجاب کے شہر امرتسر میں  
پہنچے۔ اور کتاب سنت کے رواج دینے میں ایسی کوشش فرمائی کہ توحید و ربانیت اور عقائد کی  
بہت کتا میں اور سارے عام لوگوں کے نفع کے واسطے فارسی اور اردو زبان میں ترجمہ کروا کر  
چھپوا دیے۔ اور اللہ تقسیم کر دیے۔ الحمد للہ جس قدر خوش عقیدہ لوگ کہ آج کل اس شہر امرتسر  
میں موجود ہیں۔ گمان نہیں کہ ہندوستان اور خراسان کے شہروں میں سے کسی شہر میں اس قدر  
خوش عقیدہ لوگ موجود ہوں۔ باوجودیکہ یہ شہر ہندوؤں اور کافروں کا قرار گاہ ہے۔

يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ  
اللہ جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے۔



إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَوَرَأَيْتَ النَّاسَ  
يَخْرُجُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَخْرَجًا قَسَبَ عَظْمِهِ  
رَبِّكَ وَأَسْتَغْفِرُكَ أَتُفَكِّرُ كَمَا تَفَكَّرُ لَمَّا  
كُنَّا فِي الْأَرْضِ وَأَنْتَ لَا تَعْلَمُ

جب پیش کی مدد اللہ کی اور فتح اور تو نے دیکھے لوگ  
داخل تھے اللہ کے دین میں فوج فوج اب ہلکے بول اپنے رب  
کی خوبیاں اور گنہگاروں سے بیکہ معاف کر رہا ہے  
کے موافق تمام مشاغل کو ترک کر دیا اور کریمہ

إِنْ كُنْتُمْ لِلدِّينِ مُشْرِكِينَ فَلَنْ يَكْفُرَ اللَّهُ بِكُمْ إِنِّي سَمِيعٌ  
عَلِيمٌ

میں نے مانتا ہے جن کا روزہ سب سے بڑا ہوگی آج کسی آدمی سے  
کے مصنفوں کے مطابق ضروری بات کے سوا کسی سے کلام نہ کرتے اور اپنے رب کی طرف توجہ دیتے  
ایک دن ایک آدمی تنقید میں سے آپ کے پاس ایک امر کی شکایت لے گیا آپ نے فرمایا میں  
دنیا میں نہیں ہوں فقط میرا ظاہر بدن دنیا میں آپ کا مشاہدہ کر رہے۔ ورنہ میں آخرت میں ہوں  
اور واقع میں بات اسی طرح تھی کہ صرف آپ کے دیکھنے سے خدا یاد آتا تھا۔ اور آپ کی صحبت میں  
بیٹھنے سے تمام خطرے اور فکر ذات کی طرح اڑ جاتے۔ اگر کوئی شخص اتفاقاً آپ سے دنیوی امر  
پوچھتا تو جواب میں فرماتے سہ بسوئے جانان زجبان مشغول۔ بزرگ حسیب از جہان مشغول۔

روپہ آپ ٹھیکروں کی طرح سمجھتے تھے صد روپے آپ کے پاس آتے۔ اور جس مجلس میں روپے  
آپ کو ملنے اسی مجلس میں مصارف میں بانٹ دیتے۔ یتیم اور مسکین آپ پر اس قدر دلیر ہو گئے تھے  
کہ جس وقت آپ کے پاس حاضر ہوتے جس قدر روپیہ کہ آپ کے ہاتھوں اور دامن سے کھینچ  
لیتے۔ اور آپ مسکراتے رہتے اور کچھ برا بھلا نہ کہتے۔ جو لوگ پیچھے رہ جاتے ان کو کچھ نہ ملتا۔ آپ کے  
جیب اور رومال اور دامن تلاش کرتے۔ کہ شاید کچھ اچھا آ جاوے آپ اپنے سب کچھ بے مسم کرتے  
ان کو دکھا دیتے۔ اور فرماتے۔ کوئی چیز نہ رہی۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت کہ اور روپیہ آئیگا۔ تم کو دیا جاوے گا  
بعد ایں نے یہ معاملہ کئی بار اپنی آنکھوں سے دیکھا تبھی اور حمید اور دعاؤں کے سوا آپ کا کوئی  
دوسرا شغل نہ تھا۔ یہاں تک کہ پھر سورہ یسیم الاذل مشعلہ میں آ رہی رات اللہ کو جانے۔ اور  
زوال کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے دفن کئے گئے۔ آپ کا جنازہ پر اس قدر ازدحام تھا کہ بسبب  
کثرت لوگوں کے بازار بند ہو گئے۔ موافق و مخالف بے اختیار آپ کے جنازہ کے نیچے دوڑتے  
اور جنازہ اٹھانے کی نوبت شہر کے رئیسوں کو ملتی تھی۔ تاہم مسروں کو کیا پہنچتا اس من امام احمد

الْفَتْحُ بَيِّنَاتٌ لِّأَهْلِ الْبَيْتِ كَيْفَ كُنْتُمْ أَجْمَعِينَ

وہ ازدحام کہ آپ کی بخش مبارک کو ہاتھ لگانے میں دیکھا گیا۔ اس ازدحام سے کم نہ تھا۔  
جو حجر اسود کو چومنے کے وقت ہوتا ہے۔ ہزاروں لوگ آپ کے جنازہ پر حاضر تھے۔ اور چند روز تک آپ  
کی قبر پر نماز جنازہ پڑھتے رہے۔ اور روئیو الے اور آنسو بہانے والے لوگ تھے اور ہندوستان اور پنجاب  
اور پشاور کے اکثر شہروں میں غائبانہ آپ پر جنازہ پڑا گیا۔ جو امام اور خواہیں آپ کو کتاب اور سنت  
پر ثابت رہنے اور خلق اللہ کو کتاب و سنت کی طرف بلائے اور تقویٰ اور توکل اور صبر اور خشیت  
اور زہد اور قناعت و ترک ماسوی اللہ اور امانت اور آپ کے مقام امانت میں پہنچنے اور آپ کی حفظ  
اور نصرت اور معفرت کے وعدہ پر ہوئی ہیں۔ وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں کتابت ہوتی ہیں ان کے جمع کے  
لئے ایک بڑی کتاب چاہئے۔ آپ کی مرقہ مبارک شہر امرتسر کے متصل دروازہ سلطان وٹہ کے باہر  
عبد الصمد کا شمیری کے تالاب کے کنارے پر ہے۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ وَجَعَلَ جَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ  
مَنْزِلَةً وَمَا وَدَّ اللَّهُ أَنْ يَذَرَ الْبَلَاءَ عَلَيْكُمْ أَفَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ أَفَإِنَّكُمْ لَا تَعْلَمُونَ  
پہلے ہی سے بری تھے لیکن جذبہ غیبی کے پہنچنے کے بعد اپنے آپ میں صوفیہ کے مشاغل کے ثمرات  
اور آثار کسی کی تعلیم کے سوا مشاہدہ کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ صوفیہ کے طریق کے مطابق اس راہ فالہوں  
کو تعلیم دینے لگے۔ اور ہمیشہ ہمدن ہدایت کی زیادتی کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے گریاں اور نالائ  
رہتے۔ گویا آپ کا بدن اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے اور اس سے ڈرنے کی تصویر تھا تحقیق محمد امین  
کی کتابوں کے طلب میں خاص کر ابن تیمیہ اور ابن قیم کی تصانیف کی طلب میں سبحان اللہ کس  
شوق سے عاجزی اور زاری کرتے۔ کہ کبھی سیر نہ ہوتے۔ ان دونوں عالموں کے ساتھ زیادہ  
محبت رکھتے تھے۔ اور اکثر اہل علم پر ان کو فضیلت دیتے۔ اور فرماتے کہ شاہ ولی اللہ حبیبوں  
کی نسبت ان دونوں شیخوں کے ساتھ ایسی ہے جیسو علی ہمدانی کی نسبت شاہ ولی اللہ  
کے ساتھ اور ابن تیمیہ کی فضیلت میں فرمایا کرتے تھے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ جس دن نور  
نقیسم ثواب ابن تیمیہ کو نور کا ایک بڑا حصہ ملا اور امام کی طلب میں دل کے جوش سے زاری  
کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ یار حم الراحمین زوال العاد کو میری آخرت کا توشہ بنا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی



دعا قبول کرنے میں اس قدر جلدی فرماتا۔ یہاں تک کہ استجاب الدعوات جو ناپ کا ہندوں میں بھی مشہور تھا۔ آخر الامر اللہ تعالیٰ کی ولایت سے جس کے ساتھ وہ متوکلوں کو خاص کرتا ہے۔ اور اندھیروں سے نکال کر ان کو نور میں لاتا ہے۔ صوفیہ کے تمام مشاغل مستند کو ترک کر کے ان کو بدعت کہنے لگے۔ کل بدعت ضلالت کے مصنون کے مطابق مولوی عبد اللہ ساکن قلعہ نے جو غلام رسول کے نام سے مشہور ہیں آپ کے حالات اور واردات چند ورق میں لکھیں۔ ایک دن وہ رسالہ آپ کے پاس ایک شخص پر پڑھا تھا۔ اس رسالے کے آخر میں آپ نے یہ چند حرف اپنے ہاتھ سے لکھے۔ در آخر یہ اشغال برا ترک کر دینا بجز تلاوت کلام اللہ و اذعیان اورہ و از بدعت احتراز میکر و خواہ بدعت اصلی باشد یا صغریٰ انتہی۔ کلام رضی اللہ عنہ و عنہ بارگاہا کرتے کہ صوفیوں کا عذر لطیفوں وغیرہ کے احداث میں کہ ہم ان امور کو اصلی مقصود نہیں جانتے۔ بلکہ اس لئے کہ دل قرآن اور اذکار مسنونہ کے انوار سے دور ہیں۔ ان امور کو ہم ناچار منفعی آورد مسہل کی طرح کہ غذا کے ہضم کی استعداد حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہیں۔ درجہ حسان حاصل کرنے کے لئے جو کلی مطلوب ہے۔ قرار دیتے ہیں۔ یہ ان کا عند مقبول نہیں ہے۔ بدعت کیا ہے نیا و کان کسی کام کا دین کے کاموں سے جس کا قرون خیر میں باوجود مقتضی اور عدم مانع کے ردای نہ تھا۔ اگرچہ ان امور میں مشغول ہونے کی حاجت ان قرون میں نہ تھی۔ کیونکہ خود بخود صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی صحبت بابرکت اور ان کے انوار کی غالب چمک سے حسان کے مرتبہ کو پہنچ جاتے تھے۔ اور توجہ تہجد و سجاد کا درجہ پاتے تھے۔ اب بھی ان امور میں مشغول ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ ہے ہمارا قصور ہے۔ احداث کا سبب اگر لوگوں کا تصور ہو۔ تو احداث کا بخور نہیں ہو سکتا۔ جیسے کہ مروان کا یہ عذر عید کے خطبہ کے مقدم کرنے میں عید کی نماز پر کہ لوگ نماز سے فراغت پا کر متفرق ہو جاتے ہیں۔ اس کے بدعت کا بخور نہ ہوا۔ بلکہ اس کا یہ کام بدعت سمجھا گیا۔ کیونکہ اس کا تصور تھا۔ کہ خطبہ کو سنت کے موافق نہ کہتا تھا۔ اور اس میں سلام اور مسلمین کی مصلحتیں بیان نہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَقْرَأُ الْكِتَابَ طَرَفًا مِّنْهُ قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَكَ بِهِ رَّبُّكَ وَقَبْلَ بَیِّنَاتٍ مِّنْهُ لَعَلَّكَ تَنفَعُ

اور فرماتا ہے۔

وَأَخْبِرْنِي مِنْ حَيْثُ كُنْتَ إِذْ كُنْتَ تَهْجُوهُ ۚ إِنَّكَ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ اور بھیجنا اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو ان کی طرف بھیجا اور یہی اور وہ ابھی نہیں نے مسلمانوں سے۔

نفس کے پاک کرنے کے لئے قرآن مجید کی تلاوت اور اذکار مسنونہ کا صبح و شام پڑھنا بالمشک کافی اور شافی ہے۔ بشرطیکہ خیال اور کمال توجہ اور اس واسطے منقطع ہو کر ان کے انوار کے ساتھ اکتفا کریں۔ جیسے صوفیہ کے اشغال میں توجہ کرتے ہیں۔ اگر اس سے کھوڑی تسبیح اور تہجد وغیرہ کے معافی میں توجہ فرماویں۔ تو سبحان اللہ یا خالص نور حاصل کریں۔ کہ قوم کے مشاغل بڑھ چکی کوئی حاجت نہ ہے۔ ان امور کے لگانے کا سبب محض ہمارا قصور ہے۔ وہیں اور وہ حالت اور مقام چہ سنت کے طریق کے سوا حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کے نزدیک کئی ہے اور شمس کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔ وَلَا يَنْفَعُكَ إِذْ أَنْجَذْتَ مِنْكَ الْخُذُّ اور نہیں فائدہ دیتا مال والے کو اللہ کے عذاب سے اس کا مال۔

مثلاً وہ مال جو بیاج کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے۔ جس میں شایع کی اجازت نہیں ہے۔ اگر اس مال کو خدا کے راہ میں خرچ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک کے سوائے دوسری چیز کو قبول نہیں کرتا۔ آپ کا طریق بہت سید ہوا تھا۔ نہ افراط تھا۔ نہ تفریط تھی یعنی کل سستی صوفیوں کو اور خصوصاً اولیاء کو زیادہ دوست رکھتے تھے۔ اور خطا و اور بھول کی وجہ سے ان کو صدیقین کے مرتبہ سے خارج نہیں کرتے تھے۔ اگر کسی صالح صاحب الحال کو اپنے زمانہ میں دیکھ لیتے تو سلف صالح تو بجائے خود رہے۔ تو اس قدر اس کے ساتھ محبت اور اس کی خاطر کی رعایت کرتے کہ وہ سب کو تعجب آتا۔ اہل اللہ کی دوستی کو قرب کا سبب اور برکات کا موجب اور تلاوت ایمان اور لذت ایمان کا مورث اور درجہ حسان تک پہنچنے کا باعث سمجھتے تھے۔

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَوْمَئِذٍ هَيَّجَتْ وَحْدَهَا الْإِيمَانُ تِلْكَ نِصَابُ حَسَنٍ مِنْهُمْ ہر وہ ایمان کی لذت پاتا ہے اور اہل اللہ پر طعن اور جھج کرنے کو خدا کی درگاہ سے مردود ہونے اور محرومی کا سبب سمجھتے۔ اور ان کے اقوال و افعال کو نصوص کے تابع کرتے۔ اور نصوص کے خلاف ان کے اقوال و افعال کو نصوص پر مقدم نہ کرتے۔ اور فرماتے کہ ہر ایک شخص کی بات کوئی ماننے کے لائق ہوتی ہے۔ اور کوئی لائق نہ ماننے کے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ان کی سب باتیں مقبول ہیں اور جہاں کسی بات کی سند دستیاب نہ ہوتی۔ اگر حدیث کے قول پر اس کو عرض کرتے خاص کر ابن تیمیہ اور



اور ابن قیم کے اقوال پر قیامت کرتے۔ اور ان کے فتوے کو مقدم جانتے اور توحید اور اثبات صفات اور برکت کے مسائل میں ان کے راہ کو حق اور ان کے خلاف دوسروں کے راہ کو باطل کہتے اور فرمایا کرتے کہ اہل وحدت و جو جیسے ابن عربی ان کی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے میں باہر روکا گیا ہوں۔ اور تفسیر الخاف علی الکشاف کے باب میں تقدیر و شیت وغیرہا کے مسئلہ میں مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ مَنْ هَدَىٰ شَدَّ فِي النَّارِ قَرآن مجید کے وہ الفاظ جو آپ کو یاد نہ ہوتے۔ اور نہ آپ ان لفظوں کے مقام جانتے۔ الہام ہو جاتے۔ پھر حافظوں سے پوچھتے۔ سبحان اللہ کس قدر آپ کو ثواب تھا اور مصیبتوں اور اعمال شاقہ پر ثبات اور استقامت تھی۔ بلاشبہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور ولایت سے تھا۔ بشر کی کیا طاقت ہے۔ وَاصْبِرْ مَا صَبَرْنَا إِلَّا بِاللَّهِ آپ کے ہاتھ بہت لوگوں نے بیعت اور توبہ کی۔ ان کو فائزۃ الکتاب کا ترجمہ اپنے خدا داد فکر کے لحاظ سے سناتے تھوڑے دنوں میں طالب کو ذوق اور محبت کی حالت ہو جاتی۔ اور نماز میں لذت آنے لگتی اور اول وقت قیام اور رکوع و قومہ سجدہ جلسہ وغیرہ کی تعدیل کے ساتھ ایسی نماز پڑھتے۔ کہ اس کے حسن اور طول سے کچھ بچوچھ ایسی نماز پڑھتے کہ اپنی جان کی خبر نہ رہتی۔ دیکھنے والوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور غشوع اور خشوع کا مشاہدہ رای العین ہوتا یہ وہ ہے جو معلوم کیا اور جانا ہم نے آپ کے حال سے راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے اور ہم سے اور یہ وہ ہے جو مشاہدہ کیا ہم نے بغاوت و سمنوں اور حاسدین آپ کے سے وَاصْبِرْ حَسْبُكَ وَحَسْبُكَ جَعَلُوا سید محمد صدیق حس خان صاحب رحمہ نے اپنی کتاب تقصیر میں لکھا ہے شاہ عبداللہ غزنوی سے بزرگ بود جامع میان علم حدیث نبوی و علم سلوک سنی در ایثار حق بر خلق از دست اہل بدعت در وطن جفا با کشیدہ اشتغال داشت لعبادت و ریاضت در اشاعت علم حدیث و اتباع سنت اور اشاعت بزرگ بود ویں باب کہ نظیر ان از اہل عصر معلومست دم گیر داشت ہر صحبت سے رسیدہ از خلق رسیدہ و بخالق رسیدہ نماز و رپس اور نگ حضور و غیرے آورد آلود آلات ازاعت سنت و چارہ بود۔ از جوارح انعامت بدعت و امانت محدث در اصول فروع ماضیات بطریقہ سلف صالح داشت۔ و تقلیدات مذاہب رجال را نکرد و حسن حصین دین مبین شرح متین سے ارگاشت ہم محدث بود و ہم محدث رویائے صا و حسنہ دیدہ و بہر شرات صحیحہ آوردہ درین نزو کی شب سہ شنبہ پانزدہم ربیع الاول ۱۰۰۰ھ واصل رحمت حق شد و لغ فراق بر دل اہل اتباع و مستفیدان سنت سید گذشت شیخ اہل قرآن

تاریخ وفات دست کم مولوی محمد عیسیٰ کشمیری در حلیہ نظم بر آوردہ اند و قاضی طحا محمد شادری مرثیہ اور قصائد عربیہ صمیمہ مرثیہ و حمد اللہ تعالیٰ و ایانا اتقی مختصر۔

سوانح عمری مولوی عبداللہ المرحوم از تصنیف مولوی غلام رسول مرحوم ساکن قلعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ۔ اما بعد یہ ایک مجموعہ ہے۔ جو شامل ہے عبداللہ غزنوی کے حالات غیبیہ اور واردات لاریبیہ کے ایک ٹکڑے پر۔ اور غریبے والا ہے ان کے کلمات قدس کے کچھ حصے پر جو وہ نمونہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات جامع کا اور وارث کریم والا ہے ظاہر اور باطن کے فائدوں کو۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے پورا کرنے کی توفیق دینے والا ہے جانا چاہئے کہ آپ کا نام مبارک محمد اعظم ہے قوم غزنوی سے۔ اور آپ کے باپ و او سے بھی ولایت کے ساتھ مشہور ہیں۔ اور آپ کے گاؤں کا نام گیرو ہے۔ ساتھ کاف فارسی لائے تھانیکے جو خواجہ ہلال کے پہاڑ کے متصل ہے۔ شہر غزنی کے ضلع میں۔ اور چونکہ آپ کا نام مشہور تھا تو کینفس پر۔ اس لئے آپ فرماتے تھے۔ محمد کا نامات سے اعظم اور مخلوقات سے افضل ہیں۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ میرا نام عبداللہ ہے ہے اسی لئے سب چھوٹے تھے آپ کے ساتھ بات چیت کرنے کے وقت آپ کو عبداللہ کہتے لیکن آپ لوگوں کو اس لقب کے ساتھ شیعہ شریف کے موافق ہوتا یا فرماتے اور جس نام میں شرک کی بو آتی۔ اس کا بدلہ لینا آپ کی عادت شریف تھی۔ اور فرماتے تھے۔ کہ جذبہ الہی کا آغاز پہلے دن شام کی نماز کے بعد تھا۔ جو خود بخود بلا واسطہ کسی پیر کے جذبہ الہی پہنچ گیا۔ اور کام زور کے ساتھ ماسوی اللہ کو میرے دل سے کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ تین دن تک مجھ کو اپنے نفس سے کدورت اور ظلمت اس طور پر معلوم ہوتی تھی کہ از خود گندی ہو آتی جس سے جی متلائے لگتا۔ اور باقی لوگوں سے بھی دیکھنے کے وقت تھے آئے لگتی اور تعطل یہاں تک تھی کہ فانی زندگانی کی کسی طرح کا اعتنا نہ رہا۔ اور مخلوقات سے یہاں تک نفرت تھی۔ کہ نماز جماعت کے ساتھ بڑی دشواری کے ساتھ گذاری جاتی۔ اور ذکر کی نسبت اس طرح غالب تھی کہ جو شخص مجھ کو دیکھتا ذکر کرتے لگتا۔ اور کبھی کبھی چھت کل لکڑیوں سے بھی ذکر سنا جانا اور برف کی بارش کے موسم میں جب میں آگ پر بیٹھا تو نفی اور اثبات کے وقت جو میں سر کو ہٹاتا۔ اسی طرح آگ بھی ٹھوکتی اور اس سبب کہ میں نے



کسی شیخ کی صحبت نہیں اٹھائی تھی۔ اور نہ مشائخ کا حال دیکھا تھا۔ جبرانی پیش آتی تھی کہ آیا کسی شیخ کے پاس جا کر تعلیم حاصل کروں۔ چنانچہ اسی نوح میں ایک شیخ شاہ صاحب غلام علی دہوی مجددی احمدی کے مریدوں میں سے ریاضت شاد اور چلوں کے ساتھ مشہور تھا ان کے دیکھنے کا دل میں سخت ارادہ ہوا۔ چونکہ میں اکیلا راہ کا واقعہ نہ تھا۔ اور کسی کی ہمراہی بھی ممکن نہ تھی۔ ایک شخص کو راہ بتلانے کے لئے میرے ساتھ کیا گیا۔ اس طرح کہ وہ دُور سے راہ دکھا دے۔ جب شیخ سے ملاقات ہوئی۔ تو اس پر حالت آگئی۔ جو خود بخود اپنے سر کو ہلاتا تھا۔ اور اس نے اپنے سامنے لٹیفی اسی جوش میں ظاہر کئے جو کہیں نے اس صحبت میں دیکھا کسی زمانہ میں نہیں دیکھا ہے میں ناامید ہو کر واپس آیا۔ اور ایک دفعہ میں شیخ سلمان توندی کے زیارت کے لئے کہ میں زمانہ میں حقیقت کی نسبت میں ان کی بڑی مشہوری تھی اور لوگ ان کے لئے جاتے تھے سخت ارادہ کیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ مجھ پر تھا ہو گئے ہیں اور مجھ کو زمین سے اٹھا لیا ہے اور چاہتے ہیں کہ میں ان کو اپنے ساتھ معصوم علیہ الرحمۃ نے سفارش کے طور پر عرض کیا کہ پھر کسی جگہ نہیں جائیگا۔ اور ان کی تقریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہلسنت کی نسبت رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ان دنوں میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی محبت افرات کی حد کو پہنچی ہوئی تھی۔ ان دنوں میں الہام ہوا کہ صَلَّوْا عَلَیْکَ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا پھر درود پڑھنے کے ساتھ میری مجلس معطر ہو جاتی۔ اور عاشقی کی نسبت غالب تھی۔ ایک بزرگ کے بیت آپ کے حال کے مطابق ہیں سے آنچہ میں خواب دیدم صبح بیداری ندیدم آنچہ در دیوانی دیدم چہ چارہ بی کا شہ سر از شراب بخود سرشار گشت ہستی جام محبت صبح بخاری ندیدم۔

ان دنوں میں ایک امیر نے کابل کے سیوہوں میں سے کچھ سیوہ بطور تحفہ بھیجا۔ دُور سے بلوانے لگی۔ بظاہر جو کماں تحفہ کا رد کرنا ممکن نہ تھا۔ اس کے جانے کے بعد اپنے گھر میں گڑا کھد کر وہ سیوہ دیا دیا۔ اور ہر طرف سے ارادہ نہ ٹوٹے ٹوٹے آئے تھے۔ اور محبت اور تلقین کے سوا ذکر کرنے لگتے تھے کہ قند ہار سے ہر ات تک آپ فضلاً اور علی کی آمد و رفت کی جگہ بن گئے۔ اور فرماتے تھے کہ ایک دفعہ گرمی کے دنوں میں سردی کے مکان سے گرمی کے مکان میں جو انتقال کیا گیا۔ تو چو لہا اور گھر کے صحن کا گریہ اور ناک کرنا سنا گیا۔ اور فرماتے تھے کہ از بس نسبت نازک تھی اور باطن کی صفائی تھوڑی سی کہ دورت کے ساتھ لوگوں سے برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ ایک بار

حالت غالب تھی۔ اور لوگوں میں بلانا ٹھانا ناممکن تھا۔ بکری کے بچے کے گوشت کے کھانے کا اتفاق ہو گیا مصفا کی کم ہو گئی۔ اور طبیعت اپنے حال پر آگئی۔ اور یہ آپ کی حکایت اس کے مشاہدے کہ حضرت خواجہ محمد صادق جو امام تہائی کے بڑے بیٹے تھے۔ اور اپنے پد بزرگوار کے ساتھ مولانا تین خواجہ محمد باقی باللہ کی خدمت بابرکت میں مشرف ہوئے تھے۔ از بس جذبہ الہی کی وجہ سے مغلوب الحال ہو گئے۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ مجنون ہو جاویں خواجہ علیہ الرحمۃ نے تین دن ان کو بازار کا کھانا کھلایا۔ یہاں تک کہ طبیعت اپنی حالت پر آگئی۔ اور فرماتے تھے کہ ایک دن الہام ہوا کہ دینی مسائل کی استفسار میں اخوند حبيب اللہ قندہاری کی طرف جمع کرنا لازم ہے پھر اس وقت ایک شخص کو ہم نے بعض مشکوٰۃ کے استفادہ دیکر بھیجا۔ کلاس نامہ نشان کے عالم کو پوچھ کر ان سے مسائل کو حل کراؤ۔ نہ ملا کٹ سے جو بہت مشہور تھا اور اخوند صاحب گناہ تھے ہر چند اخوند صاحب مسائل کا جواب دینے سے رُکے۔ اور دوسروں کے حوالے لیکن جب اس بھیجے ہوئے نے واضح کیا کہ میں ان مسائل میں دوسروں کی طرف رجوع کرنے کا مامور نہیں ہوں تو جواب لکھا اسی وقت میں ایک شخص نے تقویت الایمان کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ اور عبداللہ صاحب نے ان بعض اعتراضوں کا جواب چاہا۔ جو ظاہر عبارت پر وارد ہوتے تھے تو اخوند صاحب نے سانی جواب لکھا۔ کہ کوئی شک و شبہ نہ رہا۔ اور آپ مولوی اسماعیل صاحب اور شید احمد صاحب کو صاحب کمالات جانتے تھے۔ اور ان کی تحسین فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ صحیح بخاری کا نسخہ میرے سامنے رکھا ہے۔ اور ایک چراغ جل رہا ہے۔ اور گرد و بخار بخاری شریف پر اس قدر چڑی ہے کہ کوئی حرف نظر نہیں آتا پس میں شروع ہوا کہ دامن کو لمبے کے ساتھ کرنا تھا اور اس کے ساتھ اس گرد کو دُور کرنا تھا۔ اور اس وقت میں عادت کے خلاف اپنے منہ کو گردناک کھد رہا تھا۔ اور بڑے زور سے سانس لیتا تھا۔ اور میں نے ورق درق اور صفحہ صفحہ اور حرف حرف صاف کیا۔ یہاں تک کہ بخاری شریف بالکل صاف اور مصفا ہو گئی صبح ہونے ہی ایک شخص صحیح بخاری لے آیا اور اس کی شرح بھی مل گئی۔ اور ساری کتاب کا مطالعہ کر لیا اور سنت کی تابعداری کا دعوہ حکم ہو گیا اور حدیث پر عمل کرنا شروع ہو گیا۔ یعنی جب کسی مسئلہ منصوص میں صحیح حدیث غیر منسوخ صحیح المعنی مل جاتی۔ تو اس پر بلا وغذہ عمل کیا جاتا۔ اور اگر کوئی جزئی فقہ کی جزئیات سے اس حدیث کے مخالف ہوئی



تو اس کو چھوڑ دیتے۔ اور جانتا کہ بس چلتا۔ تاویل کر کے دونوں کو مطابق کر دیتے۔ اور غیر منصوص مسئلہ میں مجتہدین مسلم الاجتہاد میں سے ایک مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرتے۔ جیسے امام ابو حنیفہ کو فی اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور یہی مضمون ہے مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ کی کلام کا اپنے مکتوبات میں اور مرزا جانجاناں کے فضائل میں قوم ہے۔ کہ فرماتے تھے تعجب ہے۔ کہ صحیح حدیث غیر منسوخ جو چند واسطہ کے ساتھ نبی معصوم تک پہنچ جاتی ہے۔ اور خطا کی اس میں مجال نہیں ہے۔ اور اس کے راویوں کا حال بھی معلوم ہے ترک کی جائے اور فقہ کی روایت پر جسکے نقل کرنے والے اکثر مفتی اور قاضی ہیں۔ اور ان کے ضبط اور عدالت کا بھی حال معلوم نہیں ہے اور دوس واسطہ کے ساتھ مجتہد کو پہنچتی ہے اور خطا اور ثواب مجتہد کا کام ہے عمل کیا جائے کر تینا کا تو آجندہ نارائن تہذیب آؤ آخطا آنا انتہی۔ اور یہی ہے خلاصہ حکم جو طلی اور شریانی اور ولی اللہ دہلوی اور دوسرے محدثوں کے کلام کا پھر آپ نے تشہد میں سبابہ کا اٹھانا شروع کیا ساتھ عقد خضر اور نصر اور عقد وسطے اور ایہام کے اور شروع کیا ہاتھ اٹھانا شروع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے اور شروع کیا آمین کا کنا بلند آواز سے اور فاتحہ کتاب کا پڑھنا امام کے پیچھے اور نماز اذان وقت پڑھنے لگے یعنی ظہر کی نماز جب سویر پڑھنا پڑھ لیتے اور آپ کا ملک بہت سرد ہے۔ اس لئے ابراہم کی وہاں حاجت نہیں تھی۔ اور عصر ایک محل کے پیچھے اور فجر کی نماز اندھیرے میں شروع فرماتے۔ کبھی غلغلے میں تمام کر لیتے۔ اور کبھی روشنی میں اور دھنورنے اور اس میں دل کو حاضر کرنے میں تو بے لحاظ کے ساتھ مسح گردن کے سوا بالآخر فرماتے تھے۔ اور گردن کے مسح کو بدعت فرماتے تھے۔ مگر یہ کہ سر کے مسح کی استیعاب پر عمل کیا جائے اور اپنی نماز کے مشغول میں اس طرح کھڑے ہوتے۔ اگرچہ دل کا حاضر کرنا ایک باطنی امر ہے لیکن کر سکتے ہیں کمان کی نماز کی حیثیت سے ان آنکھوں کے ساتھ خوشنظر آ رہا ہے۔ اور حاضرین پر اس جمعیت کا پر توہ جڑنا تھا مگر نور اور صلب اور رکوع اور سجدہ میں دعائیں پورے مشغول کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جس کے بیان سے ظہر قاصر ہے مگر معروضات آن لستان خواجہ کشیدہ حیرت دارم کہ ناشر لاجپان کشیدہ پہلے لوگوں نے ان کا سول پر شور کیا کہ خدا صمد کیدانی والا جو دفع سبابہ اور فیجیدین اور جبرائیل کو حرمات میں رکھتا ہے اور آپ ان کا سول کو سنت فرماتے ہیں اور یہ شور بہانہ کہ آپ شہر سے نکال دئے

گئے۔ اور بوائے عام آپ کے سر پر چوگیا۔ اور ملک سوات میں اگر قاضی اختیار کی اخوند عبد الغفور صاحب جو بہادر اور ریاضت میں اس وقت ممتاز تھے۔ اور مجددیہ قادریہ کے طریق اور صوم الدہر کے ساتھ دم بھرنے والے پہلے تو نہایت عمدہ مروت کے ساتھ پیش آئے۔ اور ولد ہی اور ولداری کی آخر الامر جب آپ کے حاسدوں کا نوشتہ اخوند صاحب کو پہنچا تو بلا تحقیق مروت کا دامن کھینچ لیا۔ کچھ مدت وہاں متبادرہ کہ حضرت سید میر صاحب کو ٹھہ والوں کے پاس تشریف لائے۔ اور تبرکاً ان کی بیعت سے شرف حاصل کیا۔ اور وہاں ہی اس نیازمند کے ساتھ آپ نے عنایت کی راہ سے بھاٹیچا رہ ڈالا۔ یہاں تک کہ حضرت سید میر صاحب نے پوری توجہ کے بعد فرمایا۔ کہ صاحب زادہ کالی اور مولوی صاحب کے درمیان کوئی علاقہ ہے۔ جو مجھ سے پوشیدہ رکھتے ہیں مولوی عبداللہ صاحب نے ظاہر کر دیا کہ ہم اپنے درمیان عقد رخصت رکھتے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ الحمد للہ اسی طرح عقد رخصت چاہئے۔ کہ ایک دل سے دوسرے کے دل میں نور پہنچے۔ اور حضرت صاحب شروع سے ایام صحبت کے انقطاع تک ایک ہی بیچ دوستی سے آپ کی تشکین خاطر میں کوشش کرتے رہے ہر چند حضرت صاحب کی امداد آپ کو وطن پہنچانے اور علماء اور امیر کے درمیان تصفیہ کر دینے کے لئے آپ کے دل میں ہرگز نہ تھی۔ لیکن چونکہ حضرت صاحب کی حیثیت ہی آہستگی اور سستی پر واقع ہوتی تھی۔ اس سبب سے اس کام میں تاخیر ہو گئی۔ یہ زیر سبب درکارشان تاخیر شدہ مہلتے باہست تاخون شیر شدہ حضرت صاحب کی ظاہر کوشش آپ کے بلے میں ظاہر نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ گرمی کے موسم میں آپ نے حضرت صاحب سے سفر ملک میں جانے کی اجازت طلب کی اور مشکل تھا ان میں رہنے کی تجویز کی فقیر نے بھی عرض کی کہ پہاڑوں اور افغانستان میں یہ اندیشہ ہے کہ جمعیت نہ ہوگی ہزارہ کا گردنوں اور گردنوں کا ملک ہے۔ وہاں کسی کی کسی کے ساتھ چھٹیڑ چھاڑ نہیں ہے۔ وہاں آپ کا رہنا خوب نظر آتا ہے۔ فقیر کی انھاس کو آپ نے قبول فرمایا۔ اور حضرت نے آپ کو رخصت دی۔ تاکہ حیات گل کے پاس ایک سال سکندر پور کے بلغم میں چھٹیڑی مسجد میں رہے۔ اور ان کو تلقین کرتے رہے اور وہاں ہی امیر کا خط آپ کو پہنچا۔ کہ تم جانو اور علما۔ ہم تمہارے ساتھ کچھ چھٹیڑ چھاڑ نہیں کریں گے۔ پہلے اپنے وطن کو تیار ہو کر نو شہرہ میں آئے۔ صبح کے وقت اپنے دوستوں سے فرمانے لگے۔ کہ یہاں سے شاہجہان آباد یعنی دہلی میں جانے کا پختہ ارادہ ہے۔ کوئی شخص ہم کو نہ روکے۔ اور آپ ایک میں ہزار



ہو کر ہفتہ میں لاہور پہنچے۔ اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ آپ کی صحبت و لوگوں کو کھینچ لیتی تھی۔ اور انکسار اور عاجزی کے دروازے دل میں کھولتی تھی۔ پھر اس وجہ سے امرت سر میں حافظ محمود کے پاس مسجد باغوال میں مشرف ہوئے۔ اور غافلوں کے دلوں کی زنگ کو تو جہالت کے ساتھ اُتارا پھر امرتسر سے یکہ میں سوار ہو کر آٹھ روز میں دہلی پہنچے۔ اور مولوی صاحب سید نذیر حسین نے ذکر حدیث ہیں اور مولوی اسحاق صاحب کے شاگرد ہیں۔ اسے مدرسہ میں آنے۔ اور میں نے آپ کے ساتھ بخاری کا سننا شروع کیا اور مولوی نذیر حسین صاحب چونکہ بے تکلف آدمی تھے۔ اور اپنے کام خود بخود کر لیتے تھے۔ اور کسی وضع کے پابند نہ تھے۔ اس لئے آپ اُن کو پسند فرماتے۔ یہاں تک کہ شہداء میں رمضان کی سولہویں تاریخ دہلی میں غدر مچ گیا۔ اور رفتہ رفتہ تمام ہندوستان میں پھیل گیا۔ فقیر عین فطری نماز پڑھ کر رخصت ہوا۔ اور لاہوری دروازہ کے باہر شاہدہ تاکہ فقیر کے رخصت کرنے کے لئے آپ تشریف لائے اور فرمایا۔

اَوْصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ  
میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی۔

اور انیس کر کے لئے۔ کہ اگر غلطی مدت اور اقامت ہوتی تو بہت فائدہ اس پر مرتب ہوتے۔ لیکن اب توجہ دہلی ویران ہو گئی اور لوگ آوارہ ہو گئے۔ راہداری لیکر امرتسر تشریف لائے اور حافظ محمود کی تربیت کے لئے کمر باندھی جب حافظ صاحب کو اذکار میں بخوبی جمیعت حاصل ہو گئی اور نماز میں حضور ہونے لگا اور قرآن میں ان کی استقامت کے موافق نعت حاصل ہونے لگی۔ تو اس وجہ سے ایک سال کے بعد رخصت ہو کر اپنے وطن کو چلے گئے فیصلہ شروع حاصل ہونے کی ترتیب کے بیان میں آپ فرماتے تھے نماز میں شروع حاصل ہونے کے لئے جس کے ساتھ آپ کریم

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالَُوا لَنْ تُبَدِّلَ مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَيُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ سُورَةُ الْاٰنْكَارِ ۚ  
میں راہ لگاتے ہیں۔

میں حکم کیا گیا ہے پہلے یہ ضرور ہے۔ کہ وضو میں دل کو حاضر کرے ورنہ ممکن نہیں ہے کہ نمازی کا دل نماز میں حاضر ہو اور وضو میں عاجزی کرنیکا مدار اس پر ہے۔ کہ ہاتھ دھوئے کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ اس کے بعد حدیث کے دُور کرنے اور نماز کے جائز ہونے کی نیت اور ترمیم اور موالات کی نیت دل میں لاوے۔ کیونکہ یہ آغاز ہے ظاہر جسم کے دھونے کا حدیث اور خشیت سے جو لوگوں کا نظر لگا

ہے اور ایک نجاست کی دوسری قسم ہے۔ جو اپنی جوڑوں کے ساتھ متعلق ہے اور خالص توبہ کے سوا ان گناہوں کی نجاست کا دور کرنا ممکن نہیں ہے۔ پس جوڑوں کے کٹنے اور دھونے میں دل سے توبہ اور رجوع کرے۔ ہر جوڑے کے گناہوں سے جدا جدا مثلاً ہاتھ دھونے کے بتا دیں یہ لحاظ کر کے کیا اللہ میں نے تیرے غیر سے ہاتھ دھو لئے۔ اور سواک کرنے کے وقت دانتوں کے گناہوں سے توبہ کرے۔ اور کلی کے وقت ہونٹوں اور زبان کے گناہوں سے اور ناک میں پانی ڈالنے کے وقت ناک کے گناہوں سے توبہ کرے۔ اور منہ دھونے کے وقت غیر کی طرف توجہ کرنے اور آنکھوں کے گناہ سے توبہ کرے اور ہاتھوں کے دھونے کے وقت قتل کرنے اور چوری اور رشوت ستمانی اور خیانت اور نامحرم کو ہاتھ لگانے اور محرمات کو کپڑے اور مومن کو ایذا دینے سے توبہ کرے۔ مومن کو ایذا دینا خواہ ہاتھ سے ہو یا ہاتھ کے سوا۔ اور تمام سر کے مسح کے وقت وہی تباہی تغیرات سے توبہ کرے۔ خواہ نکرذات میں ہو یا صفات وغیرہ میں وہ سب معرفت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور کانوں کے مسح کے وقت نامشرع باتوں کے سننے سے توبہ کرے اور پاؤں دھونے کے وقت ان گناہوں سے توبہ کرے۔ جو چلنے کے ساتھ متعلق ہیں۔ اور دین میں ثابت رہنا مانگے۔ اور اسی طرح ہر جوڑے کے دھونے میں گناہوں سے توبہ اور مامور کی توفیق کی طلب کا لحاظ رکھے۔ اور یہ وعادہ ثورہ جس کا وضو کے آخر میں پڑھنا ثابت ہوا ہے۔ اسی طریق کی طرح راستہ بتاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ  
اے الہی کر مجھ کو توبہ کرنے والوں سے اور کر مجھ کو پاک حاصل کرنے والوں سے۔

جب نماز کے لئے جاوے تو خیال کرے۔ کہ مناجات کے لئے اپنے مالک کے سامنے جاتا ہوں۔ اور میں اس سے پہلے حضور سے فرما تھا۔ اور اب اس نے اذان کے ساتھ کو کئی دیکھا اور اس کی طرف بلانے والی ہے۔ اپنی مہربانی کے ساتھ طلب کیا اور بلا مشقت اور کسی دربان کی منت اور دکات کے سوا طلب فرمایا۔ کہ خود بخود ہماری جناب میں آکر عرض کرے بروا سجدہ بجز تینہ یا چھ تینہ غرض عین اور نیت میں اختصار کرے یعنی مثلاً یہ خیال کرے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ فَرَسٌ فَاَنْظِرْ لِّیْ فَرَسًا یُّقَدِّمُ عَلَیْهِ اَمَامُ اور دل کی نیت کو الفاظاً فرض فرماتے تھے۔ اور زبان کی نیت کو بدعت اور امام ربانی علیہ الرحمۃ کی رائے بھی یہی ہے۔



اور مذہب کی شرح کبیری میں لکھا ہے کہ زبانی نیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوئی۔ نہ صحیح طریق اور نہ ضعیف طریق سے اور نہ صحابہ سے ثابت ہوئی اور نہ ائمہ اربعہ سے اسی طرح ہے مفتاح الصلوٰۃ میں اور کبیر سے آدمی نماز میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسے سلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ چاہئے کہ اپنی نیت کو جمع کر کے آپ کو اور باقی ماسوی اللہ کو اللہ تعالیٰ کی کبریاائی کے تحت میں ذانی جان کر اللہ اکبر کہے۔ اور کانوں تک ہاتھ اٹھاوے اور فرماتے تھے کہ ہاتھ بندھنے کے وقت ایسا سمجھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سرگوشی کہنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اور میرا سارا بدن عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے۔ پھر معنوں کا خیال کر کے ٹاپڑھے اور خطابوں سے لذت اٹھا لے اس طرح کہ میں اپنے مالک سے باتیں کرتا ہوں جب مُنْعِنُكَ اللّٰهُ تَعَالٰی کہے تو یہ سمجھے کہ اس کی ذات جمیع شیون سے منزہ اور مقدس ہے اور وحید نہ کہنے کے وقت یہ سمجھے کہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات شہوت پر تعریف کرتا ہوں۔ اور حُبِّ وَتَبَارُکَ اَشْمٰکَ کہے تو یہ سمجھے کہ میں اس کے نام کو مبارک جانتا ہوں۔ اور وَتَعَالٰی جَدُّکَ کہنے کے وقت اس کی ذات کو بلند سمجھے اور لَا اِلٰهَ غَیْرُکَ سے یہ سمجھے کہ میں اس کی عبادت میں خلص ہوں۔ اور اس کے سوا کوئی اس لائق نہیں ہے جس کی عبادت کی جائے۔ پھر اعوذ پڑھ کر حاسد رحیم سے پناہ پڑے۔ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر رکعت حاصل کرے۔ اور اَللّٰهُمَّ اِنِّیْکَ اَشْکُرُکَ دریا میں داخل ہو جائے اور رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہنے کے وقت یہ سمجھے کہ مجھ کو اور میرے آباؤ اجداد و جمیع مخلوقات کو اس کی تربیت شامل ہے۔ اور اس کی ربوبیت کے شان کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اور الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہہ کر اس کی عام رحمت اس کی رحمت خاصہ کا اُمیدوار بنے اور مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہنے کے وقت اپنے اعمال پر چراغ اٹھانے سے فہمے۔ اور دَبَّاکَ تَخَذُّوْا یَا کَافِرِیْنَ کہہ کر اپنا خلاص ظاہر کرے اور مخلوق اور دنیا اور شیطان اور نفس سے جو سیدھی راہ سے کھینچ لینے میں اِھْذٰرًا لِّیْضَرَکُمْ اَلَمْ تَفْقَہُوْا کہہ کر فہم دکرے۔ اور مَغْضُوْبٍ سے بغیر اور صَدِیْقٍ اور شہید اور نیک شخصوں کو مراد رکھے اور مَغْضُوْبٍ علیہ جینے سے وہ لوگ مراد رکھے جو ہدایت کی استعداد نہیں رکھتے۔ اور ضَالِّیْنَ سے وہ مراد رکھے جو باوجود استعداد کے گمراہ ہیں اور اُمِّیْنَ کے ساتھ سوال مذکور کی تاکید چاہئے۔ یعنی فاتحہ۔ کتاب میں جو صفیں شمار کرتا ہے۔ ان کے شمار کے وقت ایسا خیال کرے کہ جیسے فقیر سخی کے دروازے پر اس کی سخاوت کی صفیں بیان کرتا ہے۔ اس خیال سے کہ اس صفت سے مجھ کو فائدہ مند کرے۔ اسی طرح میں اس کی

عنایت کا اُمیدوار ہوں۔ اور دل کا کاسہ ہاتھ میں لیکر اللہ تعالیٰ کی صفوں کا شمار کرتا ہوں اسی طرح معنوں کا خیال کر کے فاتحہ کے ساتھ ایک سورت ملا لے۔ اور اللہ اکبر کہے یعنی یوں خیال کرے کہ یہ میرا کھڑا ہونا کس کی کبریاائی کے لائق ہے۔ اور بیٹھ پڑی کر کے کھڑا ہوں اس کے حکموں کو قبول کرینگے لئے اور شُبْحَانَ رَبِّیْ الْعَظِیْمِ کہنے میں اللہ کی عظمت کا لحاظ کرے اور اس کو بار بار پڑھے تاکہ جمعیت ہو جائے یعنی اس حدیث میں جو پاؤں کی طرح ہے اس کی عظمت سے ذوق اٹھا لے۔ اور شُبْحَانَ رَبِّیْ الْعَظِیْمِ کہہ کر لذت اٹھا لے۔ اور قوسہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اقرار جو میں نے تشریہ اور عظمت کے ساتھ کیا۔ استقامت رکھتا ہوں۔ اور چونکہ اس کی عظمت پر حمد کرنے کے لئے حق سے اپنے آپ کو قاصر سمجھتا ہے اب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَ کہہ کر اُمیدوار ہو جائے یعنی سنتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کی دعا جو اس کی تعریف کرتا ہے۔ اگر اس کی عظمت کے لائق تعریف کرنا محال ہے پھر کہے رَبَّنَا کَانَ لَکَ الْحَمْدُ اور اللہ اکبر سجدہ میں جائے۔ اور یہ خیال کرے کہ جیسے غلام اپنے مالک کی قدوسی کے لئے رگڑ جاتا ہے۔ اور اس کے قدم چوم لیتا ہے۔ میں اپنے مالک بچوں و بچوں کے آگے سجدہ میں جاتا ہوں اور سجدہ کرنے کے ساتھ جو نفس کو ایک قسم کا فخر آجاتا ہے۔ کہ میں نے عبادت کا حق ادا کر لیا اس کے دور کرنے کے لئے کہے شُبْحَانَ رَبِّیْ اِلَّا عَلٰی یعنی میرا مالک اس سے برتر ہے۔ کہ اس کی عبادت کا حق ایک سجدہ کے ساتھ ادا ہو جاوے۔ اور اسی خیال کے دفع کرنے کے لئے اول اور آخر میں تکبیر کہے اور اس کی کبریاائی اور بلندی کو یاد کرے پھر جلسہ میں بیٹھے اس خیال سے کہ حضور کی حدیث سے ہوش باختر ہو گئے۔ ارشاد ہوا کہ اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر عرض کرو۔ یہ عاجز و دوسری بار بار گاہ آہی کی عالی شانی دیکھ کر سجدہ میں مشغول ہو۔ اور قعدہ میں یہ خیال کرے کہ بیٹھنے کی اجازت پائی میں نے اور معنوں کا خیال کر کے اَلْحَمْدُ پڑھے۔ اور چونکہ اس کچھری میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل حاضر ہوا ہے۔ اس لئے آپ پر درود پڑھنا ضروری ہے۔ اور رخصت کے وقت اپنے اور اور صاحب حقوق کے لئے دعا کر کے بخش مانگے۔ اور سلام کہے اَلَسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اس لئے کہ مناجات کے لئے غائب تھا۔ اب کہ حاضرین کی ملاقات کا وقت آیا۔ تو ان کو اور فرشتوں کو سلام کہے۔ پھر پاکم وکاسٹ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَهَذَا السَّلَامُ سَازِکَتُکَ یَا یعنی ابھی دسب نقصانوں سے پاک اور سب عیوب کی بری ہے۔



ذَا الْجَحَدِ وَالْكَرَامِ  
اور تو ہی سب برائیوں اور بلاؤں سے بچا سکتا ہے تو بابرکت  
ہے اسے قوت اور جرأت دے۔

پھر یہ دعا پڑھے جس کے پڑھنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذہ کو ارشاد فرمایا۔  
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ذَلِکَ وَ شَکِیْرَکَ وَ  
یعنی اسی میری مدد کر کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں۔  
اور تیری عبادت اچھی طرح کروں۔

پھر آیت الکرسی اور سورہ اخلاص اور مودعین ایک ایک بار پڑھے اور زمین بارگشتہ فرمائیے  
اور تیس بار سبحان اللہ اور تیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر اور ایک بار کلمہ توحید یعنی  
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِنَّہٗ اَنَّہُ  
یعنی نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق اللہ تعالیٰ کے سوا  
وَلَہٗ الْخَلْقُ وَ لَہٗ الْحُیَیْہُ وَ لَہٗ الْمَمَلٰتُ  
جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہ ہر چیز کا  
اور اس کلمہ توحید کو صبح شام کے بعد دس دس بار پڑھے اور یہ اور اوصیج حدیثوں کے  
ساتھ حصہ حصہ اور اذکار نووی وغیرہ میں ثابت ہیں۔ اور اسی قدر مختصر لکھا گیا جو مبتدی  
کے مناسب حال تھا۔ اور حضور کے لئے بعض شغل بختی ہونے کے میں مبتدی کی طبیعت ان سے  
پریشان ہو جاتی ہے۔

مَنْ لَمْ یَدْرِ لَمْ یَدْرِ  
یعنی جو شخص مزہ نہیں چکھتا وہ نہیں جانتا۔

اور فرماتے تھے کہ دین کی چار اصل ہیں۔ ایک طہارت اور دوسری فروتنی تیسری عدالت  
چوتھی جوانمردی۔ عدالت کے لئے قاضی شہداء اللہ پانی تہی کی کتاب حقیقۃ الاسلام کو پسند فرماتے  
تھے۔ اور فرماتے تھے کہ انسان جن کاموں پیدا کیا گیا ہے۔ وہ بھی چار قسم سے باہر نہیں ہیں۔  
ایک نعم کی محبت۔ دوسری سخی کی محبت۔ تیسری بے پرواہی کی محبت چوتھی صاحب کمال کی محبت  
اور چونکہ سب غائب ہونے افعال طبیعیہ کے نفس امارہ پر فطرت صحیحہ ظلمانی ہو گئی ہے اس لئے  
قرآن مجید اس فطرت کے بیان کرنے کے لئے نازل فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ ان چار گناہ محبتوں کو  
ایک ذات پاک کی طرف جو ان صفاتوں کا مجمع ہے مختلف طریقوں کے ساتھ بھیجتا ہے کبھی  
اپنے انعام یاد دلا کر اور کبھی اپنا صمد ہونا بیان کر کر اور کبھی اپنا کمال ظاہر کر کر اور زمین پر دے ہیں  
جو اس راہ سے روکتے ہیں۔ طبیعت کا پردہ۔ رسم کا پردہ اور جہالت کا پردہ اور فرماتے تھے

کہ تذکیر الاخوان کا نسخہ جو تقویت الایمان کا دوسرا باب ہے۔ رسوم نامشرعہ کی جڑ کاٹنے کے لئے کافی ہے  
اور حصہ حصہ کی دعاؤں کا استعمال انی اور فرماتے تھے۔ رسم وہ کام ہے جو شرعی دلیل کے سوا رواج پا  
جائے۔ اور طبیعت کے پردہ کے لئے امام حجۃ الاسلام کی کتاب میں جیسے احیاء العلوم اور کیا ہے  
سعادت پسند کرتے تھے۔ اور سید معرفت کے ہنرے کا علاج توحید کی کتاب میں ہیں۔ اور فرماتے تھے کہ دین میں تحریف  
واقع ہونے کے فوسبب ہیں۔ ایک سستی ہے دوسرے روایت نہ کرنا پتے دین دے اور سلف  
کی تابعداری نہ کرنا تیسرے منکرات کا پھیلنا چوتھے علم والوں کا حق کہنے سے چپ کر جانا اور دہاں سے  
ہجرت نہ کرنا پانچواں تعمق۔ چھٹا تشدد ساتواں بلا دلیل شرعی کسی کام کو اچھا سمجھنا آٹھواں رسوم  
کی تابعداری کرنا نواں ایک دین کا دوسرے دین میں مل جانا۔ اور فرماتے تھے۔ جو کام کہ شرعیات میں  
ضروری ہے۔ اور شریعت کے بہت حکموں کا اس پر مدار ہے۔ اور وہ سبب ہے جنہوں نے مغربیہ کے اٹھاٹھنے  
کا یہ ہے۔ کہ جن کاموں سے شرع نے روکا ہے۔ ان کے وسیلوں کو بند کیا جائے۔ اور جن کاموں کا  
شرع نے حکم دیا ہے۔ ان کے وسیلوں کو رواج دیا جائے۔ اور فرماتے تھے کہ دین اسلام میں مراتب کی گنجائی  
ہے۔ ہر وقت میں کیا تعلیم میں اور کیا تعلم وغیرہ میں اور فرماتے تھے عبادت پر اس حیثیت سے کہ وہ  
عبادت ہے اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ اور فرماتے تھے۔

مَنْ قَسَمَ بِالْقُرْآنِ بِرَأْسِهِ فَمَا لَمْ یَفْعَلْ بِمَا فَرَغَ مِنْہُ فَهُوَ کَاذِبٌ  
جس نے قرآن کی قسم اپنے سر کے ساتھ کی۔ وہ بناوے  
مَنْ قَسَمَ بِالْقُرْآنِ بِرَأْسِهِ فَمَا لَمْ یَفْعَلْ بِمَا فَرَغَ مِنْہُ فَهُوَ کَاذِبٌ

یہ وعید اس شخص کے حق میں ہے جو بدوین واقف ہونے کے لخت پر اور شرح غریب اور اسباب  
نزول پر بقدر ضرورت کے اور بدوین واقف ہونے ناسخ اور منسوخ کے اور آثار صحابہ اور تابعین  
کے تفسیر کرے۔ اور فرماتے تھے فرقہ ناجیہ اور فرقہ ضالہ میں ماہ الامتیا یہ امر ہے کہ فرقہ ناجیہ ظاہر  
نصیب پر اور اس دلالت اور اشارت پر کہ ظاہر نص کے حکم میں ہے عمل کرتے ہیں۔ اور جوہر صحابہ  
کے طریق کو اپنا معمول بن قرار کرتے ہیں۔ بخلاف باقی گمراہ فرقوں کے اور فرماتے تھے جس قول اور فعل کا  
باد و سبب کے موجود ہونے اور مانع کے نہ ہونے کے قرون ثلاثہ میں رواج نہیں ہوا اس قول  
کا اور اس فعل کا اور اس کے نظیر کا تو وہ بدعت ہے۔ اور یہ قاعدہ ایسا حکم الاساس ہے۔  
جو مقدم ہے قیاس کے سببوں پر اور سابق ہے سب عموم اور اطلاقات پر اور اکھیر نے والا ہے۔



ساری باتوں کو اور فرماتے تھے۔ وہ کام جس کی طرف شیخ کے کاموں میں کوئی کام محتاج ہو اگرچہ وہ قرونِ ثلثہ کے بعد ظاہر ہووے بدعت نہیں ہے۔ بلکہ اسے شرعی کام کے حکم میں ہے اور فرماتے تھے۔ آخری وصیت جو حبیب اللہ قدس ہاری علیہ الرحمۃ نے منجھ کو کی۔ یہ تھی۔

اِذَا رَأَيْتَ شَيْئًا مَطَاعًا وَهَوًى مُّتَّبِعًا  
وَالْعَجَابُ كُلُّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ قَعَلِيكَ  
بِنَفْسِكَ وَدَعِ امْرَأَ الْعَسَا مَتَدَّ  
یعنی جب تو دیکھے کہ بخل کے لوگ تابع رہیں اور غرضوں کے پیرو اور ہر ایک شخص اپنی عقل پر فریفتہ ہے تو تو اپنی جان کو بچا اور لوگوں کے کام کو چھوڑ۔

اور فرماتے تھے۔ کہ فجر کی نماز کے بعد میں نے رب العالمین کو خواب میں دیکھا کہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت اور اس کے بہت دور کرنے کے ساتھ ارشاد فرماتے ہیں اور اس سورۃ کی فضیلت میں جس قدر حدیثیں ہیں۔ ان سب کو لکھ کر میرے سامنے رکھ دیا۔ اور یہ واقعہ ایک سو اوکا ہے۔ اور سکندر پور کے باغ میں جو ہزارہ کے علاقہ میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فجر کی نماز کے بعد یہ الفاظ ہوا کہ ایمان کی لذت حاصل نہیں ہوتی جب تک ظالموں کی طرف مائل ہونے سے پرہیز نہ کیا جائے یعنی اس آیت کریمہ کا مضمون الہام ہوا۔

وَلَا تَسْأَلُوا إِلَى الَّذِينَ يَكْفُرُوا فَيَسْأَلُوا لَكُمْ اَسْمَاءَ الْاَشْرَارِ  
اور نہ بھوکھوں ان کی جو ظالم ہیں پھر لگے کہ کوئی نام۔

اور ظالم کی تعریف ان لفظوں سے معلوم کرانی۔

وَالظَّالِمُونَ هُمُ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ  
یعنی ظالم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشادوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور باز نہیں آتے۔

اور جن لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔ ان کو اس مضمون کے ساتھ آگاہ کیا۔

وَاصْبِرْ لِنَفْسِكَ مِنَ الَّذِينَ يَقُولُونَ  
اور شہر اپنے نفس کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح شام جانتے ہیں رضامندی اس کی۔

اور فرماتے تھے کہ الہام ہوا۔

فَاِذَا قَرَأْتَ نَافَاً فَاَتَّبِعْ مِثْلَ مَا نَفَخَ  
مَقْرُوءًا وَمِنْ مِثْلِهِ  
پھر جب ہم پڑھیں گے تو ساتھ وہ اس کے پڑھنے کے پھر مقروء ہوا وہ ہے اس کو کھل پانا۔

یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے۔ اس کے لفظ یاد رکھو۔ اور اس کا بیان کرنا اور تفسیر ہمارا ذمہ ہے

اور فرماتے تھے الہام ہوا۔

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَلَا يَفْهَمُ  
یعنی ایسا شخص کہ ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے۔

اور یہ بھی الہام ہوا کہ ہمیشہ بدل خود مطالعہ کردہ باش مبادا کہ دور تے ازما سوتے بنشیند  
یعنی ہمیشہ اپنے دل میں بھجائکتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کدورت ہٹیج جاوے۔  
اور شہر دلی میں یہ الہام ہوا۔

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ سَيِّئَاتِهِمْ إِلَى مَا مَنَّتَ اللَّهُ  
یعنی اور مت ہچیدا اپنی آنکھیں طرف اس کی کہ فائدہ دیا  
بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَتَحْفَافًا خَالِقِينَ  
ہم نے ساتھ اس کے بھانجنا بھانجنا لوگوں کو زندگانی دنیا کی نازگی سے۔

اور باغ سکندر یہ میں یہ الہام ہوا۔

قُلْ لِرَبِّكَ وَاجِدٌ وَأُولَئِكَ أَتَّبَعُ  
یعنی کہہ دے اپنی بی بیوں اور اولاد اور تابع رہوں کہ کہہ کرے  
قُومُوا لِلَّهِ قَانَسِينَ  
ہر جہاز اللہ کے لئے تابع رہ کر۔

اور اس کے آخر میں یہ الہام ہوا۔

أَنَا عَبْدُكَ وَأَتَّبِعُكَ فَمَا تَحْزَنْ  
یعنی میں تیرا مددگار ہوں تو غم نہ کھا۔  
اور یہ بھی الہام ہوا۔

وَلَا تَنْفَسْ مَا آوَدَعْتُ فِي قَدْحِكَ فَإِنَّ  
یعنی جو تیرا برادر و فکر قرآن کا تیرے دل میں ڈال دیا ہے۔  
رُؤْيَا الْمُؤْمِنِينَ خَيْرٌ مِّنْ رَّسَدٍ وَآزْجَعِينَ  
اُس کو مت بھول کیونکہ مومن کا خواب ایک حد ہے  
خَيْرٌ مِّنْ الْغَبَقَاتِ  
خیر کے چھایا میں حقوں میں ہے۔

اور فرماتے تھے۔ دلی میں یہ الہام ہوا۔

وَلَا تَقْطِعْ مَنَ آخِظْنَا قَلْبَ سَكَنٍ فِي كَرْنَا  
اور فرما ہر داری نہ کر اس شخص کی جو غافل کیا ہم نے  
وَاتَّبِعْ هَوَاةً وَكَانَ آمُرُهُ حَسْرَةً  
اُس کے دل کو اپنی یاد سے اور پیچھے چلا اپنی خواہش کے  
اور ہے کام اُس کا حد سے بڑا ہوا۔

یعنی غافلوں کی غفلت میں پیروی نہ کر۔ اور یہ بھی القا ہوا۔

كُنْ فِي النَّاسِ كَأَحَدِهِمْ فَيَنْتَابِسُ  
یعنی ہو تو لوگوں میں جیسے دوسرے لوگ ہیں۔



اور القا ہوا اگر دلتے غفلت شد تدارک آن وقت دیگر لازم است یعنی اگر ایک وقت غفلت ہو جاوے تو دوسرے وقت میں اس کا تدارک لازم ہے۔ اور فرماتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے  
 اِذَا رَأَيْتَ شَيْخًا مُّطَاعًا وَهُوَ مُتَذَكِّرٌ بِعَيْنِي جَبَّ تَوَكُّعِي بِخَلِّ كَلِّ تَابَعِي كَلِّ بَوْنِي وَنَوَافِسِي  
 وَلَا تَجْعَلْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَأْيِي بِرَأْيِهِ تَعَلَّلْ كَلِّ بَرِيءِي كَلِّ بَوْنِي وَنَوَافِسِي كَلِّ بَرِيءِي كَلِّ بَرِيءِي كَلِّ بَرِيءِي  
 رَأْيِي كَلِّ بَرِيءِي كَلِّ بَرِيءِي كَلِّ بَرِيءِي كَلِّ بَرِيءِي كَلِّ بَرِيءِي كَلِّ بَرِيءِي كَلِّ بَرِيءِي كَلِّ بَرِيءِي كَلِّ بَرِيءِي

پس اس حدیث میں اور آیت کریمہ  
 وَأَمَّا بِالْعَزَافِ فَإِنَّهُ عَنِ الْمُنْكَرِ  
 یعنی حکم کرنا ہے بھلائی کے اور منع کرنا بری بات سے۔  
 میں تطبیق اس طرح ممکن ہے۔ کہ جب یقین ہو جاوے۔ کہ مخلوقات راہ پر نہیں آتی۔ اور مجھ کو  
 بھی راہ سے کھینچتے ہیں۔ اور اندھیرے هجوم کرتے ہیں۔ تو اس وقت تنہائی اور گوشہ نشینی  
 بہتر ہے۔ اور اگر جانتا ہے۔ کہ میرا فائدہ ان کو پہنچتا ہے مجھ کو ان کا ضرر نہیں پہنچتا تو اس  
 وقت امر معروف اور لوگوں میں ملامت دینا بہتر ہے۔ اور فرماتے تھے۔ وہ شغل اور مقام اور مرتبہ  
 کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرے۔ وہ استدراج ہے۔ اور گمراہی اور فرماتے تھے۔ یتیم  
 بار الہام ہوا۔

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ  
 اسْتَطَاعَ إِلَيْكَ سَبِيلًا  
 اور دوسلے اللہ کے ہے اور لوگوں کے حج کرنا بیت اللہ  
 کا جو طاقت رکھے طرف اس کی راہ کی۔

اور فرماتے تھے۔ الہام ہوا۔  
 وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ وَجْبَكَ فَتَرْضَى  
 یعنی اور البتہ جلدی دیگا تجھ کو رب تیرا پھر خوش ہو جاوے گا  
 اور فرماتے تھے الہام ہوا۔

اَلَمْ تَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ  
 یعنی کیا نہیں کھلا ہم نے سینہ تیرا۔  
 اور وہی میں جو صدر کھل گیا تھا۔ اور ہر ایک نے وہاں سے نکھن چاہا۔ تو فرماتے لگے۔ کہ  
 ہم تو نہیں جانتے۔ جو ہونا چاہو جو دیگا۔ شاید کہ یہ اللہ تعالیٰ کا امتحان ہو اور امتحان کے وقت  
 یا تو آدمی عزیز ہو جاتا ہے۔ یا ذلیل۔ ان دونوں میں آپ بیمار تھے۔ اپنی جگہ پر بیٹھے فرماتے تھے  
 کہ یہ فتنوں کے دن ہیں۔ ہر ایک شخص کو تو پہرنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا لازم ہے اور پہرنا

تجدید تو بکار شاد فرماتے۔ اور ان دنوں میں نجم الدین کبریٰ کی آپ نے حکایت بیان فرمائی  
 کہ فتنوں کے دنوں میں انہوں نے اپنے مریدوں کو رخصت کر دیا۔ کہ اپنے اپنے وطنوں  
 میں چلے جاؤ۔ مریدوں نے عرض کیا۔ کہ ہم آپ کی سواری کے لئے گد بولاویں۔ فرمایا ہم  
 تو نہیں جاتے۔ پس وہاں ہی شہادت کے ساتھ مشرف ہوئے۔ اور عید فطر کے بعد فقیر جو  
 گھر کی طرف رخصت ہوا۔ تو لاہوری دروازہ کے باہر آکر شاہد رہے تک تشریف لائے شہر سے  
 نکلے وقت ایک سفاپانی کی مشاک بھر کر شہر کے اندر داخل ہوتا ہوا ہم کو ملا تھا میں نے عرض کی  
 کہ اس قسم کا فاعول بھی سنوں ہے یا صرت بات سن کر فرمایا۔ غالباً یہ بھی جائز ہوگا اور رخصت  
 کے وقت میں نے وصیت طلب کی فرمایا

اَوْحَيْتُكَ بِتَقْوَى اللَّهِ  
 یعنی تجھ کو وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی  
 ایک معتبر آدمی سے منقول ہے۔ کہ عین ہنگامہ غدیر میں جو لوگ اپنا تفرقہ اور اسباب  
 کے نقصان اور خیال کے خراب ہونے کی حکایت کرتے۔ اور ہر آدمی اندیشہ کرتا۔ اور کوئی  
 تدبیر کرتا فرماتے مجھ کو تو ایک فکر ہے۔ کہ ایسا نہ ہو کہ اپنے ناک کی یاد کے بغیر جان جان  
 آفرین کے حوالہ کروں۔ اور غفلت میں روح اڑ جاوے۔ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ کے  
 محبوبوں کا معاملہ ہی اور ہے۔

علی الصبح کہ مردم بکار و بار و روزہ  
 بلاکشان محبت بکوئے یار و روزہ  
 ایک شخص کو میں نے لاہور میں ترغیب دیکر بھیجا۔ اس شخص کو آپ نے اپنی صحبت کے  
 بیاتھ مشرف کرنے کا اشارہ کیا۔ وہ چلے بہانے بنائے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ عہد اللہ مرغی بہت  
 ہر گاہ خواہد پرید ہر کس دست خواہد مالید یعنی عہد اللہ ایک پرند کی طرح ہے جب اڑ جائیگا تو ہر ایک  
 شخص افسوس کے ہاتھ ملتا رہ جائیگا۔ سبحان اللہ آپ کی اس بات کے نہ ناک پہنچنا ہر ایک  
 شخص کو دشوار ہے۔ بلکہ بعض نامفہوم کو یہ بات آپ کی ناگوار معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت  
 میں یہ ایسی بات ہے۔ جو سونے کے پانی کے ساتھ لکھنی چاہیے۔

ہر دو عالم قصبے خود گفست  
 نرغ بالا کن کہ ارزانی ہمنوز  
 سکندر پور کے باغ میں آپ نے ایک دن فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عنایت کے ساتھ



اس عاجز کے دل میں یہ القاف فرمایا ہے اور مقصود غالی کا راہ دکھایا ہے کہ ملت اسلام بلکہ سب پاک  
 دینوں میں صبر جیسا اور کوئی کام نہیں ہے آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ آیات میں اپنی محبت  
 کو صبر کرنے والوں کے ساتھ مختص فرمایا۔ اور صلوات اور رحمت اور ہدایت یابی کو صبر کے ساتھ باندھ  
 دیا۔ انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کا پر توہ جو وہ پہلے پچھلے گناہوں کا معافی ہو جانا  
 ہے صبر کرنے والوں پر ڈالا۔ پس اس سعادت کے حاصل ہونے کے لئے اس حدیث کو نظر رکھنا چاہیے  
 کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّكَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِدٌ لِّیَعْنِیْ رُءُوفًا عَلٰی سَافِرٍ طَلَبَ یَا جَبَّیْ رَاہُ گُزُرْ اور شہر کر  
 سَجِیْلٌ وَّعَدَدَ نَفْسِكَ مِیْنَ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ اپنے نفس کو قبر والوں میں سے۔  
 کیونکہ یہ حدیث طول اہل کی جڑ کاٹنے کے لئے کافی علاج ہے۔ اور ایک دوسری حدیث کو اس  
 کے ساتھ ملا لینا چاہئے۔ جو یہ ہے۔

مَا لَیْ وَاَقْبَلُ نِیَا وَمَا قَا وَالدُّنْیَا اِلَّا کَرَّ اِلَکَ یعنی مجھ کو دنیا سے کیا علائقہ میری اور دنیا کی تو ایسی مثال  
 اَمْسَطَلَتْ تَحْتَ تَجْحُجَّةٍ نَدَا وَرَاحٍ وَتَحْتِیْ کَیْہَا ہے جیسے سارکس نے آرام کیا ایک درخت کے نیچے پھر چوڑا  
 اور اس درخت کو چھوڑ دیا۔

پس رہنے کا سبب مسافر کو بنانا نہیں چاہئے۔ اور کوچ کرنے کے سبب کی تیاری میں مشغول رہنا  
 چاہئے۔ ماوراء دو نوں آیتوں کے مضمون کو زیر نظر رکھنا چاہئے۔

اِسْتَعْمَلُوا اَلْحَبْلَ الَّذِیْ تَلْکُمَا اَنْزَلْنَاکَ یعنی دنیا کے نیچے کی وہی کمان ہے جسے ہم نے ہانی امانا  
 مِیْنَ السَّمَآءِ فَاَخْتَلَطَ بِہَا نَبَاتُ الْاَرْضِ اِسْلَام سے پھر نکلنے سے لے کر زمین کی رکھنا  
 مِیْنًا یَا کُلُّ النَّاسِ وَاَنْتُمْ کُنْتُمْ اِذَا اَخَذْتُمُ اَرْحَیْ اور چاروں طرف سے ایک کو جب پڑے زمین نے چمک۔ اور آرمہ  
 اَرْحَیْ رَحْمَہُ فَاِذَا رَیْتُمْ وَاَنْتُمْ اَهْلَاکَ ہوئی اور گمان کیا زمین والوں نے آخر آیت تک۔  
 رَاَعَمُوا اَلْمَدَیْنِیْنَ الَّذِیْنَ تَلْکُمَا اَنْزَلْنَاکَ اَلْحَبْلَ الَّذِیْ تَلْکُمَا اَنْزَلْنَاکَ اَلْحَبْلَ الَّذِیْ تَلْکُمَا اَنْزَلْنَاکَ  
 وَاَنْتُمْ کُنْتُمْ اِذَا اَخَذْتُمُ اَرْحَیْ رَحْمَہُ فَاِذَا رَیْتُمْ وَاَنْتُمْ اَهْلَاکَ اَلْحَبْلَ الَّذِیْ تَلْکُمَا اَنْزَلْنَاکَ اَلْحَبْلَ الَّذِیْ تَلْکُمَا اَنْزَلْنَاکَ  
 اَلْحَبْلَ الَّذِیْ تَلْکُمَا اَنْزَلْنَاکَ اَلْحَبْلَ الَّذِیْ تَلْکُمَا اَنْزَلْنَاکَ اَلْحَبْلَ الَّذِیْ تَلْکُمَا اَنْزَلْنَاکَ اَلْحَبْلَ الَّذِیْ تَلْکُمَا اَنْزَلْنَاکَ

جب ماسوائے اللہ سے اعراض نظر آنے لگے تو اس کے شکر میں مشغول ہو دے۔  
 وَاَشْكُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِنَاہُ تَعْبُدُوْنَ یعنی اور شکر کرو اللہ تعالیٰ کا اگر تم کسی کی بندگی کرتے۔

پس شکر اور صبر کے جمع کرنے میں تمام دین حاصل ہو جاتا ہے۔

فَاَلْهَمْنَاهُمَا الْخَبْرَ وَهَذَا لَقَوْلُہَا کُنْ اَفْلَحَ یعنی پھر چوڑی اس کو پرائی اس کی اور ہر چیز گاری اس  
 مِّنْ زُلْمَہَا وَکُنْ خَابَ مِّنْ دَشْجَہَا کی کی۔ مراد کو پہنچا جس نے اس کو سنو اور نامراد ہوا  
 جس نے اس کو خاک میں ڈالا۔

فجور اور لغوی کے الہام کے بعد نفس کی خلاصی اس کے پاک کرنے میں ہے صبر اور شکر کے  
 ساتھ جیسا کہ ناشکری کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا یعنی جھٹلایا ثمود نے صالح علیہ السلام کو بسبب کثرت اپنی کے۔  
 اِسْ سَعَادَتِ عِظْمٰی کے حاصل ہونے کے بعد یہ غوث ہوتا ہے۔ کہ سالک فخر میں نہ آجائے اس کا  
 علاج یہ ہے کہ آیت

اَلَا اِلَہَ اِلَّا ہُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا یعنی نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا پھر بنا ہی کو کارساز  
 کے مضمون میں غور کرے۔ اور ہر چند ماسوائے اللہ سے اعراض اور اللہ کے ذکر پر قدرت  
 ہو جاوے۔ پر یہ حالت اعتبار کے لائق نہیں ہے جب تک ظلم نہ چھوڑے کریم  
 اِنَّ اللّٰہَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ یعنی اللہ راہ نہیں دیتا ہے انصاف لوگوں کو  
 اور کریم

وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا یعنی اور نہیں زیادہ کرتا ظالموں کو مگر ٹٹا میں  
 یہ صاف مذکور ہے۔ اور ظلم سب ماسور چیزوں کے چھوڑنے اور نسیات کے استعمال کرنے کو  
 شامل ہے۔ اور ظلم کے چھوڑنے کے بعد بھی اگر ایمان کی لذت میں کوئی قصور دیکھے تو اس کا  
 سبب اس آیت سے سمجھے۔

وَلَا تُشْرَکْ بِاللّٰہِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسُکُمْ اَلَا اِنَّہُمْ ہُمْ شُرَکَآؤُکُمْ فَاَنْتُمْ بِہُمْ  
 جب تک ظالموں کی طرف مائل ہونے کو نہ چھوڑے تاہم اس راہ میں قدم نہیں لگایا۔  
 اور ان سب بیماریوں کا علاج اس آیت میں فرمایا۔

وَمَا یَلِی الْقُرْآنَ تَدْرِیْ یعنی اور کھول کھول کر پڑھ قرآن کو صحت۔  
 اور غرور کے علاج میں یہ الہام ہوا۔



فَلَا تُدْرِكُوا الْفَلَاسِفَ هُوَ اعْلَمُ مِنْ اَنْفِي سومت دو ادبی سہزادیوں نے جو کچھ چاہا۔  
 اور دو چیزوں کے بارے میں بہت کوشش فرماتے۔ حضور نماز کے باب میں اور کلام اللہ کے ذکر  
 کے باب میں۔ اور فرماتے تھے کہ الحمد للہ میرا بال بال قرآن مجید کی محبت سے بھرا ہوا ہے۔  
 اور کبھی کبھی لوگوں کی کشتی میں نظر فرما کر فرماتے۔ سبحان اللہ لوگ! اشعار غریبہ کو یاد کرتے ہیں۔  
 اور علوم فلاسفہ میں باریک بینیاں کرتے ہیں اور اللہ کی کلام کو پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے۔  
 پری نہفتہ رخ و دیو در کمر شمش و ناز بسوخت عقل ز حیرت کا نچہ بولاجی ت  
 اور میں اور میرا ادبی بھائی حیات گل جو کبھی کبھی حال کے مطابق فارسی شعر پڑھتے تو آپ  
 فرماتے کہ اس کے بعد جو حال کے مطابق بات کرو قرآن مجید سے کرو۔ اور تعجب کے وقت  
 بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے میں بہت کوشش فرماتے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ سنت صحابہ میں  
 جاری تھی۔ اور حدیث سے مرگئی ہے۔ پہلے پہلے جب ملاقات ہوتی تو کبھی کبھی کیلئے گل  
 میں عاشقانہ بیت سن کر لذت اٹھاتے۔ دوسری بار جو پھر ملاقات کا اتفاق ہوتا تو سننے  
 کے لئے قرآن مجید معین تھا۔ اور بیت سننے موقوف فرمادے تھے۔ اور فرماتے تھے میں نے  
 عہد کر لیا ہے کہ اپنے مالک کی کلام کے سوا کسی کی کلام کے ساتھ اپنے دل کو آرام نہ دوں گا۔  
 دہلی میں مولوی فخر الدین علی رحمۃ اللہ کے خاندان کے قوالوں میں سے ایک شخص نے آپ کی اجازت  
 کے سوا خوش آواز کے ساتھ ایک غزل پڑھی۔ بے ذوق ہو کر چپ چاپ رہے۔ اس کے جانے کے بعد  
 فرمایا۔ اس کی غزل نے کچھ لذت نہ دی۔ اور اسی غزلوں کا سننا قرآن مجید کی لذت کو کھینچ لیتا ہے  
 اور راستے میں امام ربانی کی قبر پر چوراہے سے تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے ہم گئے مولوی  
 صدر الدین سرمندی صاحب ایسی مزاروں پر جانے سے منع کرنے میں بہت مبالغہ فرماتے تھے کہ وہاں  
 یہ عات کا جوہم ہوتا ہے۔ جیسے گنبد اور چراغ وغیرہ اور ایسی مزار پر جانا جائز نہیں۔ جہاں یہ بدعتیں  
 موجود ہوں جیسے اس ولیمہ کی دعوت میں جانا جائز نہیں ہے۔ جہاں ڈھیل ڈھمکا ہو۔ جواب  
 میں آپ نے فرمایا یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے کہ ولیمہ میں تو وہی لوگ منہیات کے مرتکب  
 ہوتے ہیں جو صاحب ولیمہ ہیں اس لئے وہ زجر اور توبیخ کے لائق ہیں اور اس جگہ ان حضرات نے  
 تو لوگوں کو بدعتوں کا حکم نہیں دیا پس اپنے کو اس عذر کے ساتھ زیارت سے بٹانا اور ان کو

دعا کے فائدے سے محروم کرنا مناسب نہیں ہے۔ پھر وہاں گئے اور اس قدر کھڑے ہو کر دعا کی۔  
 کہ مجھ کو کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی۔ وہ ایسی حالت تھی جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔  
 لیکن چونکہ ان کی حالت کا پتہ نہ تھا اس لئے وہ برقرار رہا۔ اور سب حضرات کی مزاریں جیسے  
 خواجہ محمد زبیر اور خواجہ محمد معصوم وغیرہم نے دیکھیں اور کھڑے ہو کر دعائیں کہیں مگر خواجہ محمد حجۃ اللہ  
 کے روح پر قدرت سے فاصلہ پر تھا۔ نہ گئے۔ اس لئے کہ آپ بیمار تھے۔ دور سے دعا کی اور رستہ میں فرمایا  
 خدائی اللہ کی علامت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کے ساتھ کفایت کرے۔ اگرچہ وہ کس قدر  
 لذیذ ہو۔ اور یہ مطلب نہیں ہے کہ لذت والی چیزوں کی لذت نہیں آتی۔ اور فرماتے تھے کہ خود  
 جید اللہ فرماتے تھے کہ معیت کا مراقبہ مجھ کو سب مراقبوں سے پسند آتا ہے۔ اور فرماتے تھے کہ خود  
 کی طبیعت میں اس قدر انکسار غالب تھا کہ لوگوں کو تاثر کرتا تھا اور دہلی میں فرماتے تھے کہ خود  
 صاحب بانی عالموں میں سے تھے مولانا ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز وغیرہم اللہ تعالیٰ کی طرح  
 اور فرماتے تھے مجھ کو الہام ہوا تھا کہ دین کے مشکل مسئلوں کا ان سے استفسار کیا کرو یہاں تک  
 کہ مشکل اور صعوبت کہ دین میں پیش آتی اس کا میں ان سے سوال کروں اور آپ جواب دیتے اور ان  
 مسائل کا ایک مجموعہ بن گیا تھا۔ اور فرماتے تھے مجھے الہام ہوا ہے کہ قرآن مجید میں نکر کرنے کے  
 لئے نور الکبیر فی اصول التفسیر کو مطالعہ کیا کروں۔ اور کامل غزنی کے گردونگاہ کے صاحب علم شیخ  
 سے بے بہرہ تھے۔ اور ایک عمر انہوں نے عقلی فنون اور فلسفی دقیقوں میں برباد کی ہوئی تھی اور  
 بعضوں نے فقط فقہ کی طرح کی روایتیں طے لیل کی طرح جمع کی ہوئی تھیں اور دینی تحقیقوں سے  
 بالکل ناواقف تھے انہوں نے شورش کے ساتھ سر اٹھایا۔ اور جوش و خروش کے ساتھ جنگ  
 جہل کے لئے پیش آئے۔ اور تفسیر و تفصیل کے ساتھ زبان کو کھولا۔ اور ایک لشکر آپ کے سر پر  
 کھینچ لائے لیکن اس سبب سے کہ آپ کے خلص تابعداروں اور مریدوں کی ایک جماعت  
 سنت کے زندہ کرنے پر توفیق اور کثرت پر رئیس تھی اور مذاق ایمان کے ساتھ ذکر الہی کی جلالت چھو  
 چکی تھی۔ اور بعض غلبہ حال کی وجہ سے مجذوب ہو گئی تھی۔ اور بعض فنا کے مقام اور سلوک کے  
 مقامات کی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اور سنت سنید کی تابعداری اختیار کر چکی تھی یہ سب ان کے  
 مقابلہ کو تیار ہو گئے جب وہ مقابلہ نہ کر سکے۔ تو ناچار بھیج گئے اور دنا اور فریب اپنا



دستاویز شہر ابابیعنی امیر کو کہنے لگے کہ شخص امیر بننے کا دعویٰ رکھتا ہے۔ اور ملک گیری کا پختہ ارادہ رکھتا ہے۔  
 لہذا قاضی عبدالکریم جان کے کہنے کے موافق جو وہ آپ کے مریدوں میں سے ایک مرید تھا اور  
 عالم مدق اور ذی فنون اور زوجہ کامل تھا۔ امیر کابل کے پاس گئے۔ مجمع میں ملاؤں نے رنگارنگ  
 کی باتیں اور طرح طرح کے جتان آپ کے ذمہ لگائے۔ جو سب کے سب واپس ہوا۔ اس وقت تک شخص  
 بولا کہ یہ شخص رفع سبابہ کرتا ہے۔ امیر بولا ہم بھی رفع سبابہ کرتے ہیں وہ بدعاش بولا تو بھی برکتا ہے  
 آپ کا ہشیر و زاوہ قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں نے ان سے سنا ہے کہ کہتے تھے وہ ارادت کو میں مولانا  
 اسماعیل شہید کے حق میں رکھتا ہوں بازید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نہیں رکھتا امیر بولا چھوڑو  
 یہ کفر نہیں ہے۔ غرض ہر چند امیر کو معلوم تھا کہ یہ شخص سچا ہے لیکن علماء کے شورش سے ڈر کر  
 بولا کہ مصلحت یہی ہے کہ آپ یہاں سے نکل جاؤ۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اور فرماتے تھے کہ اس وقت مجھ  
 پر ایسی حالت طاری تھی کہ لوگ اللہ کی عظمت اور کبریائی کے سامنے مجھ کو خس و خاشاک کی طرح نظر  
 آتے تھے۔ اور اس مجلس میں اللہ اکبر کہنے کے سوا اور کوئی لفظ میری زبان پر جاری نہ تھا اور فرماتے  
 تھے جب میں اٹھنے کے لئے تیار ہوتا امیر کے ملازم کہتے تھے جاؤ یہاں تک کہ شورش کم ہو جائے  
 اور مخلوقات کا اس قدر جھوم تھا کہ قیاس میں نہیں آتا۔ وہ لوگ جس کو چارے مریدوں میں سے  
 دیکھ دیتے۔ اس کو مارتے۔ اور ایذا پہنچاتے۔ جب فقہ فرو ہو گیا ہم ہمراہ ہو کر جھوم سے نکل گئے ہیں  
 جاگے ملک سوار میں اغوی صاحب کے پاس پہنچے۔ جیسے مذکور ہو چکا۔ اور فرماتے تھے کہ صید بکے  
 دونوں میں بہت مصیبتیں جن کا آیت وَلَکِن کُنتُمْ فِیْ عہدہ دیا گیا ہے وار و ہوائی تھیں چنانچہ سواہ  
 میں بہت دن گزر گئے۔ کہ سب یار بھوکے تھے اور دشمنوں کا خوف ہر جگہ اس قدر تھا کہ سواہ قتل  
 کے دھچکے ڈھینکے۔ اور خیال کی تنگدستی اس قدر تھی کہ معاش کی کوئی وجہ مقرر نہ تھی اور کابل اور غزنی  
 کے ملاہاں سخت سخت پیغام بھیجتے تھے۔ کہ دیکھو بہت موقوف ہونے کے بعد تمہارا انتظام کرتے ہیں  
 ایک دفعہ ہزارہ میں کچھ خرچ اور کچھ نسخے کسی حدیث کی کتاب کے جوڑے شوق سے پیدا ہوئے  
 تھے۔ انہوں نے بھیجے وہ خرچ اور کتابیں خیمہ میں پہنچ کر لٹ گئیں جب خبر پہنچی تو فقیر بھی ہلکے ہوئے  
 تھا ہم بہت غمناک ہوئے۔ لیکن آپ کے دل پر جائے خیال میں ذرا بھی غم اور اندوہ نہ تھا۔ بلکہ اگر  
 کوئی حادثہ ذکر کیا جاتا۔ تو آپ کی طبیعت میں طال آجاتا۔ کہ اللہ جل جلالہ کی شکایت کرتے ہو اور

فرماتے تھے۔ بندے کو اپنی غزائش سے کیا کام کہ یہ کر یا وہ کرے تو خدائی دعویٰ ہے کہ کہے ایسا ایسا  
 چاہئے۔ اور صاف ظاہر اس پریت کو پسند کرتے تھے۔

فقہ آمینۃ باگل نہ علاج دل بہت بوسہ چند پر آمیز بدشنامی چند  
 اور فرماتے تھے کہ اگر رطافت کا شغل وسیلہ جان کر کرے تو جائز ہے اور اگر مقصود جہانے تو بڑت  
 ہے اور اسم ذات کی تلقین میں ان کا طریق تمام مشائخ کے طریق سے جدا تھا اور جوش بھی علیحدہ  
 خصوصاً لطیفہ صغریٰ بہت جوش کے ساتھ آتا۔ جب قلب کے لطیفے کا سبق دیتے تو فرماتے۔ کہ  
 اپنے دل کو ایک بیت کا ڈھیر خیال کر کے اسم ذات کو ریت کے ہر دانہ سے نکالو اور لطیفہ غالب  
 یعنی سلطان الذکر میں بھی آپ جدا طریق سکھاتے۔ کہ اپنے تمام جسم کو ایک ریت کا ڈھیر تصور کر کے  
 اسم ذات کا ذکر کرو اور سورہ فاتحہ کے پڑھنے میں بہت کوشش فرماتے معنوں کے لحاظ  
 اور آیتوں کو بار بار پڑھنے کی شرط کے ساتھ اور وصیت کرتے تھے۔ کہ اپنے تابعداروں میں سے  
 ہر ایک شخص کو سکھلاؤ۔ اور حقیقہ کے ذکروں میں سے اللہ الصمد کے ذکر کو لحاظ معنے بہت مفید  
 جانتے تھے۔ اور ورہ کا طریق جو بعض لوگوں کو سکھاتے۔ تو فلک چارم کی سیر یا فوق عرش  
 کی سیر پر دلالت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات یعنی صبح بصیر قدر علیم وغیرہ میں  
 فکر کرنے کی تاکید فرماتے۔ اور مریدوں کے کشف سے ڈرتے تھے۔ کیونکہ بعض لوگوں کے حق  
 میں مجازی فیض سے روک ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ذکر کے وقت حرکت یا بے چینی یا  
 اضطراب کرتا تو اس کو زجر کے ساتھ منع فرماتے ایک دن فقیر نے سوال کیا کہ یہ شخص رعشہ والوں  
 کی طرح حرکت کرتا ہے۔ اور آپ زجر کے ساتھ منع فرماتے نہیں فرمایا کہ شاید ہوا سے نفسانی  
 کا شائبہ اس کے ساتھ نہ ملتا ہو۔ اور ظالموں اور ان کے متعلقین کے کھانے سے پرہیز  
 کرتے۔ مگر اس وقت کہ صاف معلوم ہو جاتا۔ کہ ہوا لیا گیا ہے۔ ایک دن آپ نے شیخ شہاب الدین  
 سہروردی سے حکایت کی کہ وہ مریدوں کو اسماء الحسنیٰ کے درو کی تعلیم کرتے اور چالیس دن کے  
 بعد ان سے سنتے جس اسم کے ساتھ ان کی حالت میں تغیر آئے لگتا۔ وہی اسم تعلیم فرماتے پھر  
 فرماتے گئے کہ اس عاجز کی دانست میں اس کی استعداد کے مطابق اسم ذات ہے پھر کس غرضی کرتے  
 تھے کہ میں کیا ہوں یا میری سمجھ کیا ہے۔ اور کبھی فرماتے۔ یہ کیا سلامتی ہے یہ کیا ایمان







دارند چه اگر ناز از معنی حضور دنیا ز خالی باشد صورتی بی حقیقت و کالبدی بیجان خواهم بود ۔

وقال الله تعالى

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا  
الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ  
الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُخْسِنُونَ  
صُنْعًا

تو کہہ ہم بتا دیں تم کو وہ لوگ جنہوں نے دنیا پایا اپنے  
کاموں میں وہ لوگ ہیں کہ کھوئی گئی کوشش ان  
کی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھے  
کام کرتے ہیں ۔

ثانیاً اسکا کتاب کشف الغمہ عبدالرحمن خواجہ فرستادہ برائے تحفہ نقل نمودہ باصل بخیر تمام مقابلہ  
شمانید و دریں باب تعجیل نمودہ توقف و بیاباکی نکنند و در باب نصرت و معاونت چه گوئیم و چه  
نویسیم کہ از لازم فرائض اسلامی و اوکد و واجبات دینی می آید کہ رم کہ باطل غ آن لازمست از اجبت  
صاف صاف می نویسیم و ہرگز ہرگز از آن سنگ عمارتی آرم زیادہ تفصیل مقال از زبان  
صدق ترجمان عبدالرحمن استفادہ نمایند آنچہ نوشتند قرن صدق و راستی دانند -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

از علامہ عبداللہ بک نقشبٹ اہل اسلام خصوصاً آنانکہ با فقیر راہ مودت و محبت پیروی اند  
اعلام عام آنکہ فقیر را پیش از بیش امر سجد و جہد کوشیدن در اجرائے کلام الہی کردہ میشود لہذا  
پیشہ ہمیشہ ہاشنا و بیگ نہ را ترتیب این امر کے نکایم۔ و ہر کے را بار بار میں معنی بخوانم اولاً  
بحسب معنوں دلائل و شریعت ان الفاظ قرین اور دوسرا اپنے نزدیک ملتے والوں کو۔

افقارب خود را اذعان و انداز می دهیم۔ اما بعد پس می گوئیم که بعضی از پسران فقیر ازاده عزم سفر  
بخطا طریقت برانگی و سید استیذان مرا سله نوشتند بدین مضمون خواهیم که غلو می که بدست یاری  
شان معانی غامضه قرآن و حدیث پرست آرم و بفهم قواعد عزیزه محمدین از قدیم و حدیث  
بآسانی برسم در سحر این شب باران بشارت غیبی و تنبیهات ربانی و اشارات سبحانی  
بارید بعضی از آن لشکوفه گلستان خندید و برخی باستعفاست و صبر و انتظار بر حجت پروردگار  
باعث گردید چنانکه اهل این زمان و انما نفع محاکمه درو مشاجره بطول غیبت باطله نمود می نمایند۔  
بر خلاف فائده ارسال و سلف ازال کتب که اطاعت و متابعت ایشان است و پس کمال از من قائل

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا يَنْطَاقُ بِمَا فِي صُلْبِهِمْ كَرِهَتْ أَسْمَاءُ أَنْ يَقُولُوا قَوْلَهُمْ فَاذْكُرُونَهُمْ أَنَّهُمُ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ نِعَمًا عَظِيمًا

وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْيُنًا عَمَىٰ يُنْزِلُ اللَّهُ الرِّسَالَاتِ وَهُدًى وَمَوْجِزَاتٍ لِّلَّذِينَ يَرِغْتَابُونَ ۚ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ ۖ يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۖ

اَللّٰهُمَّ سَامِعُ اَلْكَلَمِ اَعِزِّدْ اِيَّاكُمْ يَا بَنِي اٰدَمَ  
 اَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ اِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ  
 مُّبِينٌ وَ اَنْ اَعْبُدُوْنِيْ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيْمٌ

میں نے تذکرہ رکھا تھا تم کو کہ اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجو شیطان
 کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو مجھے کو یہ راہ ہے
 سیدھی -

اور ابھ کر کہا ہے کہ میں بندگی نہ کروں، اس کی جہت مجھ کو بنایا اور اسی کی طرف پھر عائد ہے۔

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَ  
تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ فَتَقْطِرُوا بِكُلِّ غُرْنٍ  
سَبِيلًا -

اور یہ کہا کہ یہ راہ ہے میری سیدہ ہی سوا اس پر چلو اور  
مست چلو کہنی راہ میں پھر تم کو پھٹا دیں گے اس کے راہ  
سے۔

پس بچو اس آگ سے جس کا اندھن آدمی ہیں۔

وَأَن تَلْقُوا يَأْمُرُكُمْ إِلَى الثَّقَلَيْنِ  
بِجَانِبِي جَانِبَيْنِ وَأَمْرُكُمْ إِلَى الْكَوْكَبِ  
وَأَمْرُكُمْ إِلَى الْكَوْكَبِ

بَشِيرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ  
صَيْبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ

اور خوشی سناؤ صبر کرنے والوں کو جو جب ان کو پہنچے  
صیبت آئے آیت تک ۔

ایم قل ہذا سیرینی آذستوہ الہ  
ہذا غزائی کانی ولا تقترأ سوی کانی قین  
بغنی وراء ذلک تا واک ہذا لاد ذلک

تو کہ یہ سیری راہ ہے بلاتماہوں میں دند کی طرف غزائی نہ کہ  
چراہ سیری کتاب اور سیری کتاب کے سوا اور کچھ نہ چراہ سیری طلب کے  
اس کے سوا اور سیرا اور ہی جس حد سے پڑھنے والے ۱۰



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

از عائد بالله عبد الله بعد از سلام سنون سید الانام بهدایت الله واضح و واضح باد که دنیا روزی چند است عاقبت کار با خداوند ست و پروردگار عالم جل شانہ و قرآن عظیم و قرآن مجید خود فرمود که دنیا لہو لعب نیست و تلقی خرواک تراست باید که انسان عاقل حیات چند روز را مشغول کار بار لہو لعب سازد و حیات را غنیمت گیری شمرد و بر ضیات مولائی خود پرواز و شب روز را بعبادت مصروف سازد که حق تعالی جل سلطانہ فرموده

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اور میں پیدا کئے ہیں نے جن اور آدمی گرامس لئے کہ میری عبادت کریں۔

بندہ همان ست کہ بندگی کند و این عاجز ہم بندہ مولائی خود هست و شما ہم بندہ مولائی خود هستید و فکر و تدبیر کنید کہ در عالم چه قدر فتنه و فساد است و صحبت کردن بودن در عالم چه قدر زہر قاتل است و حق تعالی از فتنه و فساد پرہیز فرموده کہ

وَالْعَوَاقِبَةُ لِلَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ اور بچنے رہیں سوا کہ نہ پڑھیں گرامس غفلت کریں کہ

در حدیث شریف آمدہ است کہ در زمان فتن باید کہ مومن از شہر بار و بکود و صحر او اگر هیچ اسباب نماشت باشد بجز یک و فرحت سکونت اختیار کند و گدازان بکند و بعبادت پروردگار خود مشغول باشد تا کہ جان بدہ و بمیرد و از فتنه و فساد و مکیس و کاف غدر و اتکام تفسیر نوشتہ بودند رسید بسیار خوشی و غوری حاصل گردید حق تعالی جل شانہ سعی شما مقبول گرداند و در آن نیز نوشتہ بودند کہ عبد الرحمن کہ با و عہدہ کردہ بودند کہ ماتے انیم و باز یکجا میریم و عبد الرحمن نیامد و این جانب را راہ و احوال معلوم نیست الحال عبد الرحمن را فرستادیم باید کہ خود شما بعد تفسیر رضاست بیایند و صحبت را غنیمت بایستمر و حقیقت دنیا را فہمیدہ عبرت گیرند و در احوال گذشتگان نظر کنند کہ

کرم کہ چون نفوس حین باشد ترا اندر نگین  
تا چند داری شور و شہر و عظام کاوثر  
تا چند داری نام و نگار این نام فانی زیر نگ  
محبس گوی کہ رنگ حرف زبانتا کی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

از عائد بالله عبد الله بعد از سلام علیکم ورحمۃ الله وبرکاتہ واضح و واضح باد کہ منتخب شاد الله از زوا و المعاد کہ قبل ازین خواستہ بودم باز تاکید کروم چه قدر انتظار است کہ کدام وقت بیاید و او کار نوی نیز عرض کردہ بودم۔ ہر دور را بجز در سیدن خط عنایت کنید شاید کہ بمرضیات رب عزیز ہر دو مشرف شویم۔

لے ارحم الراحمین تیری خوشی کس کام میں ہے۔ تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے دعا کرتے ہیں لے وہ ذات جو ہی موجود ہے۔ و حقیقت اسی کا شکر بخانا چاہئے کہ کوئی نہیں الغام غریب کی دعا چاہا وہ اس کے سوا دوسرے کے ہاتھ سے پہنچا ہے۔ اس کا پہنچانے والا وہی ہے۔

شاید کہ بینم بخ لیلی پہ بہرسان  
ای زندہ ازال آہو اسے مخلوقات کے نکلنے والے  
تیری خوشی کس کام میں۔ لے درگاہ عزت والے تیری خوشی کس  
کام میں۔ تو ہم کرامس ہے قرار پر کون عاقل کے تیرے  
تو حیدر ثابت رکھ میری عزت اور روح قربان ہے۔  
تجھ پر تو غالب مہر ان ہے اور میں ذلیل ملامت میں پڑا ہوں  
تو ہم کہ ذلیل پر ذلیل کو تیرے سوا کون عزت سے نکدے  
تو زور اور مضبوط ہے اور میں ضعیف بچاؤ ہوں تو بچاؤ  
پر ہم کہ ذلیل تیرے سوا کون مالک ہے تو ہمارا آقا  
ہے اور ہم تیرے غلام ہیں پھر تو پھر بندوں کے  
دلوں کو اس چیز سے جو تیرے سوا ہے ثابت  
دکھ ہم کو توحید پر اسے وہ ذات جس نے ہم کو اس کا  
رہنہ دکھایا اگر تیری راہداری نہ ہوتی تو ہم تیرا راہ نہ پاتا۔

يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ آيَاتُكَ يَا مَنْ لَا يُغْنِي  
وَأَيُّكَ تَسْتَعِينُ يَا مَنْ هُوَ الْمَعْبُودُ الْمَشْكُورُ  
فِي الْحَقِّ نَعْدُ أَفَلَا مَنَعَهُمْ سِوَاهُ وَكُلُّ نَفْعٍ  
يَجْعَلِي عَلَى يَدَيْهِ فَيُحْيِي الَّذِي فِي آخِرَةِ

مجنون صفتم و دربرو خانه بخانہ  
یا سحی یا قیوم آیت رحمتک  
بازہ انجلا لا الہ الا کلام آیت رضاک  
از حمد علی المضطر من بسک تجیب سوال  
تکت علی التوحید عزضی و روحی فدک  
آنت العون الترجمہ آنا الذل لیل الملیئم  
ارحم علی الذلیل من الذلیل سیوان  
آنت القوی المبین آنا الضعیف المبتدین  
ارحم علی الضعیف من فی الترتب سیوان  
آنت الہ لنا نحن معبدین یا لست  
قاصرف قلوب العباد حکما یکون سیوان  
تکت علی التوحید یا من ہدیت لنا  
توہ ہدایتک ما اھتدینا یا لست



ذَٰلِكَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَذَّبَ بَيْنَ يَدَيْهِ بِالْعِبَادَةِ وَكَذَّبَ  
 اَزْجَرَهُ عَلَى الْغُرْبَاءِ مَنْ لِي الرَّبِّ سَيَّوَاكَ  
 ذَٰلِكَ عَزَّ وَجَلَّ لَا فِئْتِي يَامَنْ عَزَّ وَجَلَّ لَنَا  
 اَلْعِزَّةُ بِكَ اَللّٰهُ وَالدِّلَّةُ بِسَيَّوَاكَ  
 اَزْجَرَهُ عَلَى الْمُضْطَرِّ مَنْ لَيْسَ يَجِبُ سَيَّوَاكَ  
 كَيْتَ عَلَى التَّوْحِيدِ اَيُّ وَجَدَ فِي ذَٰلِكَ

یہ میری مسافرت ہے اور میری تکلیف ہے اسے وہ  
 ذات جو اپنے بندوں پر مہربان ہے رحم کر غریبوں  
 پر کون میرا مالک ہے سوائے میرے یہ میری عزت ہے  
 مذلت۔ اسے وہ ذات جس نے ہم کو اپنا راہ دکھا کر  
 عزت بخشی عزت تیری ہی راہ میں ہے اور ذلت تیرے  
 سوا دیکھو! ہم میں حکم برقرار کون ماقبل کے سوا کون  
 توجہ پر ثابت رکھ سیراپ واد اقران تم پر۔

فَاَيُّ ذَا فِي الْحَيِّ عَلَى اَلْاَزْدِيَادِ مِنَ الْخَبْرِ  
 فِي اَوَاخِرِ الْعُمُرِ قَالَ اَللّٰهُ تَعَالٰى اَوْ لَمْ  
 نَعْمِدْ لَمْ مَا يَجِدْ كَرَفِيٍّ وَمَنْ مَكَدْ كَرَفِيٍّ  
 وَجَاءَ لَمْ التَّزِيْنِ قَالَ اَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ  
 عَنْهُ وَالتَّحْقِيقُ مَعْنَاهُ اَوْ لَمْ نَعْمِدْ لَمْ  
 سَيَّوَاكَ سَيَّوَاكَ وَفِيْلَ مَعْنَاهُ شَايِ  
 عَشْرَ سَيَّوَاكَ اَزْجَرَهُ سَيَّوَاكَ سَيَّوَاكَ  
 قَالَ اَلْاَزْجَرَهُ وَالكَلْبُ وَمَنْ مَكَدْ  
 وَنَعْمِدْ عَنِ اَبْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا وَنَعْمِدْ  
 اَنْ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ كَانُوا اَزْجَرَهُ اَبْكَعَ  
 اَحَدُهُمْ اَزْجَرَهُ سَيَّوَاكَ نَعْمِدْ  
 لِلْعِبَادَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّيْ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَنَ رَاثِيَهُ اِلَى اَمْرِ اَعْرَ  
 اَجَلَ حَقِّ بَلْغَمِ سَيَّوَاكَ سَيَّوَاكَ  
 ذَوَا اَلْاَعْيَارِ عَنْ قَالَ اَلْعُلَمَاءُ مَعْنَاهُ  
 لَمْ يَبْزُكَ لَمْ يَحْدُثْ اِلَّا اَحْصَاكَ

آخر عمر میں بہت نیکی کرنے کی ترغیب میں فائدہ فراوانیگا  
 اللہ تعالیٰ قیامت میں کیا ہم نے عمر مذی بھی تم کو بخشے ہیں  
 سچ لے جس کو سچا ہو اور پہنچا تم کو در سنانے والا۔  
 ابن عباس رضی اور محققین کا یہ قول ہے کہ اس آیت  
 میں اس عمر سے جس کی بات اللہ تعالیٰ یاد دلایگا  
 ساٹھ سال کی عمر میں بعض نے کہا اٹھارہ سال بعض نے  
 کہا چالیس سال جس اور کچھ اور مسروق کا قول ہے  
 اور ابن عباس سے بھی یہ قول منقول ہے۔ اور  
 انہوں نے نقل کیا ہے کہ مدینہ والوں میں سے  
 جب کوئی شخص چالیس سال کی حد کو پہنچ جاتا  
 تو عبادت کے لئے فراغت حاصل کر لیتا تھا۔  
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عذر دور  
 کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس مرد کا جس کی عمر میں  
 اس قدر صحت دی کہ وہ ساٹھ سال کا ہو گیا  
 یہ حدیث کبار میں ہے علامہ نے کہا اس حدیث کے یہ  
 معنی ہیں کہ جب آدمی کی اس قدر عمر جائے تو اس کا

هَذِهِ الْمَدَّةُ يُقَالُ اَعَزَّ الرَّجُلُ اِذَا  
 بَلَغَ الْغَايَةَ فِي الْعَمَلِ

کوئی عذر باقی نہیں رہتا جب کسی کا کوئی عذر باقی نہیں  
 رہتا۔ تو کہتے ہیں اعذر الرجل۔

الغرض این آیت و این حدیث را نصب العین سازید و در سبب بسیار گویند -  
 اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَتُكْرِيكَ  
 وَتُحْسِنِ عِبَادَتَكَ

اگرچہ میری مدد کر اپنی یاد اور شکر پر اور اس پر کہ میں  
 تیری عبادت عمدہ طور پر کروں۔

وَرَكْعَةٍ وَذِكْرٍ اَسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتُّنِ اَلَيْكِ  
 تَبَتُّنِ بَلَدِ رَبِّكَ الْمَشْرِقِيِّ وَالْمَغْرِبِيِّ كَالْاِلَهِ  
 اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكَيْدًا

اور یاد کر نام پر در و در گوارا اپنے کا اور منقطع ہو جا اس کی  
 طرف منقطع ہو جا ناہمالک ہے مشرق اور مغرب کا  
 نہیں کئی مبدع اس کو نہ ہو کہ اس کو اپنا کار ساز۔

نصب العین سازید و فی الحث علی از یاد و الخیر فی اواخر العمر میں آیت و حدیث کافی ست  
 اگر نصب العین شود و لکن بے خلوص نیست و اتباع سنت هیچ عمل مقبول نیست۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ لَا يَقْبَلُ قَوْلُ  
 اِلَّا بِعَمَلٍ وَلَا يَقْبَلُ قَوْلُ وَلَا عَمَلٍ  
 اِلَّا بِنِيَّةٍ وَلَا يَقْبَلُ قَوْلُ وَلَا عَمَلٍ  
 وَنِيَّةٍ اِلَّا بِمَوَاقِفِ السُّنَنِ  
 رَايَ الْقَوْلَ وَالْعَمَلَ وَالنِّيَّةَ اَلَّذِي  
 لَا يَكُونُ مَشْنُونًا مَشْنُونًا وَقَدْ اَقْرَأَ اَللّٰهُ  
 بِهٖ يَكُونُ بِذِكْرِهِ لَيْسَ مَرْتَابِيَّةً اَللّٰهُ  
 فَلَا يَقْبَلُ اَللّٰهُ وَلَا يُصَلِّمُ مَوْلَا عَمَلٍ  
 الْمُشْرِئِ حَسْبُكَ وَاهْلُ اَلْاَسْكَابِ

سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ کوئی قول عمل کے سوا  
 مقبول نہیں ہوتا۔ اور کوئی قول عمل نیت کے سوا  
 مقبول نہیں ہوتا۔ اور کوئی قول اور عمل اور نیت مقبول  
 نہیں ہوتی۔ جب تک سنت کے مطابق نہ ہو۔  
 کیونکہ قول اور عمل اور نیت سنت کے مطابق نہیں  
 ہے جس کا خدا نے حکم دیا ہے کہ وہ بدعت ہے۔  
 جس کو خدا دوست نہیں رکھتا۔ پھر نہیں قبول فرماتا  
 اللہ تعالیٰ اور نہیں دوست کرتا بدعتی کا عمل جیسے  
 مشرکوں اور اہل کتاب کے عمل۔

الغرض مقام محبوبیت پہنچا ہی دے دو امر کہ ملازم مقبولیت ست - سعی تمام و کلفت لا کلام  
 قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اَللّٰهُ فَاتَّبِعُونِي  
 يُحِبِّبْكُمْ اَللّٰهُ شَاهِدِيْنِ عَمَلِ

تو کہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ سے تو میری راہ  
 چلو۔ کہ اللہ تم کو چاہے۔

تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور تمہاری وہ ملک نہیں دکھا ہم کو



الْقِيَامَةُ الْمُسْتَقِيمَةُ صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمَ  
 عَلَيْهِمْ اللَّهُ عَلَى الْغُضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ  
 وَلَئِنْ كَانَ آيَةً يَجْعَلُونَ هَذِهِ  
 الْأَصْلَاقَ قَالًا بَلْ مَسْخُورَةٌ إِنَّهُمْ  
 لَكَاِبُونَ أَتُوبُوا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ  
 تَعْلَمُونَ الشَّيْءَ الَّذِي فِي بُدُونِهِ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَيْظَلُّوْا بِيَادَ الْإِنْجِلِ وَالْكِتَابِ  
 رَوَاهُ الْقُرْمِزِيُّ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ  
 مِنْ رِوَايَةِ فَوْزِيَّةَ بْنِ عَامِرٍ الْقَطَّانِ  
 قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيحٌ لَا يَسْكُو -  
 أَيْظَلُّوْا بِكُتُبِ الْإِسْلَامِ وَكُتُبِ الْخَلَاءِ  
 الْمُسْتَحْتَمَةِ الْمَعْنَى هَذِهِ الْقُرْآنُ  
 وَكَتُبُهَا مِنْهَا -  
 يَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَالْأَكْرَامُ أَنَا خَادِمُكُمْ عَزَّ وَكَلَّ  
 أَنَا خَادِمُكُمْ كَلَامِيكَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ  
 تَبْرِي كَامِ كَاغَادِمِ هُي - كُونِ مَدْرِكِ بِيْرِ اللَّهِ كَلَامِي

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

از عبد اللہ بفرزندیم محمد و احمد و عبد اللہ و عبد الجبار و عبد الستار و عبد القیوم و عبد العزیز  
 و عبد الرحیم و عبد الواحد و بہار البیت بعد از سلام علیکم درجۃ اللہ و برکات و واضح باو کہ تہست  
 کہ خطوط روانہ کے کتم و وصیت ہائے کتم و جواب ہیج نے آید کہ آن وصیتہا بجامی آریم یا نہ  
 ضرورت در تربیب ہیج ہا و دختر ہا سی بیش از پیش باید کہ امانت خداست ہم در باب تعلیم  
 کردن و ہم در باب ستر و نماز و دیگر احکام رب العزۃ و بفرزندیم فاطمہ و مریم و امۃ اللہ و تقیہ  
 و امۃ الرحیم و امۃ احمد بعد از سلام علیکم درجۃ اللہ و برکات و واضح باو کہ در باب خواندن پرہیز

کردن خصوصاً ادب والدہ سے خود و در باب ستر و حیا و نماز چہ تاکید کتم و نماز چاشت و تہجد  
 ہمہ البیت نافہ نکلند و ادعیہ ما ثورہ کہ برائے ہیج ہا نوشتہ ام ضرور بخوانید و بخاندہ عبد اللہ  
 زوید اگر صبر کردید عزیز دنیا و آخرت میشوید ورنہ خاسر الدنیا و الآخرت میشوید العیاذ باللہ  
 و بہ محمد و احمد و عبد اللہ چہ تاکید کتم و در باب تقویٰ کہ اصل آن اجتناب از صحبت غافلان  
 ست و از خواندن ابیات و شنیدن آن پرہیز کلی باید کہ و کہ تحقیق نوشتہ اند کہ زنا زبان  
 ست اگر وصیت حقیرہا آوروی اسید بارحم الراحمین ست کہ سختی را باسانی و نزاق را  
 بوصال بدل کنند و دیگر سخنان شریف زبانی خواہد گفت و ہوش کنید کہ آیام آزمائش  
 ست و برائے تربیت در آیام طفولیت شمارا اگر افراط شدہ عفو کنید و از والدہ سے  
 خود عفو برائے این حقیر خواستہ در کاغذ نوشتہ روانہ نمائید و دیگر حملہ احوال روانہ نمائید فقط  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِي الشُّرَاءِ وَالْقُرْآنِ  
 وَ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ  
 وَ فِي الرَّحْمَةِ وَالرَّحْمَةِ وَ الْمَشْرِقَةِ وَالْمَغْرِبِ  
 وَ الْعِطْيَةِ وَالْبَكَاةِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى  
 مَنْ مَّا أَقْبَرِي كَيْفَ وَ شَلَّيْكَ أَيْدِيهِ وَ مَا أَجَلِي  
 رَسُوْلُ اللَّهِ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ صَلَواتُ اللَّهِ وَ رَحْمَتُهُ  
 وَ بَرَكَاتُهُ وَ سَيِّدُ الْوَرْدِ وَ الْوَرْدِ  
 فرزندانی گرامی وقت التلاہ پر چند نسخہ و بی مزہ است - اما اگر فرصت و ہند مختتم ست درین وقت چو شمارا  
 فرصت دادہ اند جمہر خدا جہا شانہ بجا آورہ متوجہ یکا و خود باشند و یک لحظہ فراغت سحر  
 تجویز نکنند و یکے از سہ چیز باید کہ خالی از آن نباشند تلاوت قرآن مجید و ادائے نماز بطول قوت  
 و تکرار کلام طیب لا اِلهَ اِلَّا اللہ باید کہ کلامی الکیہ ہوا کے نفس خود نمایند و رفع مقاصد و مرادات  
 خویش کنند مراد خود طلبیدن الوہیت خود کردنت باید کہ ہیج مرادے اور ساخت سینہ گنجائشی  
 ہیج ہیجے در تخلیل نماید تا حقیقت بندگی متحقق شوو مراد خود خواستن مستلزم رفع مراد و سولائے







مَسْئَلُهُ لَنَا سَاءَ وَالْقَوْمَ إِزْوَارُهُ لَئِنْ لَمْ يَنْزِلُوا  
 حَتَّى يَسْأَلَ الرُّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا  
 مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ إِنَّا نَنْصُرُهُ لَظَرًا  
 پنہی ان کو معنی اور تکلیف اور بلا سے گئے یہاں تک  
 کہ کہنے لگا رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے۔  
 کہا آگے مدد اللہ کی سن رکھو مدد اللہ کی نزدیک ہے۔  
 نظر بدبر و تدبر گمازند نباید کہ بسان شکل رابع از رجب اعتبار ساقط نمایند بلکه باید کہ  
 شکل اول را بالاترین این کریم بمانند پسند بسوزانند کہ نور ایمان در جولان آید و آئینہ دل رفته  
 اخلاص نماید و چون طفلی از اولاد عبد المطلب گویا می شد آنحضرت اورا کلمہ توحید و آیت  
 قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَخْزَ وَكَذَلِكَ  
 لَمْ يَكُنْ لَمْ يَخْزَ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ  
 بیک لفظ و بی من الذل و کبر و تکبر  
 تعلیم می فرمود چنانچہ در حصن حصین و غیره مرقوم است۔ ہمیں راسخول باید کرد۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

از عبد اللہ مخلصان یک رنگ ملا نور محمد و خواجہ رحیم داد و عبد المتان عطاء الرحمن محمد بن عبد الصمد  
 و علی محمد و عبد السلام و روضۃ الدین سیف الدین و روضۃ الدین و عبد الواسع و مولی داد  
 و مدد و باز محمد و خدا داد و موسی و رحیم بخش و محمد و محمد رضا و دوست محمد و باران یار محمد و آدم  
 جان و عبد الکرم و قائم خان و بلوچ و طرہ باز و میر باز و سلطان محمد و سید گل و حسین بن عین الدین  
 و ابنائهم و اخوانهم سلمہم اللہ تعالی و ہما ہم سواد الطریق بعد سلام ہم یکم در حمتہ اللہ و ہر کاتہ معروض آنکہ  
 لے عزیزان را بچند باغ ایمان را بہار نعمت و خزان رحمت ہر دولتی حال اند بہار بحر خزان  
 متصور نیست ہر کہ شکر و در نعم و صبر و اجلا کن از باغ ایمان بوئی شمشاد رخا ہر رسید فرمود خداوند  
 اَللّٰهُمَّ اَحْسِبِ الْقَائِمَ اَنْ يَمُرَّ لَوْ اَنْ يَمُرَّ لَوْ  
 اَمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ وَ لَقَدْ فَتَنَّا  
 الَّذِينَ مِنْ قَبْلِ هِمْ فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ  
 صَدَقُوا وَ لْيَعْلَمَنَّ الْكَافِرِينَ وَ نِزْرُ مَرْوَن  
 وَ لَسَلُوْا نَكْرًا مِّنْ اَنْتُمْ وَ اَنْتُمْ وَ اَنْتُمْ  
 کیا گمان کہتے ہی ہو کہ چھٹ ہاویں گے ان کہ کہ ہم نہیں  
 لائے۔ اور ان کو جانکی نہ بیگے اور ہم نے جانچا ہے ان کو  
 جان سے پہلے تھے سوائہ مسلم کہ یکا اللہ ہو کہ تھے ہی  
 اور اللہ معلوم کر گیا مجھوٹے۔  
 اور اللہ ہم زنا و بیگے ہم کو کچھ ایک ڈر سے اور مجھوٹے

وَأَنفُسٍ مِنَ الْإِنْسَانِ وَأَنفُسٍ مِنَ الْإِنْسَانِ  
 وَ لَيْسَ الْغَضَبُ مِنَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْمُنْكَرُ  
 مَصِيبَةٌ قَالُوا كُنَّا لَهُ وَ إِنَّا إِلَهُكُمْ وَ أَنْتُمْ  
 اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور سیووں کے  
 اور غصہ سنا ثابت پہنے والوں کو کہ جب ان کو پہنچے کہ  
 مصیبت کہیں ہم اللہ کے مال میں اور ہم کو کسی کی طرف پھرتا  
 ازین آیت پی عبارت علیا صابرین بردہ سے شود کہ چنانچہ صلوٰۃ بر انبیاء علیہم السلام در کلام محمد خود  
 فرمودہ اند چنان بر صابرین نیز ازانی داشتند اگر صلوٰۃ انبیاء رتبہ دیگر دار و صلوٰۃ صابرین  
 مقامے دیگر اما مجروح مشاہیرت ہم نمئے ست عظمی کہ ہر غنی ہوا زانہ آن نمئے سجدہ  
 ہر آن جو کہ باز بود ہم عیار۔ بنرخ ذرا آئند شش اندر شمار

اگر خوب غور کردہ شود و پے بہا سخا نہ تحقیق بردہ شود معلوم خواہد شد کہ تفاوت مراتب بتفاوت  
 تحمل مصائب ست ہر چہ در تحمل مصعب تر و راجہ بیشتر و پائید کہ سخت ترین اعمال دین محمدی علی الصلوٰۃ  
 و السلام ہجرت جہاد ست و اکثر این دو عمل خطیر مشتمل بر شہادت و شہادت ہاے باشند کہ بہ نسبت دیگر خواہ بود  
 و چون خداوند تعالی از ان عزیزان بیکے را ازین دو امر خطیر کہ ہجرت ست بوجود آورد و الحمد للہ  
 کہ عنایت خاصہ و حق شامہ و دل داشت و عظمت شان این امر مجروح بنامہ نیست بلکہ بہ نسبت و شہادت ہا  
 کہ در ضمن ایشانند ست و باید کہ ہجرت شمالی اللہ باشد و و گواہانیدن ازین کار و گواہانیدن ست  
 از کہ و گواہ و ما محمد و ما رسول قد خلت  
 من قبلہ النبی کل آفاق فمات أو قتل  
 و نقلت شہد علی أعقابکم و من یقلب  
 علی عقبیک ذلک یحضر اللہ شکیتا  
 اور نہیں ہے مگر ہجرت تحقیق کردہ پہلے اس سے پیگیر کیا  
 پس اگر مرعہ سے باہر جاد سے کیا چہ ہاؤ گے اٹے پاؤں  
 اور جو کوئی پیچہ جاد کیا اٹے پاؤں تو وہ نہ ہکا ڈسے گا  
 اللہ کا کہہ

ہمچنین این داعی نیز زندہ است از بن گان تعالی اگر عبید و اگر جلا وطن شود باید کہ شمال از دین اللہ  
 نگرید کہ باز گشتن ازین کار گویا صود شد نسبت از در گاہ پرور و کار و عت الامتحان یکم از اصل  
 او یہاں و باید کہ در کریم  
 قَدْ أَهْلَكَ هَذَا لِمَا أَصَابَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
 وَ مَا كَذَبُواْ وَمَا اسْتَكْبَرُواْ  
 مجھ نہیں ہارے وہ سبب اس مصیبت کہ پہنچی ان کو راہ  
 غلامیں اور دست بستہ ہوئے اور نہ ہوئے۔

نظر عبرت و تدبر گمازند باید کہ بسان شکل رابع از رجب اعتبار ساقط نمایند بلکہ باید کہ  
 شکل اول را بالاترین این کریم بمانند پسند بسوزانند کہ نور ایمان در جولان آید و آئینہ دل رفته  
 اخلاص نماید و چون طفلی از اولاد عبد المطلب گویا می شد آنحضرت اورا کلمہ توحید و آیت  
 قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَخْزَ وَكَذَلِكَ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ  
 بیک لفظ و بی من الذل و کبر و تکبر  
 تعلیم می فرمود چنانچہ در حصن حصین و غیره مرقوم است۔ ہمیں راسخول باید کرد۔



مے شو و کدام شایعیت که بجز شدت سرکشیدن از تلخ اوراق سبز خرامان مے گرد  
 اگر اوتعالی عنایت کرد سبب ملاقات بوجود آورد و با هم ملاقات خواہیم کرد و اوقات حیات  
 مستعاره با صحبت یکدیگر با تمام خواہیم رسانید و اگر اتفاق ہجرت افتاد با اتفاق ہجرت  
 خواہیم نمود و فی الجملہ ثبات و استقامت درین راہ و ادون راہ مرصات اللہ ہیودن است  
 و تکامل تہا و ن در زیدن طریق خسران دنیا و دین اختیار نمودن است۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از عبد اللہ بن محمد و احمد و عبد اللہ و عبد الجبار و عبد العزیز و عبد القیوم و عبد الرحیم و عبد الستار  
 و عبد الواحد و بہار طبعیت بعد از اسلام علیکم و علی من لدنکم واضح باد کہ این عاجز صبیح سلامت  
 و راضی است از رب خود باشد رضا۔ و تائب است از ہمہ معاصی و ہم شمارا بخشیدہ ام و شمارا  
 ہم ضرور است کہ از ہمہ گناہان تائب شوید و راضی باشید از رب خود و این عاجز را ہم بخشید  
 از ہمہ حقوق از دل جان و در میان خود با ہم یکجائی بخواید و با ہم بخشید و بچہا و دختر را  
 تربیت کنید و امتہ الحمید و امتہ الوہاب و امتہ الفلاح ضرور نماز بخواند و عبد العزیز و عبد الستار  
 و عبد القیوم ہم بخواند و حدیث آمدہ است کہ اگر کنید سچہ ہائے خود را بنماز چکر ہفت سال  
 شوند و بزینہ نماز چون وہ سال شوند القرض ہر کہ بہ ہفت سال رسیدہ آن را امر کنید  
 بہ نماز و ہر کہ بدہ سال رسیدہ آنرا بزینہ و بجز رسیدن کاغذ بنماز استادہ کنانید اگرچہ  
 تمام یا نہ باشد و کسانیکہ نماز یاد دارد ترجمہ نماز ضرور تعلیم کنید و نماز را در اول وقت بخوانید  
 و تہجد و نماز چاشت ضرور بخوانید و در باب ستر چہ تا کیہ کہ نمہ برائے فرزندیم فاطمہ و فقہا  
 اللہ لما یحب و یرضی و در سالہ تنبیہ الغافلین و یک توحید خالص و یک حقیقۃ الاسلام  
 و یک خیر الکلام فی مسائل الصیام و یک لغت قرآن عظیم فرستادہ شد باید کہ اول تنبیہ الغافلین  
 را بخواند باز توحید خالص باز حقیقۃ الاسلام و بر ہر یک عمل بکند و الا در روز جزا بر شامت  
 میشود۔ و ترجمہ کلام اللہ را ترک نکنید و ہر روز قدرے از ان بخوانید۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از مہر الخدیست عبد اللہ بن محمد است فیض رحمت والدہ ماجدہ و فقہا اللہ و ایاہا لما یحب و

یرضی۔ بعد از اسلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح آنکہ چہ گویم و چہ نویسیم کہ قصہ ہجران دراز است  
 و شب بیان کوتاہ دست تغابن بر سیدہ حسرت کہ خدمت فیض صوم بہت آن مشفقہ کرم چہ  
 بجد و جہد تمام در امتثال او امر آن کرر نکوشیدم آنکوں تذکرک تغابی کن چگونہ بجا آرم  
 اگرچہ آفات جہانی بے حد و احصاء اند اما دو چیز از ان دل از جا برودہ اند۔ بلکہ سراسر حسرت  
 و افسوس سپردہ یکے عدم حصول شرافت خدمت میمنت وصول و نہ پرود خشن باکشان  
 تمام در بیان رسوم کہ در حقیقت ہمہ سوم یا مانند و بر باد و ہندہ ایقان اگر خداوند تعالی بفضل  
 عمیم بار دیگر حجاب فراق با دمیان برداشت انشاء اللہ تعالی در آداب این ہر و کیہیائے  
 سعادت و قیقہ از دقائق فرو گذاشت نخواہم کرد۔ و اگر بیشتر ازین در زمان وجود دولت  
 حضور چیزے از باب نصاب گفتہ باشم محض بہیں نیت باشد کہ اوتعالی از ان مشفقہ  
 راضی گردد و دولت استر ضائے جناب اوتعالی کہ دولتی است عظمی و لغتے است  
 کبری نصیب ایشاں شود و الا احاشا و کلا کہ برای بخش طبعیت ایشاں بظہر آوردہ اگرچہ  
 در بادے ارای نفس لغیم ابواب موعظ را ہم در صورت مغاضب وائے نماید اما بعد  
 از آنکہ دوائے تلخ نصیحت گوارا شد معلوم مے شود کہ چہ قدر در قوائے ایمانی تفریح  
 مے بخشد و چگونہ در آئینہ قلوب مانند آفتاب مے درخشد و اشفاق تمام را کار فرمودہ  
 ہمہ حقوق مافات لوجہ اللہ بخشند و باخلاص تمام در دعا کوشند انشاء اللہ تعالی  
 امید است کہ داعیہ ایشاں تاثیر کبریتا حمر خواهند کرد و این ہمہ مصائب را مقدمہ الطائر  
 الہیہ در پردہ تفضیلات یزدانیہ بنمازند۔

وَعَسَىٰ أَن تَنصِبُوا شَيْئًا لَّهُ وَهُوَ شَيْءٌ لَّكُمْ أَوْ شَيْءٌ لَّكُمْ وَهُوَ شَيْءٌ لَّهُ

و اللہ یعاکم و آ نشد کہ تعالی کون۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔  
 را حرجان سازند۔ و تغویض کل باجناب کنند کہ اوتعالی ارحم الراحمین است و حکم الحاکمین  
 رحمت و شفقت ہیچکس از نوع بشر رحمت و شفقت اوتعالی سبقت نبرده است۔  
 و گاہے فکر قاصد مے تبریت اوتعالی فرسیدہ و در تربیت و تادیب تعلیم سچہ با والدہ لائے



ایشان کا یہی سنی فرماید تاکہ اوقات شان بر باد نہ رود۔ و از حق ہمیشہ و قییم بسیار ترسند  
 مبادا کہ چیز سے در حق او افراط و تفریط شود و زہار کہ اورا بکسے رسمی و مبتدع نہ ہند چہ جائیکہ  
 بمشرب بدہند کہ ازین کار باز پرس شدید در یوم الوعدہ خواہ شد بلکہ باید کہ شخص موصد و متوکل  
 بدہند یک جب از مہر او برائے خود گرفتہ ہزارا کوئے ہا آتشین بر جان برداشتہ است و نیز در  
 گرفتن لباس و دیگر اسباب متعین روزگار پس رسم اہل زمان نرود و ہمہ کار ہا موافق بہت ہندی  
 باقتحام رسانند و ہمیشہ ام و عبد الرحمن و برادرانش اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ باو بعدہ  
 ذکر را دالم بکنید و سورۃ فاتحہ را بسیار خواندہ و دیگر اورا کہ در کافہ نوشتہ شدہ است و سلام لفظ  
 بلسوہ اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد از عبد اللہ بخندست برادران رحمت  
 عبد العظیم و عبد الخالق و قننا اللہ وایا ہما لما یحب ویرضی بعد اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آنکہ  
 دنیا روزے چندانست۔ و آخر کار با خداوند است۔ و نیاونی ازان کتر است کہ در حجب قبول  
 و رضاء آہی بہ پشترے بلکہ بکتر ازان چیز سے اعتماد و اورو۔

گو کانت الدنيا تعدل عند الله جناح  
 بعوضه ما سقى كافرا منها شربة ماء  
 اور اگر دنیا اللہ کے نزدیک پر پتہ کے برابر بھی ہوتی تو اس  
 سے کافرا کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ پلاتا۔

البن برئت دنیا کافرست نہ مومن۔  
 وکولوا ان یسکون الناس امة واحدة  
 لجلنا لمن یکتفر بالکفر خیر من لیبوہم  
 سقفا من فضہ و معایج عبدکما  
 یظہر فن و لیبوہم ہذا نبوا باؤسرا  
 علیہما بتکون و زخرقا وان کل  
 ذلک لکما مانع الخیر الذین وال الخیر  
 عند ربک لیسفین

ہیں سوال دنیا است کہ متغیر خود را پائال و ذلیل خواہد کرد و ہمیں نفوذ و زور سیم است کہ از عذاب  
 رب کے پاس انہیں کو ہے۔  
 جو نور رکھیں۔

و سے خواہ شد۔

یوم یجلی علیہا فی النار جمیعہ فتنکوی  
 یہا جمیعہ فتنہ و یجوز فیہم و یتھو رکھم  
 ہذا اما کفر نحر لہ نفس کفر و قوا  
 ما کنتہ تکذوفت  
 پھر داغیں گے اس سے ان کے اٹھے اور رکڑیں اور  
 بیٹھیں یہ ہے جو تم کاڑتے تھے اپنے واسطے اب  
 چکھو مزہ اپنے  
 گاڑنے کا۔

ہیں طلا و نفہ است کہ بدون عزت خود را خیال ٹیکر و در و در آخرت مار سیاہ شدید استہم شدہ  
 طوق گردن سے گشتہ معذب سے در مجمع اولین و آخرین بالتحقیق و الیقین خواہ شد و ہمیں  
 عزیزانند کہ برائے شان رضائے او تعالی را پس لپشت انداختہ ہو و در گرفتہ ازانہا سہی  
 فراوان خواہند نمود۔

یوم کفیر المذمۃ من آخیرہ و اوتیہ  
 و صاحبہم و یغنیہ  
 جس دن بھاگے مرو اپنے بھائی سے اور اپنی مان اور  
 اپنے باپ سے اور اپنی جود اور بیٹوں سے۔

و ہر گاہ سترائے ترجیح دنیا بر آخرت خواہ دید۔ و صورت سورت و غضب آہی کہ نارسٹ خواہ شنید  
 تھنائے ربانی خود بگفتاری ہمہ انہا در ہمچنین بلیغ عظیم و زول خود خواہ اندیشید۔

یو ذالجزیم کو یفید ی من عذاب  
 یوم مثنی ببنیہ و صاحبہم و آخیرہ  
 و قصیدتہ الی سؤ و یو و من فی الارض  
 یجیدعہا دئمہ یجینہ  
 دوست رکھیکا گنگا رکاش کہ چلا دیو سے عذاب  
 اس دن کے سے اپنے بیٹے اور ساتھ دالے  
 اور بھائی اور گھر اپنا جس میں ہوتا تھا اور جتنے زمین پر  
 ہیں سارے پھر آپ کو بچا ہے

ہیں دوستان رونق مجالس فسق و فجور اند کہ روز سے دشمنی ظاہر خواہند برخواست۔  
 آلا خیرا یو مثنی بخصم و یخصم  
 عدو الا المنقین  
 دوست اس دن بعض ان کے بعضوں کے دشمن  
 ہونگے مگر پرہیزگار

و بمنطوق لازم اللوق  
 و من یعظم شعائہ اللہ فانتھا و  
 تقوی القلوب  
 اور جو کئی ادب رکھے اللہ کے نام کی چیزوں کا تو  
 دل کی پرہیزگاری ہے۔



نظر عبرت و تعظیم پر مامورات و منہیات اور تعالیٰ برگزیدہ و ترعیب و تحویف خدا جلالت عظمتہ را  
افسانہ ہائے روزانہ و شبانہ پسندارند احکام الہیہ را بطریق رسم و عادت بجا نیاورند کہ نتیجہ  
بجا آوری مامورات الہیہ کسرت نفس شمرہ اند و چون مخرج عبادت و رسم کنند  
شمرہ فکستگی نفس امارہ نمی بخشند و کریم ستر را خوب غور و تامل کردہ رسمے را مذموم و پردہ  
و حجاب شرعی را محمود انگاشتہ من بعد ازین و ختران خود را در خانه این عاجز گذارند کہ بعد از  
بموضع مامورات و منہیات الہیہ دیگر گونہ سے گرد و ہمیشہ و یتیم را باید کہ ہمہ بندہ صالح موقد  
تارک دنیا و موثر حقیقی بدہند و الا تا از خلق یتیمان اخذ شد بد مقرر کردہ اند بلکہ از انہست  
ظالمین شمرہ و باید کہ از ہمہ منہیات الہیہ بہ پرہیز نمود و تا از جہالت ثلثہ کو ظلم و فساد و تکبر  
است۔ اجتناب کلی نمایند خصوصاً چرا کہ این ذمائم ثلثہ مفصلی بسوء خاتمہ میشود و کشان  
کشان بجانب کفر سے برند و نیز باید کہ سہ سالہ مرسوہ این عاجز یعنی تنبیہ الغافلین و توحید  
خالص و حقیقۃ الاسلام کہ برای بچہ ہا فرستادہ ایم شما نقل آنہا گرفتہ شب و روز خاطر  
را از خطور پاک کردہ۔ عبرت گیر باشند و از جملہ اورا و بسا نند کہ تنبیہ الغافلین مہاب ترجیح  
مرضیات ایزدی و تحقیق مقابل آن اکبر اعظم است و توحید خالص برای تصفیہ مرات  
ایمان از شوائب شرک تریاق محرب است و حقیقۃ الاسلام در اظہار عدالت و بیان حقوق  
خدا و رسول و مخلوق اور تعالیٰ بے نظیر است و بعد از اسلام بعد از اسلام علیکم واضح باور کہ  
نماز را بجا آمدن خوانید و سبق خود را نافہ نکنید و با غافلان نشست و برخاست  
نکنید۔ وجہ بنات اخویم ہمہ وصیت نماز و سبق و مترست و معلوم برادر ہم بودہ باشد کہ  
ہنت کبرئی خود را تنبیہ الغافلین و توحید خالص و حقیقۃ الاسلام بہ تفصیل تمام تعلیم  
کنید زیادہ والسلام۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فِي السَّعَادَةِ وَالْاَسْرَارِ وَ فِي  
الْبَسْمِ وَالْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْفَقْرِ وَالْغِنَى وَالرَّحْمَةِ  
وَالرَّحْمَةِ الشَّدِيدَةِ وَالرَّحْمَةِ وَالْعَطِيَّةِ  
سب تعریف و سب سے اللہ کے عطا ہونے میں اور آسانی میں اور تکلیف میں سختی میں و رحمت میں اور عطا میں اور

وَالْبَلَاءِ وَالصَّلَوةَ وَالسَّلَامَ عَلَى مَنْ  
نَمَّا أَوْ ذِي نَبِيٍّ مِثْلَ رَيْنَدَ آيَهُ وَمَا  
اِبْنِي رَسُولٍ عَنَّا اِبْنِي لَيْلَى قَلْبِي هَذَا  
صَارَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَ سَيِّدِ  
جَمَلَا وَاللَّيْنِ وَالْاَخْيَرِ

از عبد اللہ سجدہ مست فیض رحمت و افادت منقبت استا و حکیم جناب فتح محمد و عبد اللہ بن نعت  
و والدہ اش سلمہم اللہ تعالیٰ و وقتنا و ایام ہم لما یحب و یرضی بعد از سلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ  
آنکہ را برائے افراد بشری پوشیدہ نیست کہ دنیا و اریست بے ثبات و بے بنیاد و نہ لائق آسائش  
ست و نہ قابل اعتماد و قال اللہ تعالیٰ  
قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا بَیِّنٌ

کہ دنیا کا اسباب اندک ہے۔

و نیز حق جل مجدہ میفرماید۔

اَلَمْ نَكْنِزْ لِّلْاِنْسَانِ الْاَلْحَدِثَ وَالْاَلْاَنَ لِنَا  
مِنَ السَّمَاءِ فَاَخْتَلَفَ فِيْهِ بَنَاتُ الْاَرْضِ  
مِثْلًا لِّاَكْلِ النَّاسِ وَالْاَلْاَنَامِ حَتَّىٰ اِذَا  
اَخَذَتْ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَارْتَبَتْ  
وَظَنَّ اَهْلُهَا اَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا  
اَسْهَأْ اَسْرًا لِّئَلَّا اَوْفَعَا اَجْعَلْنَهَا  
كَانَ لَعْنُ خَلْقًا مِّنْ لَّدُنْكَ لَقَدْ قُضِيَ  
اَلْاَمْرُ لِقَوْمٍ يُفَكِّرُونَ

افراد بشری درین مقام بمنزلہ مردور اند کہ بنا بر مزدوری بمکان احد سے آمدہ اند و آسائش  
شان بمنزلہ آسائش مزدورست کہ در آسائش کل برادری بر چوب کڑی نشسته نفس خود  
را راست میسازد۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔  
مَا لِيْ وَ لِّلْاِنْسَانِ مَا اَنَا وَ لِّلْاِنْسَانِ الْاَلْاَنَامِ  
مجھ کو دنیا سے کیا فتنہ اور میرے اور دنیا کی مثال اسی ہے



اَسْتَرْطَلَتْ تَحْتَ فَجْرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَ  
 جیسے سوار کہ آرام لیا اُس نے ایک درخت کے تلے  
 پھر چل دیا۔ اور اُس کی ہچکچاہٹ کو چھڑ دیا۔

حاشا کہ این دار مدار کمال انسانی بود و نه خودی اینجا کار آمدنی و نه پوشیدنی نہ عمارت این جا  
 عزت است و نه امارت کمال سلطنت اینجا نے فرعون و شد اور انقبض ایزدی جلت غلظت  
 گرفتار ساختہ رسوائے دارین نمود و طوق لعنت عوام و خواص را و در گردن شان نہا و بسیاری  
 مال قارون را و در بزمین فرو برده ہزاران ہزار بلکہ بیرون از حیطہ پاک شدہ اند و خواہند شد  
 قال اللہ تعالیٰ اَلَمْ تَعْصِدْنِیْ اِلَّا وَاٰیٰتِیْ  
 کیا ہم نے نہیں چاک کیا پہلوں کو پھر نیچے ان کے  
 لَعَنَ نَسِیْبُہُمْ الْاٰخِرِیْنَ کَذٰلِکَ اٰیٰتِ  
 چلائے ہیں ہم ہر پہلوں کو اسی طرح کرتے  
 تَفْعَلُ بِالْجُرِیْمِیْنَ  
 ہیں ہم گنہگاروں کے ساتھ

طلب نام و نشان این جہان سربے ست بحقیقت و اوقات خود را و ان برباد و اوان خاک  
 پیرست ہی منفعت قال اللہ تعالیٰ -  
 قُلْ هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ  
 تو کہ ہم بتا دیں تم کو ساتھ بہت ٹوٹا پانے والوں کے  
 اَعْمَالًا اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَبِیْلُہُمْ فِي الْحَیٰوِۃِ  
 عمل میں وہ لوگ کہ کھولی گئی سی ان کی بچہ زندگانی دنیا  
 الَّذِیْنَ تَبَاوَعُوْا اَنْفُسَہُمْ بِحَیٰوِۃِ الدُّنْیَا وَ هُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنْہُمْ یُخْلِیُوْنَ  
 کے اور وہ گمان کرتے پر کردہ اچھا کرنے ہیں  
 صُنْعًا  
 کام -

قرب ان بہن و درست از رحمت و تخم دوستی ان دل کا شتن انداختن است خود را در مغاک  
 لعنت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اَلَّذِیْنَ تَبَاوَعُوْا اَنْفُسَہُمْ بِحَیٰوِۃِ الدُّنْیَا وَ هُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنْہُمْ یُخْلِیُوْنَ  
 دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے  
 اَلَّذِیْنَ تَبَاوَعُوْا اَنْفُسَہُمْ بِحَیٰوِۃِ الدُّنْیَا وَ هُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنْہُمْ یُخْلِیُوْنَ  
 مگر اللہ کی یاد اور وہ خود کو بستی کرے اللہ کی یاد سے -  
 و سے راقبہ ہمت ساختن حرمان ست و آخرت و تمنائے ان دشمن مورت شقاوت است  
 و نہ است قال اللہ تعالیٰ و مَنْ کَانَ یُرِیْدُ  
 اور جو کوئی ہو چاہتا دنیا کی کھیتی اس کو دیں ہم کچھ  
 عَزَّتِ الدُّنْیَا بِنُورِہِ مِنْہَا وَ مَا کَانَ  
 اُس میں سے - اور اُس کو نہیں آخرت میں کچھ  
 فِی الْاٰخِرِیْنَ مِنْ تَصْنِیْبِ  
 حصہ

شاموں و اولایا باعث قرب الہی است و نہ عزت این جہانے جالب عیش جاودانی -  
 و نہا روزے چند است آخر کار با خداوند است و نہا گذشتنی و گذشتنی است و اسباب و  
 لہذا ان چیز کو کہ پدید رود کرانی مرگ بخت میرسد کہ فرستے و مژدن نے وہ -

فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوَصُّیْکَ وَ کَلَامِیْ  
 پھر یہ کہیں گے وصیت کرنا اور نہ طرف اہل اپنے  
 اَہْلِہِمْ یَدْرِیْنَ جَعُوْنَ  
 کے پھر جاویں گے۔

الوٹ الوٹ عقلاً و اطباء و اسباب معالجہ و دوا مہیا و آن بیچارہ در نیچہ قابض الارواح  
 مبتلا اقدار عزیز و حکما و باتینز گرو سیر و این غریب و در سلاسل سکرات الموت اسیر  
 تمام عقلاً و حکما و اگر فراہم آید نہ تواند کہ جنبش ہوئے بوئے باز دارند  
 قُلُوْا اِذَا اَبْلَغْتَ الْمَخْلُوْقَ وَاَنْتُمْ  
 جس وقت جان پہنچی خلق کو اور تم اس وقت دیکھتے ہو  
 حِیْثُمْ تَنْظُرُوْنَ وَ تَخْرُجُ اَقْدَبُ  
 اور ہم اُس کے پاس ہیں تم سے زیادہ برتر نہیں  
 اَلِیْکَ مِنْ حُکْمَہِ وَلٰکِنْ لَا تُبْصِرُوْنَ  
 نہیں دیکھتے۔ پھر کیوں نہیں اگر تم نہیں حکم میں  
 فَکُوْلُوْا اِنْ کُنْتُمْ غٰیِبَیْنِیْنَ  
 کیوں نہیں پھر لیتے ہیں کو اگر ہر حکم  
 تَدْرِیْ جَعُوْا اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ  
 سچے۔

کا قرآن را و دار آسائش آرام ست و مومنان را و از ترو است و انتظار  
 اَلَّذِیْنَ یَرْجُوْنَ اَلْمَوْمِنِیْنَ وَ جَنَّۃِ الْکٰفِرِیْنَ  
 چونکہ مسلمان بے قید نہیں ہوتا اس نے دنیا مسلمان کے  
 لئے جیلخانہ ہے۔ اور کافر چونکہ بے قید ہوتا ہے اس لئے اس کے لئے جیلخانہ ہے۔  
 تمام ان از شرق گرفتہ تا غرب از جنوب تا شمال و از ابتدا تا انتہا اگر کسے را بدست آید  
 بخیر و خاشاک بلکہ بیشتر بل سے لگشتی از خاکستر و خاک و وقت حضور می حضرت رب الارباب  
 نمی آرزو۔

قُلْ یٰۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَعَدَّ لِلْکٰفِرِیْنَ  
 تو ہرگز قبول نہ ہوگا ایسے کسی سے زمین بھر کر سونا  
 کدھبا و کوا فکدی  
 اگرچہ بے میں دیوے یہ سب کچھ  
 و جنب قبول رضائی الہی پیشیزی بلکہ بکتر از ان چیز سے اعتقاد داند ازند۔  
 کو کائنات الدنیا لعلی لعلی عند اللہ  
 اگر دنیا اللہ کے نزدیک پریش کے برابر قدر رکھتی



جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَّا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا  
 شَرْبَةً مَاءً  
 رواہ اللہ تعالیٰ کسی کافر کو اس سے پانی کا ایک  
 گھڑٹ پلاتا۔

ایق بزینت دنیا کا فرست نہ مومن۔  
 وَأَنَّ هَذِهِ الْعِبْرَةُ لِلْمُؤْمِنِينَ  
 تَذَكُّرًا لِّلْمُنْتَفِعِينَ  
 اور یہ عبرت ہے ایمان والوں کے لئے اور نصیحت  
 کرنے والوں کے لئے

و عنایت فرمودہ درین ایام کہ کچھ ہائے این عاجز مرئی ندادند و بہ تربیت اصلاح ایشان  
 عنان توجہ متصرف دارند و نظر مرحمت و تربیت دریغ نہ فرمایند۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ فِي الشَّرَائِعِ وَالْأَقْبَارِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ ذَكَرَ مَسَا  
 أَوْ دِي تَحِيَّ مِثْلَ مَا أَوْ دِي  
 سب تعریف واسطے اللہ کے خوشحالی میں اور بے چینی  
 میں اور درود اور سلام اس ذات پر کہات پر جس نے  
 فرمایا کہ جس شخص کی راہ کی طرف لوگوں کو بلانے میں کچھ کر  
 تکلیف پہنچی ہے، تنہی لکھنے کسی پیغمبر کو نہیں پہنچی۔

از عبد اللہ بن محمد و احمد و عبد اللہ و عبد الجبار و عبد العزیز و بہ فرزدان و ابی بیت بعد از سلام علیکم  
 و علی من لدیکم واضح باو کہ الحمد للہ نعمتہا کے ارجمند الراجحین برین عاجز ہا ان نعمت ریزان است  
 و این عاجز از رب خود باشد رضائے راضی است و از شکر آن جواد مطلق خجل و شرمندہ  
 و بکدام زبان شکر آن مرئی حقیقی سجایا را و از اعظم ترین نعمتہا سے منعم حقیقی جلا و ثنی است  
 کہ شہادت انبیاء است و باد و ستان خود این طور معاملات می کند ما روئی سیاهان کے لائق  
 این نعمت بودیم۔

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ  
 وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ  
 یہ اللہ کا فضل ہے۔ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔  
 اور اللہ صاحب بڑے فضل کا ہے۔

شمار اہم ضرورت است کہ بغیر اقیانین حقیر راضی با سلیبہ و بداندید کہ مولائی ماحول مجیدہ بر ایمان  
 مہربان است۔ کہ ایمان را تنبیه کرو کہ شکر را سجایا را یہ و از ہر گناہاں تو بکفید و با ہم غریب کفید  
 و بچلی گبیہ و خورد و بزرگ در باب نماز سعی تمام کفید و معنی نماز ہمہ دختر ہا را نشان بدید

و در تعلیم شان تکامل کمند و در باب سترچہ نوشتہ کنیم آخر سترچہ کے خداست و خدا ہمیشہ حاضر و  
 ناظر است و عذاب خدا کے جلشاد سخت است ہمہ در دنیا خوار و ذلیل سے شوید و ہمہ در آخرت۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بہر مخلصین کہ جو ایمان راہ وین و خواہان سنت سید المرسلین اند و چہ دوران و چہ نزدیکان و چہ  
 متاہلان و چہ دیگر علاقہ داران این چند احادیث بطریق اعلام و اطلاع نوشتہ می شود و باید کہ  
 ہر یک با ہتمام تمام نظر بفرمودہ رسول کریم داشتہ۔

فَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْقَائِمَ  
 در خانہائے خویش این احکام آہستہ چند مسائل شرعیہ برسانند و سعی تمام در اجرائے آن کوشند  
 مجر اتقا با سلام مقصود نیست بلکہ مقصود شایع اجرائے این احکام است با ہتمام تمام  
 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَاَلَمْ تَشْهَدْ مَعَاتٍ مِنَ النِّسَاءِ بِالزَّجَالِ  
 ابن عباس سے مروی ہے کہ اس نے کہا لعنت کی  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں میں سے ان لوگوں  
 پر جو ناز و بھیس بناویں اور عورتوں میں سے ان جو مردوں  
 پر مردانہ بھیس بناویں۔

و مراد ازین تشبیہ فقہاء وضع زمان است مردان را و اخذ طور مردان است زمان را و این اکثرہ  
 لباس یافتہ می شود اگر چہ در گفتگو نوشتہ است و برخاست و دیگر اطوار نیز موجود می شود و مراد از  
 لعنت در کلمات شایعہ دور نیست از رحمت آہستہ نعوذ باللہ منہا و از انہایت نیست و در شرح  
 بخاری نوشتہ اند کہ ہر گناہ کہ شایع لفظ لعنت اطلاق کر وہ اند ان گناہ از اکبر کبار و رقیع قبا شح  
 سے باشد چرا کہ دیگر کبار را حدود مقرر است و این گناہ پائے نیار و در قباحت تاکہ حد سے برو  
 مقرر شود و در قبول توبہ صاحب این گناہ نیز شارحان را اختلاف بسیار است بعضی بعد م قبل توبہ بک  
 این گناہ قائل شدہ اند و دلیل ایشان دعاء پیغمبر صلی اللہ علیہ آلم و سلم چرا کہ برتر کبان این گناہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ آلم و سلم دعائے بد فرمودہ اند و ہر نبی مقبول الدعوات می باشد خصوصاً نبی ما  
 صلی اللہ علیہ آلم و سلم و بعضی بقبولیت قائل گشتہ اند۔ و دلیل شان دیگر احادیث اند و اسلام  
 علی من اتبع الهدی۔







آما قانا بر گمارید اگر دو صبر و ثبات دادید موافق ارشاد و عز شان محبوبان او خواہید شد و الا  
غور باشد نہا از زمرہ مغضوبان سے شوید و درین نوبت حاجت و عطف و تذکیر تو نیست  
چرا کہ پیشتر ازین ہرچہ نوشتن بود نوشتہ آن را در روز زبان و توشہ دل و ایمان شمرود و طاق  
نسیان نہ اندازید و این دعا را باید کہ مرد و زن و مخور و کلان و روز زبان سازند۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ  
این را رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در حین کرب غم سے خواند، چنانچہ سنست و بخجاری و سلم  
و این دعا نیز لازمست کہ در ساختہ شود کہ در حدیث متفق علیہ آمدہ است۔

أَللّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ  
يَلْقَاهُ مَنْ فِي الْقُلُوبِ لَا يَخْشَعُ وَدَعَاؤُهُ  
يَسْمَعُ وَنَفْسٍ لَا تَسْمَعُ  
اے الہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو مفید نہ  
ہو اور اس دل سے جو نہ ٹوڑے اور اس دعا سے  
جو قبول نہ ہو اور اس جی سے جو سیر نہ ہو۔

و در وقت خواب سی و تسہ بار سبحان اللہ و سی و تسہ بار الحمد للہ و سی و چہار بار اللہ اکبر  
باید خواند و در بخیا چند رسائل معلوم شدہ کہ آن از اصل اصول ہستند و اس المال ہودین  
شمارا باید کہ متفق شدہ ہر یک بقدر وسعت خویش پسیدہ چند اگر از کسی دور و پیہ پیشو  
رو بدہد و اگر یک ملیشود یک بدہد و الا سر و دو آدم یک رو پیہ بدہند و اگر از خود نہ داشتہ  
باشید بقرض باید گرفت چو کہ برائے نفس بار ہا قرض گرفتہ می شود اگر یک بار برائے خدا  
گرفتہ شود مضائقہ نیست و چو کہ مبلغ جمع شوند از راہ ڈاک از وہلی رسائل مذکورہ ظہیر  
بشمار رسانیدہ خواہد شد و درین باب سستی را کار فرمایند کہ علامت ضعف ایمان خواہد بود  
و باید کہ از نصرت غیبی آہی مایوس نشوند و نظر بہت طویلہ نکنند و غور و در کریمہ

حَتَّى لَا تَأْسَفَ الْبَيْنُ الْبَيْنُ وَالْخُذُّ  
أَلَيْسَ قَدْ كُنَّا بِنُوحَاكُمْ هُمْ نَضْمُنَا  
یہا نک کہ جب نا امید ہونے لگے رسول اور خیال  
کرنے لگے کہ ان سے جو شک کیا تھا پہنچی من کو مدد داری

فَتَجِدْ مَنْ تَشَاءُ وَلَا تَسْكُ  
عَنِ الْقَوْمِ الْخَجِرِ مَعِينِ  
پھر چاہا یا ہم نے جن کو ہم نے چاہا اور پھر ہی نہیں  
جانی آفت ہماری قوم کنگارے

کنند امید و افاقہ عنایات حضرت حق و اریک کہ نظر عفو و رحمت خواہد کرد و ضائع شواہد ماند و باید  
کہ در اوقات ثلثہ کہ تفصیل آن در کاغذ فرزندان این عاجز است استعانت خواستن  
را غنیت کبری و دولت عظمیٰ نہ اندوز نہا زہل نگذارند۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

بہر مخلصین کہ جو یان راہ دین و خواہن سنت سید المرسلین اندہ دوران چہ نزدیکان چہ  
مناہلان و دیگر علائقہ داران این چند اعادیت بطریق اعلام و اطلاع نوشتہ سے شو باید کہ ہر یک  
با ہتمام تمام نظر بفرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چنانچہ فرمودہ

لَعَنَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ مِنَ الرِّجَالِ  
وَالْمُنَافِقَاتِ مِنَ النِّسَاءِ  
اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو منافقین  
بھیس بنا دیں۔ اور ان عورتوں پر جو منافقین  
بنا دیں۔

باید کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را معظّم و کرم انگاشتہ عمل نمایند و دیگر آنکہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم پر بغیرین حق اللہ ہم لعنت گفتہ چنانچہ غالباً از حق موسیٰ گستاختم و یاد دیگر  
چند را در موسیٰ بافتن چنانچہ طریقیہ زمانست کہ موسیٰ باشی خود را بر دیگر چیز ایسا رکند و این ثبات  
گناہ عظیمست حد را باید کرد اگر دعویٰ مسلمانی کنیہد بوجہ اہتمام توجہ با سور شرعیہ باید شد اگر روز  
آخرت را حق دانید تا کہید مزید دانید و دیگر آنکہ مردمان سخی کنندگان و ستہارا ہم طعون گفتہ  
است بلکہ در ذہاب شخصی را ویش آنحضرت آوردند حضرت پرسید کہ حال این چگونه است  
السیاب گفتند کہ دستہا سخی کردہ رسول فرمود کہ این را برانید و دور کنید اصحاب پرسیدند کہ قتل  
کنیم فرمود کہ باز قتل کردن مصلحتین منع کردہ شدہ ایم معلوم شد کہ گناہ عظیم دارد و عذاب الیم لازم  
کہ ازین کار اجتناب و منع کشید و تحریر این تقریر زبان قلم تہی شکم راستے سوز و دق و قلب  
مسلمانان را این قدر پیغام رسول کریم کافی و شافی است۔ والسلام۔



مِنْ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى الْأَخْمَنِ وَتَقَعُ اللَّهُ  
 لَنَا بِحَبِّكَ وَبِرَحْمَتِكَ قَوْلٌ مِّنْ لَّدُنْكَ  
 اللَّهُ قَائِمِينَ وَالتَّقْوَىٰ لَعَنَ هُوَ  
 طَوْلُ الْقِيَامِ الْمَطْلُوبِ فِي الصَّلَاةِ وَفِي  
 الْقَلْبِ لَا تَهْ هَذِهِ الرِّبِّ عَزَّ وَجَلَّ  
 أَجَلَ مَا يَطْلُبُ مِنَ الْمُصَلِّينَ خُشُوعٌ  
 وَخُضُوعٌ فَاجْعَلْ هَذِهِ الْآيَةَ نَصَبَ  
 عَيْنِكَ وَكَسْرُهَا حَتَّى تَصْبُغَ وَكَذَا  
 الْمُعْزَلَةُ الثَّانِيَّةُ وَالثَّالِثَةُ قَالَ اللَّهُ  
 وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْكَاذِبِينَ تَلَمَّسُوا تَلَمَّسَكُمْ النَّارُ  
 التَّوَكُّونُ الْكَيْلُ الْقَلِيلُ وَقَالَ أَهْلُ  
 تَعَالَى وَاحِدٌ نَفْسًا مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ  
 وَتَجُودُ بِالْعَدَاوَةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ  
 وَنَجْمُ الْخَالِئُونَ هُمْ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ  
 عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَلَا يُتَوَكَّلُونَ وَالَّذِينَ  
 تَكِيدُ كُرْمُونَ اللَّهُ لَا قَلِيلَ وَاجْتَنُوتَ  
 فِي الظَّالِمِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ  
 آمَنُوا أَذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَقَالَ اللَّهُ  
 تَعَالَى فِي عِلَالِ مَا تَبِ الْمُنَافِقِينَ وَلَا يَذْكُرُونَ  
 اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا وَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ إِلَّا لِيُخْذِبَ  
 الْمُخَلِيعِينَ لَهُ الَّذِينَ حَدِيثُ رَأَى اللَّهَ  
 سَلَا يُعْبَلُ تَحْتَهُ إِخْرَ حَتَّى يُفْقِدَ مَا لَزَا

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور بندہ نفس پناہ لوگوں کے ساتھ جو رکھ رہے ہیں اپنے آپ کو صبح شام چاہتے ہیں اس کی رضا مندی اور بے انصاف وہ لوگ نہیں آتے۔ اور جو لوگ مخالفت کرتے ہیں پھر باز مگر ضرور اور بھی ظالموں میں داخل ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو بت یاد کرو اور اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی تائید میں اور ایمان والوں کو تادیب کے لئے فرمایا میں تم کو مبادا کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کہ نہ تم کو کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے عداوت فرمائی اللہ تعالیٰ نے تم کو تادیب فرمائی

وَمَا أَتَيْنَاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ آخِي  
 أَخْلَصَهُ مِنَ الدِّيَارِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
 كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ آخِي مَا كَانَتْ  
 لَوْجُهُمْ فَهُوَ بَاقِي حِكَايَتِ حَلَبِ عَالَمٍ  
 مِنَ الْفَقِيرِ عَمَّا فَقَالَ الْفَقِيرُ عَلَى  
 طَرِيقِ التَّوَاضُّعِ بَلْ آتَى النَّبِيَّ يَنْبَغِي  
 أَنْ تَذْهَبَ لِي لِأَنَّكَ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ  
 وَفَقِيهًا يَهْدِي قُلُوبَنَا بِمَا نَلِكُ رَحِمَهُ اللَّهُ  
 أَنْ غَلَبَتْهُ الدُّمُوعُ حَتَّى كَادَتْ نَفْسُهُ  
 تَذْهَبُ مِنْ كَثَرَةِ بُكَائِهِمْ وَهُوَ  
 سَيِّدُودٌ وَيَقُولُ مِثْلِي يُحْسَبُ  
 مِنَ الْعُلَمَاءِ وَاللَّهُ مَا يَكُونُ الْعَالِمُ  
 عَالِمًا حَتَّى لَا يَخْرُجَ لَهُ نَفْسٌ إِلَّا بِلَا  
 وَبِاللَّهِ يَكْفِي لَنَا كُلُّهُ وَلَا يَشْرِبُ  
 وَلَا يَتَعَوَّمُ وَلَا يَجْلِسُ وَلَا يَتَكَلَّمُ وَلَا  
 يَسْكُتُ إِلَّا بِلَا وَبِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ  
 وَكَتَبَ هَذِهِ الْحَالُ بِفَقْرِ الْحَالِ وَفَقْرُ الْحَالِ  
 عَلَى مَا ذَكَرَهُ السَّادَةُ الْفُقَرَاءُ  
 أَنْفَعُ الشَّوَارِعِ الْفَقْرُ لَا تَهْ تَوَرَّافُ  
 وَرُبُّكَ تَهْ وَيَسْمُوكَ أَهْلُ التَّصَوُّفِ  
 الْمُرَاقِبَةُ لَا تَهْ فِي كُلِّ نَفْسٍ مُّرَاقِبَةٌ  
 لَمَّا حَكَّمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَكَذَا أَخْبَرْتُ عَنْ  
 بَعْضِ الْأَجْدَدِ مِنَ الْفُقَرَاءِ حَقَّقَانَهُ

اور کیا ہے عمل کی مضبوطی یا رسول اللہ فرمایا علیحدہ اس کو دیا ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو ہونے والی ہے مگر ذات اس کی یعنی جو عمل خالص اللہ کے لئے کیا جائے وہ باقی رہیگا۔ حکایت ایک عالم نے ایک فقیر سے دعا کی تھی کہ اس کی وہ فقیر عاجزی کی راہ سے بولا بلکہ آپ اس لائق ہو کہ میرے لئے دعا کرو کہ نہ آپ علیٰ مسلمین میں سے ہیں اور ان کے فقہوں میں سے پھر نہ سہارا رکھا اللہ کی اس پرست یہ کوفاب ہو گیا اس پر رونا بہا تک کہ قریب تھا کہ اس کی جان نکل جائے بسبب بہت رونے کے اور وہ بار بار یہی کہتا تھا۔ میرے جیسے عالموں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ہنہا عالم عالم نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اس کا کوئی دہلیز نہ آئے مگر اللہ کے واسطے اور اللہ کی مرضی کے ساتھ یعنی نہ کھائے اور نہ پیوے۔ اور نہ کھڑا ہووے۔ اور نہ بیٹھے اور نہ بوسے اور نہ چپ کرے مگر اللہ عزوجل کے لئے اور اللہ عزوجل کی مرضی کے ساتھ اور اس حال کو فقر الحال کے ساتھ نامزد کرتے ہیں اور فقہانہ بیان کے مطابق یہ فقر کی عمدہ قسم ہے۔ کیونکہ یہ فقر کا شگوفہ ہے اور اس کا خلاصہ اور صوفی اس کو مراقبہ کے ساتھ نامزد کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر دم لحاظ کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اور خبر دیا گیا ہوں میں بعض جلیل القدر فقہوں سے کہ جب اس سے کوئی مسئلہ



كَانَ إِذَا سَأَلَكَ فِي مَسْئَلَةٍ تَبَيَّنَتْ  
 مَسَاعِدُ وَجْهِكَ فِي حُجُبِ كَسْبِكَ  
 عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَنْظِرْ أَبْصَارَكَ  
 فِي حُجُبِ كَسْبِكَ أَنْفَعَكَ اللَّهُ الْمُرْتَدُّ  
 بِالصَّوَابِ الَّذِي لَا رَبَّ سِوَاكَ خَلَّصَهُ  
 الْمَكْتُوبُ الْقَنُوتُ فِي الصَّلَاةِ وَ  
 عَدَمُ الْمَرْكُوبِ إِلَى الْعَطَشِ وَالصَّبْرُ  
 مَعَ الْبَنِي يَدْعُونَ رَبَّهُمْ وَدُخُولُ  
 الَّذِينَ لَا يَدْرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلْبًا  
 فِي الظَّالِمِينَ لَا تَذَكَّرُوا لِقَائِهِ عِلْمًا  
 النِّفَاقُ وَالنِّفَاقُ أَشَدُّ أَنْوَاجِ الظُّلْمِ  
 فَاحْفَظْهُ حَرَفًا حَرَفًا وَكَرْمًا وَكَرْمًا  
 بِهِمْ نَفْسُكَ وَأَصْحَابُكَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی از عبد اللہ سجدت والدہ ماجدہ  
 مکرمہ سلمہا اللہ تعالیٰ فی الدارین حمد الہی ست کاین جانب از کثرت شدائد و هجوم مصائب  
 بفضل ایزد تعالیٰ و تقدس ربانی یافتہ و چند سے انقباس کہ در امتحان رو نمود آورده  
 بودند چنانچه مشیت ازل بود بشارت آن و آخرت و الامم اگر چه این مصائب بر ما مردم ظاہر ہیں  
 از بس دشواری و مایہ و باطن ہجر رحمت و شفقت ایزدی ہرگز خالی نہ سبحان اللہ کہ پس از  
 خار گئے نمودار حال باید کہ جز رضائے حضرت حق ملاحظہ فرمایند و در راہ ادائے شکر  
 نمائش ثابت قدم باشند و الصبر مفتاح الفرج را پیش روئی داشته برامضی پر وہ صبر باشند  
 فقط و درین ایام فرحت نظام صلحنا را میروست محمد خان نزد حقیر فائز شدہ و از رہائی  
 انجانب بوطن موقوفہ خویش مشغول مطلع شد۔ ہر چند کہ ترو بے شمار در رسیدن آنجا

پوچھا جاتا تو وہ ایک گھڑی چپ رہ کر جواب  
 دیتا کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میری چتا  
 ہوں کہ میرے لئے کون امر بہتر ہے پس اس وقت  
 اس امر کو اختیار کرتا ہوں اور اللہ راستی کا راہ دکھائے  
 والا ہے جس کے سوا کوئی ناک نہیں ہے اس خط  
 کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز میں قیام لبا کرے اور ظالموں  
 کی طرف نہ جھکے اور ان لوگوں کے ساتھ مہر کرے  
 جو رب کو پکارتے ہیں اور یہ کہ قصور سے یاد کرنے  
 والے ظالموں میں داخل ہیں کیونکہ قلت ذکر  
 نفاق کی علامت ہے اور نفاق ظلم کی سب  
 قسموں سے بڑا قسم ہے پس یاد کرے اس خط  
 کو حرف حرف اور بار بار پڑھ اس کو اور فصیح  
 کر اس کے ساتھ انجا جان اور اپنے یاروں کو۔

کر دہ می شود اما از خرابی طرق چیز سے توقف کر وہ خواہد شد ہر گاہ کہ این بر قہا از راہ پاک  
 خواهند شد انشاء اللہ تعالیٰ این عاجز در آنجا خواهد رسید آیا باید کہ از جملہ رسوم باطلہ  
 دست بردار شدہ و در خدایات و رضائات او تعالیٰ کمر بستہ چست ہست ہر چہ کہ شے او تعالیٰ  
 باشد در امتثال آن سعی کما یبغی بجا آرند کہ ہر چہ رضائی مولیٰ ست از ہما اولے خصوصاً  
 صلوات کہ از عمدہ ارکان دین و اعظم شعار یقین است کہ شش بلع نمایند و ہر متعلقان و پیروان  
 خود را ہم ہیں طریق ارشاد فرمایند و ادعیا ثورہ کہ در حصص حصین وار و شدہ ہمد را و قومہ و جلوسہ و کوع  
 و ہجو و ملاوت فرمایند و از کسالت و سستی خویش کہ در تعلم احکام دین اللہ واقع شدہ بود تائب و  
 دست بردار شدہ آئندہ را در فہم و تدبر احکام الہی عزم مصمم فرمایند چہ این ہمہ ابتلا ہا کہ برین  
 عاجز و بران ماجرہ در و نمودہ از غفلت و سبب کسالت آن والدہ از تعلم احکام دین  
 شدہ بود حالاً بنفس مبارک خویش وعدہ صادق فرمایند کہ بروقت رسیدن این عاجز از  
 غفلت ماضیہ تائب شدہ و ریادہ گرفتن رضیات حضرت حق جل و علا چست خواہم شد و  
 این فقیر را در این ایام چند اشیا در خواب القا شدہ بود برائے ماجدہ و دیگر زیروستان این صاحبہ  
 بقریبے در آید اول آنست کہ از غیب امر صادر شد کہ

قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَآذِ بِكَ وَأَتَّبِعْكَ  
 كُفُّوا وَتِلْكَ قَائِمِينَ

کہ تو انجانبی بیوں اور اولاد اور تا بعد ازوں کو  
 کھڑی ہو جائو اللہ تعالیٰ کے لئے فرمانبردار رہو  
 وقوت را مفسرین کہا بطول قیام ادب بیان فرمودہ پس باید کہ نماز را بطول قیام و حضور تمام  
 و حضور و خشوع مالا کلام تمام فرمایند و برین و تیسر و موالطبت نمایند و ثانی آنست کہ از  
 غیب القا شدہ کہ

وَلَا تَدْرِكُونَ آلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمُ الْيَوْمَ  
 أَلْظَالِمُونَ هُمُ الَّذِينَ يَحْلِفُونَ عَلَى أَمْرٍ  
 رَبِّهِمْ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ عَلَيْهِ

اور نہ جھکوں ان کی طرف جو ظالم ہیں پھر شیخ جاوگن کہ اگر  
 و پس ازین ہوید اگر دید کہ  
 ظالم وہ لوگ ہیں جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے  
 حکم کی پھر باز نہیں آتے۔  
 پس باید کہ از فتنہ ظالمین شجاذ و زریہ و در گوشہ سلامت از ایشان جاگیرند۔







رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي  
رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءَ

اے رب میرے گھر میں رکھنے والا نماز کا اور اولاد  
میری سے اے رب میرے اور قبول کر دعا میری ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

من عبد الله إلى عبد الله قال الله تعالى :-

اور کہا یہ ہے راہ میری سید ہی سوا اس پر چلو اور بت  
چلو کئی راہیں پھر تم کو چھٹا دیگے اس کی راہ سے  
یہ کہہ دیا ہے۔ شاید تم

$$+ \frac{1}{2} \frac{d^2 \phi}{d\tau^2}$$

اور بدعتوں سے پرہیز کرنے میں یہ آیت کافی ہے۔

عن أبي ذر غات فتدبر في قوله وجعله نصب العين  
 نفس مكراس من اور اس کو کہ نظر رکھ۔

و تحقیقات الحاف را منتظر مهتم موانع بخیر باد و عبد الرحمان را نیز بنمائید که برائے هر دو شما نوشته ام  
و عبد الرحمن را که مشهور بمصوّر جان است و اصنع باو که چون حقیر را در علی عباد الله الصالحین یاد می کنی  
ارحم الراحمین شما را نیز یاد کند آمین - و مجموعہ شیخ محمد بن زید بجمہ اکبر برہید تا نقل کرده روانہ کند از غزنی

فَمَنْ أَتَبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْغَىٰ

قصص العین: پید ساخت و عید اللہ و واضح باد کہ برائے آشنا یان این مضمون را بہ تفصیل نوشتہ کنید

نہ دیا اللہ تعالیٰ نے۔ جس قسم اللہ تعالیٰ

کتاب کا اللہ سے ہے جو ہر دست ہے خبردار گناہ بخشے  
والا اور تو بہ قبول کرنیوالا نجات عذاب کرنیوالا صاحب  
انعام کا نہیں کوئی مسبود مگر وہی طرف اس کی  
ہے پھر جانا۔

دور فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس اگر آؤ گئی تمہارے پاس  
 دوسری طرف سے چاہت ہے چل کر تیرے ساتھ پروردگار کے پاس  
 نہ وہ تکلیف میں پڑے گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَسْبُكَ  
تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ  
غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ  
الْعِقَابِ ذِي الْقَوْلِ الْأَعْلَى هُوَ  
الْحَكِيمُ الْمُبِينُ

وَقَالَ اللَّهُ تَوَالِي قَائِمًا يَا بَيْتُكَ كَمْ مَرَّةٍ هَدَى  
قَسَمِي أَنْجَعَهَا لِي فَلَا يُضِلُّ وَلَا يَشْقَى

قول ابن عباس رضي الله عنهما في نصب العليم باب رسالت.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَكْفُلُ اللَّهُ تَعَالَى لِيَسْمَعَ  
قَرَأَ الْقُرْآنَ وَحَمِلَ بِكَافِرِهِ أَنْ يَكْفُلَ  
يَصْنَعُ فِي الدُّنْيَا وَلَا يَشْقَى فِي الْآخِرَةِ  
وَقَفَ عَلَى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَتَأَمَّلَ فِيهِ  
فَأَمْسَرَ مَدَامُ الَّذِينَ فَأَجْعَلَهُ مُطَبَّ الْعَيْنِ  
وَقَالَ تَعَالَى وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَاغْرُوبًا  
فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ آفَافًا قَالَ رَبِّ لِي حَشْرَتَيْنِ  
أَعْلَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا قَالَ كَذَلِكَ  
أَتْلُوكَ آيَاتِنَا فَتَنِيكُمَا وَكَذَلِكَ  
الْيَوْمَ نُنْشِئُ وَكَذَلِكَ آيَاتُ خَيْرِي مِنْ آسَافٍ  
وَلَكُمْ يُؤْمِنُ يَا أَيُّهَا رَبِّكُمْ وَلَعَذَابُ  
الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَى سَلَامٌ عَلَيْكُمْ  
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

نقل خط مولانا مولوی عبد اللہ خلیفہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ بِاللَّيْلِ نَبِيٌّ قُرْآنُ يَوْمِ  
 خُدَمَةِ إِيْنِ تُبْتُ إِلَى اللَّهِ مِنْ قُرْآنِ  
 وَمِنْ دَائِي سَمِعَ اللَّهُ دُعَائِي وَتَدَا فِي  
 فِي بَيْتِي دَكْرِي

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ ۥ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ  
 اے خداوند منیٰ تو ہی مرا خدایا تو ہی پالنے والی ہستی

اس آیت کی تفسیر میں ابن عباسؓ کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ  
ضامن تھا ہے اس شخص کے لئے جو قرآن مجید پڑھے اور  
مطابق اس کے عمل کرے دنیا میں گمراہ نہ ہوگا اور آخرت  
میں تکلیف میں نہ پڑے گا۔ تو مفسر ابن عباسؓ کے قول پر اور  
آئی کہ اس میں ایسی تحقیق ہی پر مدار ہے دین کا پس رکھو تو  
اس کو نہ نظر پنا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جس نے  
منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کو مٹنی ہے گذران تنگ اور  
مٹھا لادیں گے ہم اس کو دن قیامت کے اندھا وہ کیسے گائے رب  
کیوں مٹھا لایا تو مجھ کو اندھا اور میں تو قصداً کہتا فرمایاں ہی  
پہنچیں نصیب مجھ کو ہماری آیتیں کہ تو نے اُن کو بھلا دیا اور اس طرح  
آج تجھ کو ہم بھلا دیں گے۔ اور اسی طرح جہلا دیں گے ہم اس کو  
جس نے ہاتھ پھڑا اور لعین رکھا اپنے رب کی باتوں پر اور کھیلے  
تھر کا عذاب سخت ہے۔ اور بہت دیر رہتا۔

المعلم الزمان شيخ عبد الله طاهر نوري

الرحمن الرحيم

اللہ اللہ اللہ اے غریبی میری کہیں مراد کو پہنچتا میں اپنے باپ  
 کی خدمت کے نور کے ساتھ میں بانٹا یا اپنی زیادت اور بڑی عادت  
 سنا ہے اللہ تعالیٰ پکار میری اور نڈا میری سقاری اور  
 غم میں -

اکسی تو میرا پروردگار ہے -  
 دادِ نعم کہ برائی چہ می پائی -







کہ تا این وقت خوشنود کردن والدہم موثق مذکور می ترسم کہ از من گاہے خوشنود نمی شوی کہ رضائے تو نباشد بقائے من برائے چه باشد عاقبت فنائی من باز چه باشد۔

وَاللّٰهُ لَا اَذْرٰی مَا یَفْعَلُ رَبِّیْ  
بجہا میں نہیں جانتا کیا معاملہ کرے گا میرے ساتھ۔

ورگہ زشتہ عمر خود چیزے نہ کر وہ ام کہ لشکین جانم شود آئندہ ازین بندہ چه ویدہ آید۔

یا حسرتی علی تعبیر اللہ  
اے افسوس عبد اللہ پر۔

اگر خاک خواری بر سرے باشد چه کند روز بروز کار تباہ خود بدتر سے بیند عزیزا خود ملا تم۔

وَاَنَا مِلَّیْکُمْ  
اور میں ملامت میں چلا ہوں۔

چه کنم چارہ کار بشوی بد کردار از دستم رفتہ دیدہ و دانستہ از خدمت بابرکت والدہ بزرگوار کنار گرفتہ سزا سے پروردگار موافق کردار ست۔

فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ  
پھر جب وہ پھر گئے پھر دئے اللہ نے دل من کے۔

در دلم بیمار است لاچار چارہ من زار است اگر زاری کنم و اشک دل جاری کنم ہائے چه کنم۔

وَاَدْعُوا رَبِّیْ عَسٰی اَنْ لَا اُکُوْنَ بِدُعَاؤِ  
اور میں پکاروں گا اپنے رب کو امید ہے کہ ہر گاہ اپنے

رَبِّیْ سَقِیْتُ  
رب کو پکار کر محسوسم۔

شاید کہ باران رحمتش دل مرده را زنده کند و آثار رحمت گسترده

وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ بَعْدِ مَا  
اور وہی ہے جو اتار دیتا ہے بعد چھپے اس سے کہ اس

قَطُوعًا وَ یَنْشُدُّ رَحْمَتًا  
توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی مسر۔

ابھی چه عجب از بندہ دل مرده و جان و تن سووہ خدمتے سرزند کہ شرف خوشنودی من فی رضا

رضائے عزیز اجل بدست آرام۔

وَكُنَّا اِلَیْکُمْ عَامِدًا فَوَاَ اَنْزَلْنَا  
تو دیکھتا ہے زمین دلی چڑی پھر ہاں ہم نے انار اس پر

حَکِیْمًا لِّمَا اَعْطَیْتَ وَرَبَّتْ وَ اَنْبَتَتْ  
پانی تازی ہوئی اور آبھری اور اوگا ئیں ہر نباتات

مِنْ حَکِیْمٍ رَفِیْعٍ جَبَّارٍ  
بھانت رونق کی چیزیں۔

باران ہم تو بہا و سبزہ ناز ہم تو بہا و باران از من بردارہ را با مسپار بلکہ مارا از میان بردار از

من اگر چیزے بیشدا تا امروز خود چیزے میشد یارب من گویا نیم تو سے پانچم زندہ تو یکم ہدایت

از تو سے جو یکم بہت ادائی شکر والد از تو می خواہم۔

رَبِّ اَوْ زَعِیْفٌ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ اِلٰہِ  
اے میرے رب میری قسمت میں کہ شکر کروں احسان تیرے کا۔

موئے سیاہم سفید گشت و دل سفیدم سیاہ آہ کاشکے برنگس بودے۔

اَبِیْ النَّفْسِیْ تَقُوْا کَافًا وَ رَکِیْجًا اَنْتَ تَحِیْیُ  
اے میرے رب میرے نفس کو بچ چناؤ اس کا اور

مَنْ رَکِیْجًا اَنْتَ وَ لَیْسَ بِهَا وَ مَوْتُ لَیْسَ  
پاک کر اس کو تو ہر پاک کر تو اے اس کو تو ہے حاشی

اس کا اور صاحب اس کا۔

باز ہم درین غم سر از دل تشریب باجل از غایت کوری دل و نہایت طول امل خواہم آرام و

شہوت نفس خود جو جان آخر تابکے۔

اَلْیُسْرٰی اَلْیُسْرٰی حَتّٰی زُرْنٰہُمُ الْمَقَابِرَ  
غفلت میں دکھانم کہ بہتایت کی حرص نے۔

بشامت ناشدنی والد ماجد از مناجات رب العزت و تلاوت آیات وی شیرینی و آرام

دل نے با ہم چه کنم کہ دل نیا ہم الا بذر اللہ نظمن القلوب اگر قلب می بود فائدہ و تذکرہ ہم

سے بود۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَآیٰتٍ لِّمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اِلٰہِ  
اس میں سوچنے کی جگہ ہے اس کو جس کے اندر دل آواز

ہرگز از ہدایت قرآن بہرہ نیست از ضلالت خود اورا چارہ نیست۔

یُحْیِیْہِمْ بِہٖ کَثِیْرًا وَ یَمْحُوْہِمْ بِہٖ کَثِیْرًا  
مگر او کرنا ہے اس سے بہترے اور راہ پر لاتا ہے اس سے بہتر

بیان اہل ضلال کہ از قرآن بے بہرہ اند۔ خود با حسن تفسیر واضح فرمودہ

وَمَا یُضِلُّہُمْ بِہٖ اِلَّا الْفُتُوْرٰتُ اِلٰی قَوْلِہٖ  
اور گمراہ کرنا ہے انہیں کو جو بے حکم ہیں جو قوت ہے

و یَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ اَنْ یُّوْحَلَ  
قرار اللہ کا مضبوط کئے چھپے اور توڑنے ہیں جو چہرہ اللہ

سے فرمائی جوڑی آخرایت تک

قاطع رحم از تو قطع است و از کلامت بی بہرہ یارب این قطع شدہ را چارہ چه باشد اے

کسے کہ نشانی جہنمی داشتہ باشد کہ نہ دل دار و نہ چشم نہ گوش۔

وَ کَفَعْنَا قُرْاٰنًا لِّیَحْضَرُہُمْ کَثِیْرًا  
اور ہم نے پھیلا رکھے ہیں دفعہ کے واسطے بہت جن اور

اِنْجِنَ کَالْاَنْفٰسِ لَیْسَ لَہُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَہُوْنَ  
آوی آن کے دل ہیں کہ اُسے سمجھتے نہیں۔







مَعَ الصَّادِقِينَ وَلَا تَطْعَمُ مَنْ أَغْفَلْتَ  
 قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ  
 چون از اعتماد بر غیر خدا خصوصاً مبتدعین تو به وضوح کردی

وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلْ لَوْ أَنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ  
 اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر جو تم ایماندار

معمول ساختہ پس از متقیان شد پس مضمون

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا  
 بِزُرْقَةٍ مِنْ حَيْثُ يَشَاءُ بِحَسْبِ  
 اور جو ڈرے اللہ سے کرتا ہے اللہ اس کے واسطے  
 نصابی اور روزی دیکھے اس کو جہاں وہ نہیں خیال کرتا  
 ہمہ کار ہائے ایشان را مری می شود و ہجرت کند و ترک کند رحمہ مالونات خود را و در وقت ہجرت  
 از تہ دل نیت کند کہ یا از جسم الراحمین من برکے اعتماد ندارد و بہ کسے امید ور جائز کردہ ام  
 محض برای رضائی تو مالونات خود را ترک کردہ ام و رضائے تومی طلبم و ہر جا کہ باشد  
 مرا آغا برسان و بعد از اللہ جان بعد از سلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ واضح باد کہ بارہ سے  
 نویسی چند حرف از نصاب برائے ما نوشتہ کنید حقیر می گوید کہ الحمد للہ ہمہ اکثر اگر کسے ہست  
 خصوصاً از فرزندان حقیر کہ راہ مریضات رب عزیزی طلبہ و می گویم اللہ تعالیٰ حبیبی  
 و کلامی تو نماز بیکند و تو یہ ہر بار کہ می نوشتی کہ برای ما چند حرفی از نصاب  
 نوشتہ کنید حقیر چون خود را لائق این منصب نمی دید ہر بار کہ راحمین متوجہ سے شدہم  
 کہ ہر چہ در حق عبد اللہ مناسب ست در دل حقیر میندازید پس آنچه در دل حقیر بعد از  
 دعا کے بسیار افتادہ می نویسم بسبیل اختصار حافظ ابن قیم در جلد ثانی از اعلام الموقنین  
 نوشتہ و کہ من ایچ و حدیث و اشک  
 نکل علی اشیاء الصالحات و تبارک و تعالیٰ  
 و لا قید آء و القسٹ بقولہم  
 و ہذ بیہم و سینہ ہم و قال حافظ  
 الوحی بن یمنی فی کتاب الفہ  
 فی ہذا التوکیع یجب أن یعلم أن التوکیع  
 اور ایسی ہست آئیں اور حدیثیں اور آثار ہیں جو  
 دلائل کرتے ہیں صحابہ اور تابعین کی تائیداری پر اور  
 اقول پر وہ چاہیں کہ ہمہ کمال ہرے ہر آدمی کا حافظہ راحمین  
 ابن قیم نے اپنی ایک کتاب میں جس کو اس نے اسی  
 مسئلہ میں تصنیف کیا ہے اس بات کا جاننا  
 واجباً ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْأَصْحَابِ مَعَانِي  
 الْقُرْآنِ كَمَا بَيَّنَّ تَعْدُّ الْأَطْلَعُ فَقَوْلُهُ  
 تَعَالَى لِيَتَّبِعِينَ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلَ إِلَيْهِمْ  
 يَتَّبِعُونَ هَذَا وَهَذَا وَقَدْ قَالَ أَبُو  
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّيْلِيُّ حَدَّثَنَا الَّذِينَ كَانُوا  
 يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ كَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ  
 وَعَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَغَيْرِهِمَا أَنْ تَعْمَدَ  
 كَانُوا إِذَا تَعَلَّمُوا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ عَشْرًا يَتْلُو لَمْ يَتَّجِدُوا وَهَذَا حَتَّى  
 يَتَعَلَّمُوا مَا فِيهَا مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ  
 قَالُوا فَيَتَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَالْعِلْمَ  
 وَالْعَمَلَ جَمِيعًا وَيُحَدِّثُوا كَانُوا يَتَّبِعُونَ  
 مَدَّةً فِي حِفْظِ السُّورَةِ وَأَطَالَ رَحْمَةُ  
 اللَّهِ إِلَى أَنْ قَالُ فَصْلًا وَالْأَخْلَافُ  
 فِي التَّفْسِيرِ عَلَى نَوْعَيْنِ وَأَطَالَ إِلَى أَنْ  
 قَالَ ائْخَطًا فِيهِ مِنْ جِهَتَيْنِ حَتَّى تَأْتِيَ  
 تَفْسِيرِ الصَّحَابَةِ وَالْتَّابِعِينَ وَتَأْتِيهِمْ  
 بِإِحْسَانٍ فَإِنَّ التَّفَاسِيرَ الْأَوَّلِيَّةَ كُنَتْ  
 فِيهَا كَلَامٌ هُوَ كَلَامُ صِرْفَةِ الْكَلَامِ  
 يُوجَدُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ هَاتَيْنِ الْجِهَتَيْنِ  
 مِثْلُ تَفْسِيرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّادٍ وَالْعَزَّيْزِيِّ  
 وَكَيْفِ وَالْحَقَّاقِ وَأَمَّا الَّتِي إِلَى أَنْ  
 قَالَ ائْخَطًا تَأْرَةً فِي الدَّلِيلِ وَتَأْرَةً

وسلم نے صحابہ کے لئے قرآن کے معنی ویسے ہی بیان کئے  
 جیسے قرآن مجید کے لفظ پس اللہ تعالیٰ کا قول اور ہم نے  
 اتاری تھہرکت ب تامل سنانے تو لوگوں کو جو اترا کی  
 طرٹ شامل ہے قرآن مجید کے الفاظ اور معانی دونوں کو  
 اور کہا ابو عبد الرحمن السیلمی نے بیان کیا ہم سے ان لوگوں  
 نے جو قرآن مجید پڑھتے تھے جیسے عثمان بن عفان  
 اور عبد اللہ بن مسعود وغیرہ کہ وہ جس وقت حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دس آیت پڑھ لیتے تو آگے  
 نہ گذرتے یہاں تک کہ سیکھ لیتے وہ علم اور عمل جو ان  
 آیات میں ہوتا تھا کہ انہوں نے پس کھاتے حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو قرآن اور علم اور عمل سب اور  
 اسی واسطے ایک ایک سورت کی یاد میں ایک ایک  
 وقت پڑھتے رہتے اور دراز کیا اس مضمون کو ابن قیم  
 نے اللہ کی اس رحمت میں یہاں تک کہ کہا اور تفسیر  
 میں اختلاف کرنا دو قسم ہے اور ہر اس میں طول یا  
 کہ کما خطا تفسیر میں دو وجہ سے واقع ہوتی ہے  
 جو وہ دو اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کی تفسیر کے  
 بعد ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ ابن تفسیر میں صرف صحابہ  
 اور تابعین اور تبع تابعین کی کلام ذکر ہے ان میں ان دونوں  
 میں سے کوئی جہت موجود نہیں جیسے عبد اللہ بن عباس اور  
 کعبہ اور اسحاق کی تفسیریں یہاں تک کہ کما کبھی  
 خطا دلیل میں ہوتی ہے اور کبھی دلیل میں  
 اور کبھی دونوں میں



فِي الْمَذْكُولِ قَالُوا لَنْ نَخْطُوهُ فِي حَسْبِ  
 مِثْلِ طَوَاتُفٍ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ اعْتَقَدُوا  
 مَذَاهِبَ بَاطِلَةٍ وَعَمَدُوا إِلَى الْغُرَابِ  
 كُنَّا وَكَلُوهُ عَلَى رَأْيِهِمْ وَكَسَرُ لِحْمِهِ  
 سَلَفٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ لَكَ  
 فِي رَأْيِهِمْ وَلَا فِي تَفْسِيرِهِمْ وَكُنَّا  
 صَنَعُوا تَفَاسِيرَ عَلَى أَصُولِ مَذَاهِبِهِمْ  
 مِثْلَ تَفْسِيرِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَيْسَانَ الْأَصْبَهَانِي  
 وَالْجَبَّارِيِّ وَعَبْدِ الْجَبَّارِ وَالْمُرْمَانِيِّ وَالرَّحْمَنِيِّ  
 وَأَمَّا لِحْمُهُ وَمِنْ هُوَ لَوْ مَنْ يَكُونُ  
 حَسَنَ الْبَيَانِ فَيُذَكِّرُ الْبَيْتَ فِيهِ وَالْأَكْثَرُ  
 النَّاسُ لَا يَعْلَمُونَ كَصَاحِبِ الْكُتَّافِ  
 وَنَحْوِهِ حَتَّى أَنَّهُ يَدْرُجُ عَلَى أَخِي كَثِيرٍ  
 مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ كَثِيرٌ مِنْ تَفَاسِيرِهِمْ  
 الْبَاطِلَةِ وَتَفْسِيرُ ابْنِ عَطِيَّةٍ وَأَمَّا لَهُ  
 أَنْبَعُ لِلْسُّنَّةِ وَأَسْلَمُ مِنَ الْبُذْءِ عَمْرٍ  
 وَكَلَّمَ كَلَامَ السَّلَفِ الْمَأْثُورِ  
 عَنْهُمْ عَلَى وَجْهِهِ لَكَ أَنْ أَحْسَنَ  
 قَائِدُهُ كَثِيرٌ مِمَّا يَنْقُلُ مِنْ تَفْسِيرِ ابْنِ  
 جَرِيرٍ الظَّاهِرِيِّ وَهُوَ مِنْ أَجْلِ التَّفَاسِيرِ  
 وَأَعْلَمُ بِمَا قَدْ رَأَى أَنَّهُ يَكْرَهُ مَا يَنْقُلُ  
 ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ السَّلَفِ وَكَثِيرٌ مِمَّا يَرْوَاهُ  
 أَنَّهُ تَوَلَّى الْحَوَاقِفَ وَرَأَيْنَا يَعْزِي بِهِ  
 پس جنہوں نے دلیل مدلول دونوں میں غلط کی ہے۔  
 اہل برکت کی جماعتوں کی طرح انہوں نے اعتقاد کیا  
 باطل مذہبوں کا اور تصدیق قرآن مجید کی طرف پھر  
 اس کی تاویل کی اپنی رائے کے مطابق اور نہیں ہے  
 ان کا کوئی پیشرو صحابہ اور تابعین سے نہ ان کی  
 رائے میں نہ ان کی تفسیر میں اور تصنیف  
 کی انہوں نے تفسیر میں اپنے مذہب کے اصول پر  
 جیسے عبد الرحمن بن کیسان اصم اور جہانی اور  
 عبد الجبار اور رمانی اور زحشری وغیرہ کی تفسیریں  
 اور ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کی  
 عبارت رنگین ہے اس میں بدعت کو ایسے بیان  
 کر دیا ہے جیسے حلوے میں زہر جیسے صاحب  
 کشف اور بہت لوگ نہیں جانتے یہاں تک کہ  
 اہلسنت کے بہت  
 لوگوں کے درمیان انکی جھوٹی تفسیر  
 نے رواج پایا ہے اور ابن عطیہ اور اس کے مثال کی تفسیر  
 سنت کے موافق ہیں اور بدعت کے بھی ہو لیکن غلطی  
 ہے کہ وہ سلف کی کلام جو بہو نہیں رہے دیتا۔  
 بلکہ بدعت ہمارے ابن جریر طبری کی تفسیر سے جو وہ عمدہ  
 تفسیر ہے۔ سلف کی کلام نقل کرتا ہے پھر اس  
 کے بعد ان لوگوں کی کلام نقل کرتا ہے جن کو  
 وہ اپنے ذمہ فاسد میں متفقین خیال کرتا  
 ہے اور مراد اس کی متفقین سے

طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكَلَامِ الَّذِينَ قَرَرُوا  
 أَصُولَهُمْ بِطَرِيقٍ مِنْ جَنْبٍ مَا قَرَرَتْ  
 بِهِ الْمُعْتَزِلَةُ أَصُولَهُمْ وَإِنْ كَانُوا  
 أَقْرَبَ إِلَى السُّنَّةِ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ  
 لَكِنْ يَتَّبِعُونَ أَنْ يُغْطِيَ كُلُّ ذِي حَقٍّ  
 حَقَّهُ فَإِنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ  
 وَالْإِمَامَةَ إِذَا كَانَ لَهُمْ فِي الْأَيَّةِ  
 تَفْسِيرٌ وَجَاءَ قَوْمٌ فَتَسَرُّوا لِأَيَّةٍ  
 يَقُولُ اخْرُجْ لِحْمٍ مَذْهَبِ اعْتَقَدُوا  
 وَذَلِكَ الْمَذْهَبُ لَيْسَ مِنْ مَذْهَبِ  
 الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ صَارَ مُشَارِكًا  
 لِلْمُعْتَزِلَةِ وَعَيْنِ هِمٍّ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ  
 فِي مِثْلِ هَذَا وَفِي الْجَمْعِ مَنْ عَدَلَ  
 عَنْ مَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ  
 وَتَفْسِيرِ هِفْطَلِيِّ مَا يُخَالِفُ ذَلِكَ كَانَ  
 مُخْطِئًا فِي ذَلِكَ بَلْ مُبْتَدِعًا لِقَوْمِهِمْ  
 كَانُوا أَعْلَمَ بِتَفْسِيرِهِمْ وَمَعَانِيهِمْ  
 كَمَا اتَّفَقُوا عَلَيْهِمْ بِالْحَقِّ الَّذِي بَعَثَ  
 اللَّهُ بِهِ رَسُولَهُ اتَّهَمُوا كَلَامَ ابْنِ عَجَلٍ مَخْطِئًا  
 اہل کلام میں جنہوں نے اپنے ویسے ہی اصول  
 مقرر کئے ہیں۔ جیسے معتزلہ نے اور اہل کلام  
 اگرچہ معتزلہ کی طرح سنت سے دور نہیں ہیں۔  
 بلکہ ان سے بہت قریب ہیں۔ لیکن ہر حق والے  
 کو اس کا حق دینا چاہئے۔ پس تحقیق صحابہ  
 اور تابعین اور ائمہ کی جب آیت میں تفسیر  
 موجود ہو۔ اور دوسرے لوگ اپنے مذہب کے  
 مطابق آیت کی کچھ اور تفسیر بیان کریں۔ اور  
 ان کا مذہب صحابہ رضہ اور تابعین رضہ  
 کے مذہب کے مطابق نہ ہو تو یہ لوگ اس تفسیر میں  
 معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کے شریک ہونگے حاصل  
 یہ ہے کہ جو شخص صحابہ اور تابعین کے مذہب اور  
 ان کی تفسیر سے مدد کر کے ان کا خلاف  
 کرے وہ اس فعل میں غلط کار ہے۔  
 بلکہ مبتدع کیونکہ صحابہ قرآن کی تفسیر  
 اور معنوں کے بہت واقف تھے۔ جیسے  
 وہ اس حق سے زیادہ واقف تھے۔  
 جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو دیکر بھیجا۔

۱۲  
 ابن رابعہ از القاضی سیار با رحمہ الرحمین درول افتادہ سہل نباید انکاشت و علیحدہ بخط  
 خوب برکت ب کہ کثیر الاستعمال شما باشد نوشتہ نیم بقدر آن تامل کردہ و اہدانا لہر ط  
 استقیم خواندہ و حقیر نیز دعائی کند اللہم ہب لہ ثوراً یہتدی بہ۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

از عائد بالله عبد الله بخلصان صمیمی و محبان قدیمی عموماً و مبولوی حیات گل عبد الله  
قلعه والو هدایت الله و خصوصاً بعد از سلام سنون و ادعای حاجت مقرون واضح باد که فقیر  
چون خود را با بلاغ احکام امر بن مذکورین در حکم فرمان واجب الاذعان

فَکُنْ لِّعِبَادِیَ الْاٰذِنَ الَّذِیْ اَسْتَوْفِیْتُ الْقُلُوْبَ کَیْ لَا یَرِیَ مِنْهُ بَیْزٌ وَ لَیْسَ مِنْهُ مَکْرٌ وَ لَیْسَ مِنْهُ  
و یَنْفَعُوْا اَمْرًا و یَنْفَعُوْا سِرًّا و یَنْفَعُوْا عَلَانِیَةً خُجَّ اَیْنَ اَمْرٍ دِی رُوْی مِیْنَ سَیِّئٍ اَوْ کَیْ  
مِیْن قِیْلِ اَنْ یَّآئِیْ یَوْمَ لَیْسَ مِنْهُ فِیْهِ وَ لَیْسَ مِنْهُ اَمْرٌ دِی رُوْی مِیْنَ سَیِّئٍ اَوْ کَیْ  
ما موری بنده لہذا چون بخلصان را از جمله عباد الله دانستہ ام کہ در اقامت صلوٰۃ کہ از عمدہ  
ارکان اسلام است حق سعی بجای آرید و در رعایت اوقاٹ و خصوص و خشوع و تطویل  
ارکان نوعی از تقصیر نہ نمائید و در افتاء و اجراء و تبلیغ احکام رب العالمین خصوصاً  
توحید و تفریق حق کما فی سبجای آرید و احوال گنہامی و فروتنی و شکستگی را کہ شعار عباد الله است  
سیما خود سازید و حب و جاہ و ریاست را وراء الظہر انداختہ در تحصیل مرضیات حق جل و  
علی کمر بستہ چست بستہ اوقات عزیزہ را بر باد نہ دهید و آیہ وافی مہایہ

وَلَا تَاۡخُذْ بِالۡاِخۡصَۃِ جَعَلَهَا لِلَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَہَا  
یُرِیۡدُ لَیْسَ عَلَیۡکَ فِی الْاٰرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ  
را نصب العین سازید کہ بار بار ہمیں آیہ ملہم شدہ ام۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

از عبد الله محمد سلام علیکم ورحمۃ الله وبرکاتہ واضح باد کہ معنی لا اله الا الله این است کہ حب و تعظیم  
غیر الله نکنی مانند حب و تعظیم الله و اگر کسی حب و تعظیم غیر کرد مانند حب و تعظیم  
دب پس آن شخص مشرک است۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّخۡتَفِیۡ دُوۡنَ اللّٰہِ  
اَنۡ اَدۡاٰ یُجۡوِزُوۡا نَعۡمَ کَحَبۡتِ اللّٰہِ اَلَا یَاۡہُوۡ  
یُوۡسُفُ عَلَی الدُّنۡیَا وَ عَلَی الدِّیۡنِ مَحۡدُوۡثِ اَمَّا  
اور بعض لوگوں میں سے وہ ہیں جو چھپنے میں سوائے  
الله کے شریک کو بھی کہتے ہیں اُن سے مجھے بہت لعنہ کی گئی  
اَنۡ اَدۡاٰ یُجۡوِزُوۡا نَعۡمَ کَحَبۡتِ اللّٰہِ اَلَا یَاۡہُوۡ  
ہو جو یہ روپے کا بندہ اور اس کے بندہ۔

شاید این معنی است پس ضرور احکام الہی را معظم از احکام دیگران دانید و خوف مولائی خود زیادہ  
باشد۔ از خوف دیگران والا از اصحاب لا اله الا الله نیست و این اشراک فی الحب جہانگیر  
ست الا من عصمہ الله تعالی و اگر تقوی کردی ازین شرک برکات سماوی نازل میشود بر جان مال  
وَمَنۡ یَّحۡقِیۡقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا اَلَا یَاۡہُوۡ اور جو ڈرے الله سے نکالتا ہے الله اُس کے لئے سبب صمیمی کا  
شاہد این معنی است در زاد و المعاد است کہ فروختن کتابہائے کہ در آن شرک باشد بہتر است۔  
از فروختن اصنام پس فروختن کتابہا کہ سبب اعراض باشد از کلام الله و سنت رسول الله  
و موجب تفرق باشد میان امت کہ ہر دو موجب دخول نارست نیز بہتر است از بیع اصنام۔  
پس شمارا ضرور است کہ در اشاعت دین منزل سعی تمام و کلفت مالا کلام کشیدہ در اشاعت دین  
مبتدل کہ محارب است با خدا و رسول مدتی است۔ کہ حقیر بزبان حال مقال میگود یا عظیم انا خاتم  
عظمتک من انصاری الی الله خصوصاً در حق فرزند امان چہ قدر تضرع و زاری می کنم کہ از  
انصار گردانید یکشب خواب دیدم کہ فرزند محمد آن درختی کہ نزد قبر جدم محمد شریف بود پیوندے  
کنند و آن درختے بود عظیم کہ مانند آن دیدہ نشدہ کہ ہر یک شاخ آن مانند درخت عظیم بود و الحال  
دیدم بہر نہا بود شد لکن پنج آن باقی ست شما آنرا پیوندی کنی قبل ازین کہ خراب شدیم آن درخت را دیدم  
کہ خراب شدہ الحال کہ دیدم کہ شما آنرا پیوندے کنی امید عظیم شد کہ قرآن و حدیث جاری میشود و شاہد  
تعالی و در بہان شب باز دیدم کہ شما صبح بخاری را شام تا طبع کے کنی و حقیر نیز در آنجا است و چار پنج خط  
بوست خود نوشتہ می کنم الغرض کہ این بشارت است سعی تمام کلفت مالا کلام در اشاعت دین خلاص بکنید کہ  
زندگی نعمت است بعد از مرگ بھیج می شود و عبارت حافظ ابن تیمیہ نوشتہ می شود

فَاَحۡفَظۡہُمۡ وَاَجۡعَلۡہُمۡ نَصِیۡبَ عَیۡنِیۡکَ  
وَاَزِیۡلۡہُمۡ اِلَیَّ عِبۡدِ اللّٰہِ لَعَلَّہُ یَدۡکُمۡ  
بِعَآءِ اَیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ  
اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ  
الَّذِیۡنَ اَنْعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ

پھر تو اُس کو یاد رکھ اور کہ تو اُس کو اپنی آنکھوں کے  
ساتھ اور بھیج اس کو طرف عبد الله کے شاید وہ نصبت  
کند۔  
اور اُسے پرستوں کی تہارت کا حرام ہونا۔

فصل

وَأَمَّا فَحۡرِیۡہُ بَیۡعِ الْاَصۡنَامِ



تَيْسَتْفَادُ مِنْهُ تَحْرِيمُ كُلِّ الْبَيْتِ الْمُحَرَّمِ  
لِلشِّرْكِ عَلَى آخِي جِهَةٍ كَانَتْ صَنَمًا  
أَوْ وَثَنًا أَوْ صُلْبًا وَكَذَلِكَ الْكُتُبُ  
الْمُسْتَحْلَةُ عَلَى الشِّرْكِ وَعِبَادَةُ عَدَائِلِهِ  
فَهَذَا كُلُّهَا يَجِبُ إِذَا السَّحَابُ وَاعْدَانُهَا  
وَبَيْعُهَا ذَرْبَةً إِلَى اخْتِنَانِ بَيْعِهَا  
وَإِخْنًا وَهَذَا هُوَ أَوَّلُ تَحْرِيمِ الْبَيْعِ  
مِنْ كُلِّ مَا عَدَاهَا فَإِنْ مَنَعَكَ  
بَيْعُهَا بِحُكْبٍ مَنَعَكَ بَيْعُهَا  
فِي كَفَيْهَا وَالشَّيْءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَمْ يُوْخِرْ ذِكْرُهَا لِخَفَةِ  
أَمْرِهَا وَالْكُتُبُ تَذَرِجُ مِنَ الْأَسْعِلِ  
إِلَى مَا هُوَ أَغْلَظُ فَإِنْ اخْتَمَدَ أَحْسَنُ  
حَالًا مِنَ الْمَيْكَةِ فَإِنَّهَا قَدْ تَصِيرُ  
مَالًا مُحَرَّمًا إِذَا قَلَبَهَا اللَّهُ مُجَاهَدًا  
أَبَدًا وَأَوْ قَلَبَهَا أَوْ حَيٌّ يَصْنَعُهُ  
عِنْدَ طَائِفَةٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ إِنْ شَاءَ  
قَالَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ فَإِنْ تَارَعْتُمْ  
فِي شَيْءٍ فَسَرُّهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ  
إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ قَالَ مُجَاهِدٌ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي  
رَافِعٍ السَّكَنِيُّ هَذَا أَمْرٌ مِنَ اللَّهِ  
عَزَّ وَجَلَّ بِأَنْ كُلَّ شَيْءٍ تَمَنَعُ النَّاسُ

پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو آدمی شرک کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس کی تجارت بھی حرام ہے وہ اگر بہت ہو یا سورت یا صلیب اور اسی طرح حرام ہے تجارت ان کتابوں کی جو شامل ہیں شرک پر اور غیر اللہ کی عبادت پر تو ان سب کا دور کرنا اور نابود کرنا واجب ہے۔ اور ان کی تجارت کرنا ایک وسیلہ ہے ان کے باقی رکھنے کا پس ان کتابوں کا بیچنا جو شامل ہیں شرک اور غیر اللہ کی عبادت پر بہت بڑھ کر ہے حرام مجھے میں ان آلات شرکیہ سے جو ان کے سوا ہیں کیونکہ یہ نساوت شرکیہ سے پیدا ہوتے ہیں متعدد دیگر آلات شرکیہ پیدا نہیں ہوتے اسی لئے ان کی تجارت دو کمرات کی تجارت بڑھ کر حرام ہے اور حضرت علیؑ علیہ السلام کی بیان کرنے میں اس تاخیر نہیں کی کہ اس کا خفیہ ہے بلکہ ان شرکیہ کی ادنیٰ اگر کسی تجارت سے فائدہ لیا گیا کہ اس بڑھ کر شرک کا اور اگر اس کی تجارت اس سے بڑھ کر ہوگی پس شرک کا مزارعہ چھ سال ہے کیونکہ کچھ حلال اور کچھ حرام ہے جب اسکو اللہ عزوجل نے شروع ہی یا سرکار کے لئے لیا ہی مسکن علیؑ ایک جہاں کے لئے لیا تھا تو فرمایا کہ جو شرک کی چیزیں ہیں تو اسکو بیچو اور فائدہ اس کے رسول کے اگر تم تمہارے لئے اللہ اور کچھ لوگ ساتھ کا مجاہد اور بہت لوگوں نے سلف سے اس آیت میں اللہ عزوجل نے حکم فرمایا ہے۔ جس چیز میں لوگ جھگڑا کریں۔ وہ چیز دین کے

مما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في كتاب الله في ما حرم به كتاب الله وسنت رسول الله صلى الله عليه وسلم

فِيهِ مِنْ أَصُولِ الدِّينِ وَفُسْرُ عِيَالِهِ  
أَنْ يَشْرُدَ وَالشَّيْءُ فِي ذَلِكَ إِلَى  
كِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّتِ رَسُولِهِ فَهُوَ الْحَقُّ  
وَمَا ذَا الْبَدَا الْحَقُّ إِلَّا الصَّلَاةُ وَالْهَذَا  
قَالَ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ فَرُدُّوا أَلْحُصُونًا تِلْكَ الْجِهَاتِ  
إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّتِ رَسُولِهِ فَتَحَالُوتُ  
الْبَيْعَاتِ بِمَا تَجَرَّ بَيْنَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ  
تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ  
فَقَدْ نَ عَلَى أَنْ مَنْ لَا يَتَّقَاكُمْ فِي  
حَقِّ الْمَنَاجِزِ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ  
وَلَا يَسْجِعُ الْبَيْعَاتِ فِي ذَلِكَ لَيْسَ  
مُؤْمِنًا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَالرَّدُّ  
إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاجِبٌ لِصَرْفِ  
الْأُمُورِ تَعْلِيْقُ الْأُمُورِ عَلَيْهِ وَجُودًا  
تَنْزِيهِ الدَّائِمِ وَالصِّفَاتِ مِنْ  
دَرَكِ الْأَلْحَادِ وَالشُّبُهَاتِ إِنْ تَدْرَى  
الْمَكْتُوبِ وَتَمَّتْ قَوْلُهُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

از عابد باللہ عبد اللہ سبحان اللہ سکندر و احمد جی و دیگر کل بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
 واضح باد کہ دنیا روزی چننا است و آخر کار با خداوند دست مقصود اصلی و مطلوب کلی حصول دولت  
 رضائے اوست تعالیٰ و تقدس فوز و سعادت لقا ہم قرب بر حصول دولت رضائی اوست چون  
 ظاہر است کہ حصول دولت رضائی او بغیر سعی اجتہاد و کسب مرضیات او تعالیٰ میسر نہ و آن بجز

اصل سے یا فروغ سے تو اس جھگڑے کو اللہ  
 کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کی طرف  
 لاویں پس وہی حق ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا پھر جس چیز میں تم اختلاف کرو تو اس کا  
 حکم اللہ کی طرف ہے پھر جو فیصلہ کتاب اور سنت  
 کر دیوے وہ ٹھیک ہے اور نہیں ہے راستی  
 کے بعد مگر گمراہی۔ اور اسی لئے فرمایا اگر تم ایمان  
 لائے اللہ اور کچھ دن پر یعنی رد کر دھجھکڑے اور  
 اپنی نادانیاں اللہ کی کتاب اور رسول کی سنت  
 کی طرف اور فیصلہ لیاؤ ان کی طرف جس میں شک  
 و میان ہو کر رہو۔ اگر تم ایمان لائے ہو اللہ اور  
 کچھ دن پر اس آیت سے معلوم تھا کہ جو محل نزاع  
 میں کتاب و سنت کی طرف فیصلہ نہیں لیا۔ اور  
 نہیں دجوع کرنا ان کی طرف اور اللہ کرنا ہے۔  
 نہ کچھ دن کو پس کتاب و سنت کی طرف فیصلہ کر دو  
 کرنا واجب و واسطے مزاج امر کے۔ اور ایمان کے  
 موجود ہونے کے۔

مما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في كتاب الله في ما حرم به كتاب الله وسنت رسول الله صلى الله عليه وسلم



معرفت مرضیات و تمیز آن از غیر مرضیات تصور نے شرافت و فضیلت علم از دنیا است۔  
 افسوس بر عالمی کہ ماہ فضل و شرافت و عزت و کرامت خود را محب عیب منقصت و وسیلہ  
 اوبار و خسارت خود سازد و خود را در سلک علماء سود کہ در مذمت ایشان عیادت انصراف  
 صریحہ و اخبار صحیحہ آمدہ منسلک دارد از انجملہ آنچہ از علی مرتضیٰ روایت کردہ شد۔

يُؤْثِرُكَ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ  
 لَا يَبْقَى مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا أُمَّةٌ وَكَلَا  
 مِنَ الْعِزَّانِ إِلَّا زَمَانٌ مَسَاجِدُهُمْ  
 عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهَدَى عَمَّا هُمْ  
 شَرٌّ مِنْ نَحْتِ أَوْدِيَةِ الشُّكَاةِ مِنْ غَيْرِهِمْ  
 تَحْرِيمُ الْفَيْتَنَةِ وَفِيهِ جِدُّ الْعُرْدِ

قریب ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آجائے گا کہ ہر  
 نام ہی نام رہ جائے گا۔ اور قرآن مجید کے حرف ہی حرف  
 ان کی مسجدیں دیکھنے میں تو اباسلوم ہو گئی ہیں  
 حقیقت میں ہایت سے زیادہ ہو گئی۔ ہر قسم کے غدار  
 لوگ زمین کے لوگوں سے بدتر ہو گئے ہیں کہ پاس  
 نہ ٹھیکے۔ اور انہیں میں لوث جا رہے گا۔

و آنچہ امام احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ از ابی ہریرہ روایت کردہ۔

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مَتَانًا نَفَعِيَ بِهِ وَجْهَهُ  
 اللَّهُ لَا يَتَعَلَّمُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا  
 مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَمَلًا أَجْتَنِدَ لِكُنْهِ نَجْدًا  
 وَأَنْ يَنْجُو مِنَ الدُّنْيَا وَالدُّنْيَا عَرَضٌ كَالْبَرْقِ  
 إِنْ مِنْ أَكْثَرِ النَّاسِ مَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَ اللَّهِ  
 عَالِمًا وَلَا يَتَعَلَّمُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا

ہر شخص حاصل کرے وہ علم جس سے اللہ کی رضا  
 و عزت ہو سکے۔ اس لئے کہ ہر شخص کے ساتھ دنیا کا  
 اسباب پیدا کرے اس کو بہشت کی بھی نصیب نہ ہوگی  
 سب لوگوں سے اللہ کے نزدیک اس عالم کا بڑا بڑا  
 جو اپنے علم سے فائدہ حاصل نہ کرے۔

دور روایت عالم لم یفقه اللہ علیہ و موجب مذمت علماء سود بنا بر آنچہ از احادیث نبوی علیہ  
 صاحبہ الصلوٰۃ و التحیہ چہ چیز تواند بود اول آنکہ مراعات اخلاص نیت بدان نکند و علم با حجت  
 طلب متاع دنی و نبوی و حطائیم خیس فانی و یا بجهت طلب جاه و شہرت و آوازہ و نام و  
 قبول خاص عام آسوزند چنانچہ از حدیث۔

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مَتَانًا نَفَعِيَ بِهِ وَجْهَهُ  
 اللَّهُ لَا يَتَعَلَّمُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا  
 مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَمَلًا أَجْتَنِدَ لِكُنْهِ نَجْدًا  
 وَأَنْ يَنْجُو مِنَ الدُّنْيَا وَالدُّنْيَا عَرَضٌ كَالْبَرْقِ  
 إِنْ مِنْ أَكْثَرِ النَّاسِ مَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَ اللَّهِ  
 عَالِمًا وَلَا يَتَعَلَّمُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا

چشم طلب کرے علم کو تو کہ مقابل کرے ساتھ اس کے

أَذْهَبَ سَارِيَهُ يَوْمَ الشَّهَادَةِ أَوْ يَصُورُكَ  
 بِهِ وَجْهَكَ النَّاسُ إِلَيْهِ أَوْ حَلَّكَ اللَّهُ النَّارَ  
 كَتر مذی از کعب ابن مالک ابن ماجہ از عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کردہ۔ دوم آنکہ  
 اگر و اول حال اخلاص داشته باشد۔ اما بعد از تحصیل آن در رعایت حق عمل کردن تساہل  
 نکاسل در زندہ و در آنچہ دیگران می فرمایند خود میباید کنند و بجا نیارند و خود را از جملہ مستوجب  
 وعید شدید آتہا مرفوض الناس بالحق  
 تَنَسُّونَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَكُونُونَ الْكَافِرِينَ  
 و مستحق خطاب عتاب۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا  
 تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا  
 مَا لَا تَفْعَلُونَ

تمہا میں سیدم آنکہ ہر چند در تحصیل شخصین اعمال تہذیب اخلاق و تزئین اصلاح احوال غولش  
 سعی مبذول دارند۔ لیکن باصلاح احوال دیگران نپروارند و حق امر معروف و نہی منکر را کہ  
 رکنی رکین از ارکان دین متین ست مراعات نمایند و طریق مہمست و ملائمت با مردم  
 پیش گیرند و از انصوص کتاب سنت کہ دلالت بر وجوب امر معروف و نہی منکر دارند تغافل نمایند  
 از انجملہ کریمہ و لکن تینکرمہ ائمہ نیکوگون  
 اَوَّلُ الْخَيْرِ دِيَانَةُ الْمَعْرُوفِ وَتَحْفُوتُ  
 عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ  
 اور چاہئے کہ ہر شخص ہمیں ایک جماعت بمانی نیکو کام  
 پر اور حکم کرتی پسند بات کا اور منع کرتے ناپسند  
 سے اور وہی پہنچے مراد کہ۔

صِفَةُ الْمُرِيدِ لِحُجُوبِ سِتِّ وَصِيْفَةُ حَصْرِ فَلَاحِ بِرْزَمَةٍ مَوْصُوفٍ قَائِمِينَ بِأَمْرِ مَعْرُوفٍ وَنَهْيٍ مُنْكَرٍ  
 وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ  
 أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ  
 وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ  
 وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيَذْكُرُونَ

عالموں سے یا جگہ کے اسکے ساتھ جاہلوں سے یا پھر ساتھ  
 اس کے من لوگوں کے طرف اپنی ذہل کی گمان اللہ تعالیٰ  
 کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو  
 آپ کو۔ اور تم بڑھتے ہو کتاب۔

لے ایمان والو کہیں کہتے ہونے سے جو نہیں کرتے بڑی  
 بیزاری ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چسپند  
 جو مذکور۔

اور ایمان والے مراد و عزیمت ایک دوسرے کے  
 مددگار ہیں سکھاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں  
 بڑی با ست اور کمڑی رکھتے ہیں نماز۔ اور دیتے  
 ہیں زکوٰۃ۔

اور ایمان والے مراد و عزیمت ایک دوسرے کے  
 مددگار ہیں سکھاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں  
 بڑی با ست اور کمڑی رکھتے ہیں نماز۔ اور دیتے  
 ہیں زکوٰۃ۔



و کریم کا کلام پاک پڑھا کہون عن محمد بن قنبر عن ابیہ آپس میں منہ کوٹنے میں مجھے کام سے جو کہ ہے مجھے کیا ہر کام خود  
 وغیرہ ان آیات و بیانات شواہد علیہ این . علی اند و سورہ العصر تا آخر اقول دلیل ست ہر آنکہ ترک  
 تو اسی حق یعنی حق یکبارہ گفتن و بیان وصیت کردن موجب خسارت ست ہر چند بصلح اعمال  
 مقرون باشد چہ ارم آنکہ مخالطت سلاطین و حکام ظلم آمین و سباحت با ایشان نمایند  
 بالجہ درین باب قصہ فقیر کہ در شرح بخاری آورده کافی ست خلاصہ اش آنکہ عالم از درویشی  
 دعا خواست فقال له الفقیر علی طریق  
 التواضع بکل آت الذی ینبغی آن  
 تدعونی لیک ناک من علیک المصلی  
 و فقیہا یجوز فکرت بیک لک رحمہما  
 آن علیک اللہ من حق کادہ  
 نفس کز حق من کثرہ بکایہ و هو  
 یزد و یقول منلی یحسب من العباد  
 و اللہ ما یكون العالم عالما حتی یحکما  
 یخیرکم کہ نفس لک و یا ذلک  
 و مقصود ازین ہر گفت و شنود آنست کہ این چیز با سحر صحبت میسر نمیشود  
 ہذاک التواضع کون  
 نصب العین باید داشت حقیر را درین ایام ہمہ توجہ بکلام الہی و با حادیت نبوی الفضل اللہ و کریم  
 شدہ است

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله و سلام علی عبادہ الذین اصطفی . از عائد باشد معتصم بحبل اللہ عبد اللہ بہر یک از  
 اہل خلاص از باب اختصاص مولوی منہاج الدین و حافظ محمد عظیم و سلطان محمد و محمد اکبر و محمد  
 و محمد قاسم و فتح نور و نور محمد و کامہ و بہادر و بخارا و نور و فضل و جمال الدین خصوصاً زبدہ  
 اخلاص مندان مولوی عبدالرب بعد از سلام مستنون ادعای مؤتد مقرون واضح آنکہ در باب

تمسک بکتاب اللہ و عصا منہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چہ گویم و چہ نویسیم کہ صفحہ کاغذ  
 از میان آن تنگ ست و پانچ قسم از گاہ دو در میدان آن تنگ . اخوان عزیز را لازم کہ  
 دنیا دنی را روز چند دانستہ و طلب رضیات و تعالی بجان دل کوشند و زندگانی ایامی را  
 اندک دانستہ و ابتغائی وجہ اللہ کہ محبت را چست بنزند و کتاب اللہ و سنت رسول اللہ  
 صائم تار و ج ستعار بلاء علی پرواز نموده شغل ضروری از گاہ شتہ باشتغال لاطال و مال و  
 سال بے حاصل غافل شوند و مرضیات و مکروہات او تعالی را ازین اصیلین را بخین معلوم  
 کردہ در امتثال از امر و حب تعظیم آن و اجتناب و از تنہا از نواہی و بغض نفرت از ان سعی و کوشش  
 از پیش کنند فقیر خود را ہمیشہ بر ویج کلام اللہ و ابتغاء مرضات اللہ مامور سے بنید پس لایا شنا  
 و بیگانہ را ترغیب می دہم و از غیر آن تنصیر و تکرار سے نویسم کہ در تذکر کلام اللہ و تذکر از مواظظ  
 آن و تفکر و تاثر از نصائح آن اوقات عزیزہ خود را محمود گردانند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله و سلام علی عبادہ الذین اصطفی . اما بعد از داعی الی اللہ و مستعید باللہ عبد اللہ  
 بمشفق و محبتی مسید محمد شاہ عبد اللہ شاہ و سید عمر شاہ و جناب حافظ عباس خان و حسن خان  
 و غیر ہم و نقی اللہ و ایامہ لما یحب برضاء و صرفنا الی جنابہن جمیع ما سواہ و جعلنا تمسکین سینہ  
 رسولہ و تہتہین بکلامہ فی الشدة و الرخاء بعد از سلام علیکم و رحمة اللہ وبرکاتہ واضح آنکہ چہ گویم و چہ  
 نویسم در تعظیم کلام ملک علامہ ذیل سنت سید الانام کہ دست بیان از ادائے آن کوتاہ  
 است فقیر ہمیشہ خود را بترویج کلام اللہ مامور سے بنید و در تبلیغ آن مابود پس مادامیکہ جان و بدن  
 دارم و سر بر تن آشنا و بیگانہ را ترغیب سے دہم و از تکرار آن ہر چند کہ باشد تنگ و عار  
 سکے ارم و کسانیکہ بدست حقیر حاضر اند بیعت نموده و یا بدست غائبانہ عہد بستہ ہر ذمہ ایشان  
 نیز لازم کہ در تذکر کلام اللہ و تذکر از تخویفات تہدیدات آن و تاثر از نصائح و مواظظ  
 آن سعی بیش از پیش نموده اوقات عزیزہ خود را درین صرف کنند و دیگر از ہر حیل و رفتہ  
 کہ دانند درین باب ترغیب کنند و تعظیم احکام رب الارباب را خصوصاً صلوة نحمدہ و اگر از  
 عمدہ ترین شعائر اسلام ست در سجا آوردن آن در اوایل اوقات با خضوع و خشوع تمام ہر



چست بسته راه سستی و بیابانی نور زبرد و در میان خود راه اتفاق و موافق اختیار کرده و اختلاف  
الفرق را که منوع منع اکیدست حذر کنند قال الله تعالی

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا  
وَأَذْكُرُوا النِّعَةَ الَّتِي عَلَيْكُمْ وَأَلَا يَرَى  
وَقَالَ اللَّهُ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَفَرُوا  
وَافْتَحْنَا آمِنًا بِكَرْبِهِمْ فَمَا جَاءَهُمْ إِلَّا الْبَيْتُ  
وَأُولَئِكَ لَعْنَةُ اللَّهِ الْعِظَامُ

اور مضبوط پکڑو سبھی ایک سبھی فکر اور پھرتی  
اور یاد و اگر احسان اللہ کا  
اور مت ہوں کی طرح جو پھرت گئے اور متفرق گئے  
بعد اس کے کہ پہنچ چکے ان کو حکم صاف اور ان  
کو بڑا عذاب ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

از عائد باللہ عبد اللہ زبیر اہل اخلاص عمدہ ارباب اختصاص مولوی حیات گل السلام علیکم  
درجۃ اللہ و برکاتہ اما بعد اوقات عمر عزیزا غنیمت شمارید و در طلب مصلحت مولیٰ خود  
سعی کنید و ہر جائز استطاعت و ادب خواہ بدست باشد یا لسان قلم و بیان بر نصرت بن ہدایت  
و تائید توجید رب العالمین دریغ نکنید و در اقامت صلوٰۃ و تعظیم احکام رب البریات از  
دل جان سعی کنید و در ہدایت خلق اللہ و ترغیب عباد اللہ و طاعت خالق خود و تعلیم  
ضروریات دین نوعی تساہلی و تقاضی نور زید چنانچہ اصلاح نفس خود ضرور مقدمست همچنین  
المغفرت و غنی عن انکسار لازم مستحکم۔

وَالْقَوَاعِیُ فَتَنُكَ لَا تُصِيبُكَ مِنَ الَّذِينَ  
كَلَمُوا مِنْكُمْ خِافَةٌ

اور بچو اس فتنہ سے جو نہ پہنچے گا تم میں سے  
ظالموں کو چسپسکر۔

مکرر آنکر سالہ ایقانہ الہامیہ کہ برائی ترجمہ کروں بردہ بود چو نکر در خیا نہایت ضرور در کارست  
بنابر آن نوشتہ آمد کہ رسالہ مذکورہ خواہ ترجمہ شدہ یا نشدہ بر سپدن این خط از زانو پاک ضرور  
بفرستید کہ نہایت ضروری در کارست و اسباب عشرہ شایعہ برائے احتراز از شیطان  
مقرر کردہ و ردوائی و وظیفہ مستحری بگیرید۔ استعاذہ از شیطان حمیم۔ قرۃ معوذتین قرۃ  
ایہ کرسی قرۃ سورہ بقرہ۔ قرۃ خاتمہ سورہ بقرہ۔ اول سورہ حمد الی قولہ الیہ المصیر بکرم توبہ  
در ہر روز صد بار۔ کثرت ذکر اللہ کہ انفع حرز است۔ وضو و صلوٰۃ۔ اسماک از فضیل نظر و

فضول کلام و فضول طعام و مخالطت ناس کہ شیطان غرض خود را از بنی آدم ازین ابواب  
اربعہ حاصل مے کند السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد للرب العالمین این خط کہ نوشتہ اند بنظر عمیق ببینید و لصب العین بسازید کہ این  
حقیر گفتہ و محمد نوشتہ و فکک اللہ لما یحب بر صنی و احوال خود ہم نوشتہ کنید زیادہ  
بار جسم الراحین سپردہ ام حبنا اللہ و نعم الوکیل۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باغی دینی و صدیق قدیمی مولوی حیات گل صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دعا  
اما بعد واضح باد کہ بندہ را در ہر وقت و ہر کار بدرگاہ مولائے خویش سراسر فقر و احتیاج است  
یک لمحہ بیچ نوع استغنا حاصل نیست۔

کَلَّا مُتَجَاوِزِیْنَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ  
پس بجز رغبت بدرگاہ شان و سوائے خوف و تقویٰ از حضرت ایشان جیلہ و بکر نیست  
هُوَ أَهْلُ السَّقَاةِ وَ أَهْلُ الْمَغْفِرَةِ  
وہی اس لائق ہے کہ اس سے خوف کیا جائے اور وہی اس  
لائق ہے کہ اس سے بخشش طلب کی جائے۔

شان عالیشان اوست مناسب بندہ ہمین سست کہ در راحت و رحمت یکسان ہم را جی و  
ہم ترسان باشد گا ہے بغیر او تعالیٰ التفاتے و نگاہے نکند۔

وَمَا يَكْفُرُ مِنْ نِعْمَةٍ فَيُنِيعَ اللَّهُ  
اور جو تمہارے پاس ہے کوئی نعمت سو اللہ کی طرف سے۔  
تمامی نعم و منن از خوان نعمت اوست و حدہ لا شریک کہ سے را دہ خلیے و غرضے نہ و همچنین  
ہمہ مصائب و نوائب از سامت معاصی خویش شمار و لا غیر ما اصابت من سببہ  
من نفسک سوائے سینات و باریہائے نفس خود از چیزے نظر و اندیشہ بدل نماید  
در وقت عافیت و رفاہیت بشکر متوجہ شود۔

وَأَشْكُرُكَ يَا اللَّهُ إِنَّ كُنُوزَكَ لَبَدُونَ  
و در عین امتحان و مصیبت توبہ و استغفار رنج آرد۔



وَاِنْ اسْتَغْفِرُكَ فَارْجُكَ لَهُ تَوْبَتَا  
اَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ قَتْلًا حَسَنًا اِلَى اَجَلٍ  
مُسْتَقَرٍّ وَتَوْبَتِ كُلِّ ذِي فَضْلٍ فَضْلُهُ  
اعوذ واکرام خاصه اوست تعز من تشاء وتذل من تشاء اصابته خزي وخذلان از  
صفات مختصه بدوست کسی را که با امانت و ذلت میرساند مجال دم زدن نیست -

وَمَنْ يَهِنِ اللَّهُ فَعَلَّاهُ مِنْ مَكْرِهِمْ  
جائیکه فرمان عزیز حکیم در رسد حوصله مقال لا و نعم نه -

اَلَا يَسْتَلْ عَمَّا يُفَعَّلُ وَهُوَ يُسْئِلُكَ اِسْمُ  
کرم بیان چیست و چالاک از بهیت جلالت او تعالی بیخوش میشوند و انبیاء پاک از  
خوف و خشیت مواخذه و انتقام سالت می مانند و خموش با سوائے بخاطر آوردن و از  
فکر شان اندیشیدن محض نادانی است -

مَا مِنْ دَابَّةٍ اَوْ اَنْفَسٍ اَوْ حَيٍّ اَوْ نَبَاتٍ اَوْ  
حرکت متحرک بدوست قوت ذی قوت هم از دست لاجول و لا قوه الا بالله طالب دنیا و آخرت  
را باید که رحمت شان رغبت کند از غیر او هیچ توقع ندارد -

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلْيَلْبِسْ الْعِزَّةَ جَمْعًا  
اذا بدست و انتقام مخالفین حزن و اندوه خورد -

وَلَا يَجُزُّ نَكَاحُكَ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمْعًا  
قصص انبیاء و رسل که در قرآن مبین و مفصل بیان شده اند برکتی است و تشفی خاطر مظلومان  
اند و کَلَامُ نَفْصٍ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ  
جس سے تشفی دین تیرے دل کو

مقصود از ان چند و غیرت است -  
لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي اَلْبَالِ اَلَا اِنَّ اِلَٰهَكُمْ اِلَٰهًا وَاحِدًا  
از انجمل ذکر احوال و احوال پنا حال تبارک است عقل الون کو -

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ اَوْ ذِكْرًا لِّلْعَالَمِينَ  
اگر بطرف مولائی خود بدل و جان رجوع کنند و از بدید و بدکردارے خویش بر آنرا البته  
نجات و فوز بدرجات خواهند یافت ایند باید که بر رحمت برزیر و ستان خود موصوف شوند  
اَلَا كَلِمَةُ رَاجٍ وَ كَلِمَةُ مَسْنُونٍ عَنِ الرَّعِيَّةِ خَيْرٌ اَتَمَّ سَبِّ اِمَامٍ اَوْ اَمْرٍ اَوْ اَمْرٍ اَوْ اَمْرٍ  
تنبیه است جامع خوبی غور کنند بر رعیت خود شفقت کنند که در رحمت حضرت حق در آیند و در هر دو جهان  
فلاح و فوز یابند - اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَخْشَى اِسْمِ نَصِيحَتِ هِيَ اِسْمُ كَلَامٍ -

خود بشیاری اند و تجربه کار و السلام علیکم بعد از رجوع و امانت بصدق دل زاویه گزینی  
و گوشه نشینی اختیار کنند کریم  
اَلَا اِلَٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنْ كُنْتُ  
کوفی حاکم نہیں سوائے تیرے تو بے عیب  
میں تھا گنہگاروں سے

را بر قدر کرے توانند چیل روز و روز بان دارند امید است که بحکم و کذا الکاتب نفعی المؤمنین  
تبارک لغت از رب خود یابند فتم میقات به اربعین لیلته -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
از عبد اللہ باخویم حسین سلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ اما بعد در المبلغ و شاعت کلام  
رب عزیز چه گویم و چه نویسم - اگر عزت دنیا و آخرت میخواهی درین ست و باین دستنگ  
نشوید که مروم نمیشوند درین امتحان ست همین عرض کنید نزد ارحم الراحمین که یا  
ارحم الراحمین من بنده عبودیت شعارم با فتح و شکست کار ندارم انقلابات لیل و  
نهار در دست توست ناموت کار عاجز همین ست ایاک نعبد و ایاک نستعین -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
از عبد اللہ عبد اللہ باخویم محمد حسین سلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ اما بعد قدرستی  
در دعا در حق شما آمده است و اللہ اعلم چه سبب است با وجود سستی باره گفته ام - که یا  
ارحم الراحمین حسین را از انصار دین خود سازید قریب دو ماه شده که الباهم شده بود -  
اِذَا كَانَ لَكَ حَاجَةٌ فَقُلْ تِلْكَ مَرَاتٍ جَبَّحْتُ لَكَ كَوْنِي مَزُورًا هُوَ كَوْنِي تَوْنِي بَارِئًا







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نقل تقریر مولانا سید احمد صاحب خلیفۃ الصدق امام الزمان علیہ الرحمۃ والاعتراف شیخ عبد اللہ غزنوی از والد ماجد مثنوی کہ فرمودہ است امام احمد

ایمان آن شکستہ نیست کہ لیس لک فیما امام پنج تہ ہر کہ کسی سلسلہ کلام کرے متیل کلام میں نہی اور محنت معتزلے امام مذکور فرمود۔

کیف اقول ما لک یقول میں قرآن مجید کے مخلوق نے کافر کیہ کذب پر لڑن لاکہ سلف کلام میں میں نے

یعنی مخلوقیت کلام آبی چگونہ بر زبان آرم کہ سلف کرام گفت این حرف را و همچنین الدم میفرمود و ناقص از باریہ استیعافہ الخلق یا الخلق خلقی کا مخلوق سے مدعا گناہیست جیسے

کا شیعافہ الغریب یا الغریب غریب کا غریب سے مدو طلب کرنا۔

و همچنین شفقتم از والدہم کہ بعضے عارفان فرمودہ اند۔

استیعافہ الخلق یا الخلق کا شیعافہ خلق کی خلق سے مدو طلب کرنے کی مثال ایسی

المکجور یا المکجور جیسے قیدی کا قیدی سے مدو طلب کرنا۔

وی فرمودند کہ بندہ موصد را باید کہ جوارح خود را از دست دیا و زبان چشم و قلب و غیرہ بندہ

و بالشد و اند یعنی در ملک خداست و بخی کہ توام و قیام آہنا با دست تا مفہوم حوقل و دردی

ثبت شود علیہ ایمان کہ این تہ علما را ہم حاصل است بلکہ ذوقا و حالاً کہ این دولت خواص

محبوب است و پس این حب را کہ حب ایمانی است منتہی بہت مثل شہر آباد ہر چند کہ در وی کار کنند

جوشش آب بسیار کند و حب عشقی بہین حب جمع و یادداشت محبوب است کہ از باب این حب رنج

تمام از فقرہ سے یا بندہ چنانچہ محبوبے مجھے نا برائی سر انجام کالے بفرستد محب طاقت جدائی

ندارد لکن طبیعت خود را بذور با متثال دین امر سے رائد و این حب را نہایت سست

مثل کسے کہ تشنہ باشد بہ سبب سیرابی از آب خاطر جمع و ساکن شود و میفرمودند کہ فنا نزد

صوفیہ چیز بہت و نزد محققین چیزے دیگر فنا نزد محققین این است کہ محبت غیر و رجا و غیر

و خوف غیر و ارادہ ماسوا کے و دعائے غیر از ایشان نانی شوند۔ در محبت و رجا و خوف و ارادہ

دعائے خدا عز و جل و فنا نزد صوفیہ تخلی است کہ از ان مشاہدہ کنند کہ قیام ہمہ اشیا بخدا است

و این مشہور بر پو بہت است و ازین مقام گاہے تعبیر توحید افغانی کنند و گاہے با حسان

و بہین ست نزد ایشان اعلیٰ مقاصد و سائر عبادات و سید باین مقصود می انگارند۔

و لہذا انہر باخلال از احکام شرعیہ سے شود و میدانند کہ اعلیٰ مقاصد و منتہی مطالب مقام

عبودیت است کہ کریمہ ایک نصبتا ملق ازین مرام بہت و اشرف وسائل وسیلہ استعانت

کہ ایک نستعین مصدق این مطلب پس اشرف مقامات مقام عبودیت است و اشرف وسائل وسیلہ استعانت بحضرت حق لا غیر۔

اور ہمین جانتے ہیں کہ بندہ و کائنات اللہ تعالیٰ کی قسم کاکرن حق نہیں ہے بلکہ اسی نے اپنے نفس پر ہر بانی کو لکھ دیا ہے اور گواہی دیتے ہیں کہ وہ لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور نہ شریک مقرر کیا جائے اس کے ساتھ کسی چیز کو اور وہ لائق ہے کہ اس سے خوف کیا جائے جیسے اس سے خوف کرنا چاہئے۔ اور وہ اس طرح کہ اس کی فرمانبرداری کی جاد سے پھر نافرمانی نہ کیا جاوے اور اس کو یاد کیا جائے پس نہ بھولایا جائے اور اس کی قدر دانی کی جائے پس نہ بقدری کیا جائے







میل کا گریٹا و جودہ از جیٹا جوں اسلخ و تبرے از حول و قوت مغرودش آنکا متحقق شود  
 تواضع و مسکنیت عہد کہ هیچ چیز ندارد و از ان او نیست بلکه ہر کار کہ سکنند حول و قوت او سے  
 کہیں نمود مقام عبودیت

## فہرست کتب دینیہ

کافران و سنت سے شوٹ دیا ہے۔ لہذا یہ لٹاؤی  
 محمد بن صاحب الزین آبادی کی تصنیف ہے قیمت  
 خزینۃ المیراث امتحان دین قانون میثا اموات  
 اور وکلا کیلئے سہل ترین مفید ترین مفصل کتاب بارہ  
 تقسیم میراث۔ یہ کتاب ورثہ کی جتنی بھی مسئلہ کی جو  
 صورتیں ممکن ہو سکتی ہیں ان کی انگ انگ فہرست  
 دیدی گئی ہے جس صورت کو تلاش کرنا ہو اس نمبر کی  
 فہرست نکال کر عمل شدہ جواب معلوم ہو سکتا فرق  
 نام ابدال نمود کے طریق تقسیم ورثہ پر بھی تفصیل ہے  
 بلوغ المرام مترجم و محقق احمد ہاشمی مصنفات مدت  
 سے یہ کتاب پایا ہی پرشہنشاہ لٹاؤی جلد شوب  
 صاحب مدانی کے ترجمہ اور خوشی عجیبہ کے ساتھ چھپی  
 ہے قیمت دو روپے آٹھ آنہ  
 ترغیب الیہ ترجمہ اردو زمین السطہ مصنفہ امام غفر  
 عبد العظیم مندرسی

کتاب ہی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹ  
 سمیر کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور ہر مشورہ فعل کی توجہ  
 اور محنت کی ترسیل ہے علیحدہ باب باندہ کلاس کے  
 فوائد عقاب کے بارہ میں مرفوع احادیث لائی گئی ہیں  
 یہ کتاب غوام کے لئے عموماً درواظوں کے لئے  
 خصوصاً مفید ہے زمین نمودیں مکمل ہوگی مصلحتاً  
 تقیق ۶۹۲ صفحات ۷۷۷ صفحہ کاغذ عمدہ

## محررات غزالی

طب جسمانی و طب روحانی

مصنفہ صادق ارجح ولا جاسم بن زین حیدر الاسلام  
 حضرت امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی صفحہ ۴۴۲  
 کلاس تقطیع ۲۶ x ۲۶ قیمت

شیخی (یعنی) سائنس علوم والی  
 (ترجمہ اردو)

کتاب جامع العلوم حدائق الانوار

مصنفہ حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن عمر غزالی  
 مصنفہ تفسیر کی قیمت صرف ۴۴۲ علاوہ محصولہ

عزیز القلوب ترجمہ اردو مصنفہ القاؤ

المقرب الی حضرت علامہ الغیوب

مصنفہ امام محمد بن الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی قیمت صرف ۴۴۲  
 زبدۃ المرام (ترجمہ اردو) عمدۃ الاحکام

یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا مجموعہ کل حدیث زمین کا  
 اتفاق ہے کہ جس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم متفق  
 ہو کر اپنی اپنی صحیح میں بیان کریں قرآن شریف کے بعد  
 وہ حدیث شریف جملہ احادیث پر مقدم اور سب سے بڑھ کر  
 معتبر ہے۔ اور بلا چون و چرا تسلیم کرنے کے زیادہ تر  
 لائق ہے۔ لہذا امام مرحوم مولانا حافظ عبد الغنی صاحب  
 نے دو نئی صحیحیں کی احادیث متفق علیہ کو جو احکام میں  
 ظہارت نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ بیع۔ شریعی نکاح  
 طلاق۔ رضا۔ قصاص۔ حدود۔ قیموں بندوں

اور فیصلوں کے بیان جملہ احکام اپنے کے بیانات  
 قربانی۔ لباس۔ جہاد۔ اور غلام آزاد کرنے کے احکام کے  
 متعلق تھیں۔ ایک جامع کیا اور عبد اللہ ان صاحب کی  
 ذریعہ آبادی نے سیر پرستی خود اسکا سلیس اردو میں  
 ترجمہ کرایا اور ہم نے بصرہ نہ رکشہ بن السطہ پر چوب قلم  
 اسطری تقطیع درمیانی پرچہ خوشی جدید قیمت ۴۴۲  
 سطور مشائخ کاغذ اعلیٰ قسم پر طبع کرایا ہے قیمت

الحقیقۃ الباہر فی اسرار الشریعۃ الظاہرہ

مصنفہ امام سید محمد ابوالدین رفائی حسنی صیاد فی غائی غزالی  
 استاد و مرشد

سابق ملینہ المسالین الیہ زمین ان عبد الخلیل ثانی غزالی  
 صفحات ۴۴۲ کلاس قیمت صرف ۴۴۲

انکشاف البہتین فی غرور الخلق الجمعین

مصنفہ حضرت ابن زین حیدر الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی  
 اس کا مطالعہ لازمی ہے قیمت صرف ۴۴۲

مجموعہ اشعار لٹوی عبد الستار

بزبان بنگالی

مصنفہ صاحب لٹوی عبد الستار مصنف قصص میں اکرام محمدی  
 قیمت اس کل مجموعہ کی ۱۱۳ ہے

در التظیم فی خواص القرآن العظیم

اس دور میں عالمی توجہ دہنی لٹاؤی محمد غزالی کے سلاطین  
 القرآن الشہادۃ و قاضی ابو بکر غزالی کی بیانیہ تفسیر کو جمع کیا  
 خواص اسرار قرآن شریف میں بیانیہ سادہ قیمت ۱۱۳  
 عبد الحمید غزنوی تاج کتب مسجد چنیا نوالی لاہور